ماہنامہ

محدث

بنارس

نومبر و دسمبر ۲۰۲۲ء ◆ ربیع الآخر و جمادی الاولیٰ ۱۴۴۴ھ

محمد ﷺ کا کیرکٹر واخلاق نبوت سے پہلے...	۲
موت اس کی ہے کرے جس کا زمانہ افسوس	۱۳
محبت کا شرعی مفہوم	۳۳
رفیق گرامی محمد عزیر شمس رحمہ اللہ کی یاد میں	۵۸
رپورٹ میٹنگ مجلس منتظمہ جامعہ سلفیہ	۵۹

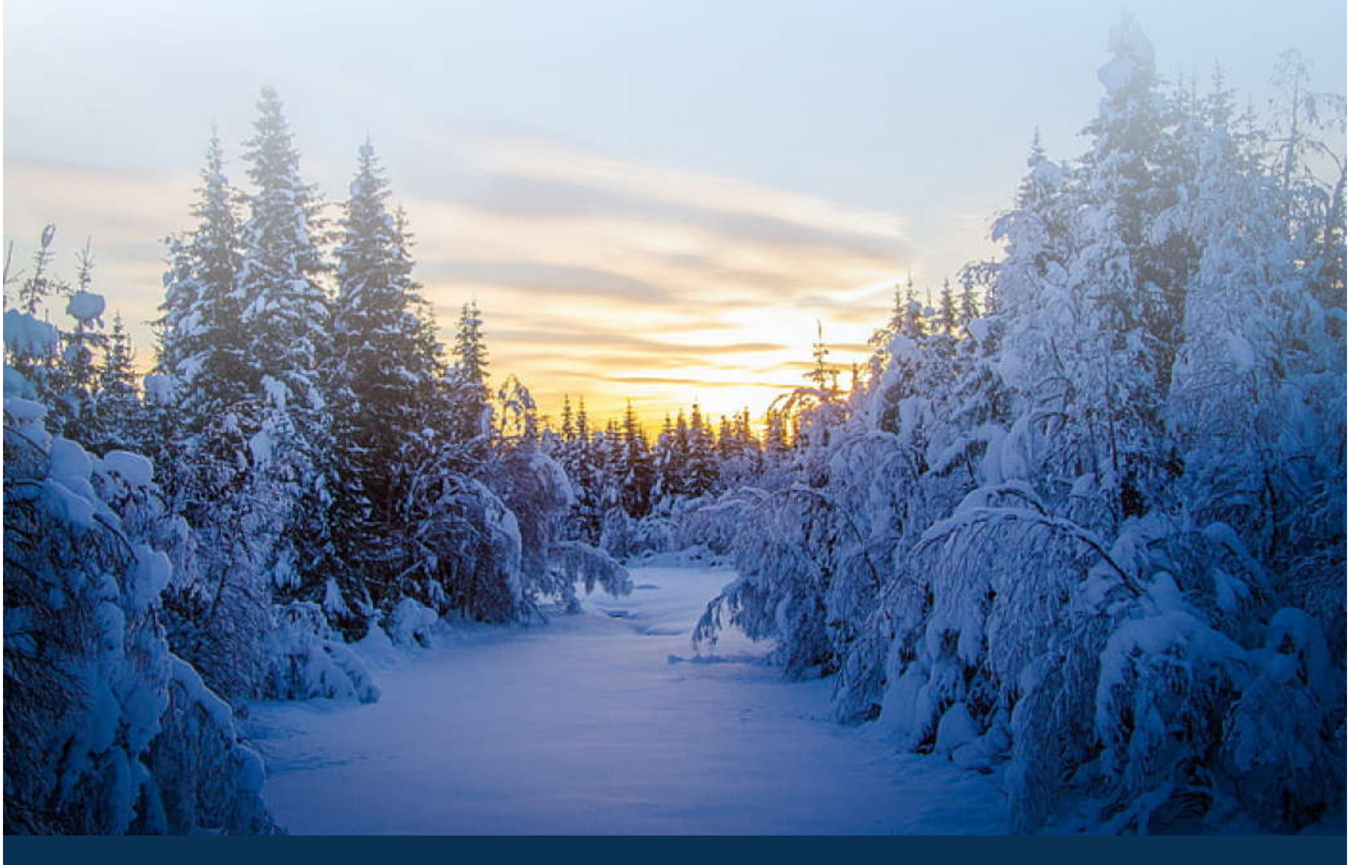

دار التالیف والترجمہ، بنارس، الہند

دینی، علمی، اصلاحی اور تحقیقی ماہنامہ

مجلہ محدث بنارس

جلد: ۳۹
شمارہ: ۵، ۶

ربیع الآخر و جمادی الاولی ۱۴۴۴ھ
نومبر و دسمبر ۲۰۲۲ء

سرپرست
عبداللہ سعود سلفی

مدیر
محمد ایوب سلفی

معاون مدیر
اسرار احمد ندوی

مجلس مشاورت
مولانا محمد مستقیم سلفی
مولانا محمد ابوالقاسم فاروقی
مولانا صلاح الدین مقبول مدنی
مولانا محمد یونس مدنی
ڈاکٹر عبدالصبور ابوبکر مدنی

اس شمارہ میں

۱۔ محمد ﷺ کا کیرکٹر و اخلاق نبوت کے پہلے...	عبداللہ سعود سلفی	۲
۲۔ اچھے اور برے انسان کی پہچان	عبدالحلیم بسم اللہ	۵
۳۔ موت اس کی ہے کرے جس کا زمانہ افسوس	مدیر	۱۳
۴۔ سنن رواتب کے احکام ومسائل	عبدالصبور ابوبکر	۲۵
۵۔ محبت کا شرعی مفہوم	عبدالعلیم عبدالحفیظ	۳۳
۶۔ بھائی عزیر شمس کی یاد میں	ناظم اعلیٰ جامعہ سلفیہ	۳۶
۷۔ شیخ محمد عزیر شمس سلفی مدنی مکی رحمہ اللہ...	عبدالحکیم عبدالمعبود	۴۵
۸۔ مگر تری مرگ ناگہاں کا مجھے ابھی تک...	محمد ابوالقاسم فاروقی	۴۷
۹۔ زمیں کھا گئی آسماں کیسے کیسے	رضوان ریاضی	۴۹
۱۰۔ شیخ محمد عزیر شمس: استفادہ وافادہ کی راہ کا سفر	یاسر اسعد	۵۵
۱۱۔ رفیق گرامی محمد عزیر شمس رحمہ اللہ کی یاد میں	صلاح الدین مقبول	۵۸
۱۲۔ رپورٹ میٹنگ مجلس منتظمہ جامعہ سلفیہ ۲۰۲۲ء وتاثرات		۵۹
۱۳۔ اخبار جامعہ	دل محمد سلفی	۹۰
۱۴۔ باب الفتاویٰ	نورالہدیٰ سلفی	۹۵

بدل اشتراک سالانہ

ہندوستان:	300	روپئے
خصوصی تعاون:	1000	روپئے
بیرون ممالک:	50	ڈالر امریکی
فی شمارہ:	30	روپئے

مراسلت کا پتہ

اشتراک کے لیے ڈرافٹ مندرجہ ذیل نام سے بنوائیں
Name: DAR-UT-TALEEF WAT-TARJAMA
Bank: INDIAN BANK, KAMACHHA, VARANASI
A/c No. 21044906358
IFSC Code: IDIB000V509

Darut Taleef Wat Tarjama, B.18/1-G, Reori Talab, Varanasi - 221010

www.mohaddis.org

نوٹ: ادارہ کا مضمون نگار کی رائے سے متفق ہونا ضروری نہیں ہے۔

درس قرآن

محمد ﷺ کا کیرکٹر واخلاق نبوت کے پہلے سے بالکل پاک وصاف تھا

عبداللہ سعود

وَإِذَا تُتْلَى عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ قَالَ الَّذِينَ لاَ يَرْجُونَ لِقَاءَ نَا ائْتِ بِقُرْآنٍ غَيْرِ هَذَا أَوْ بَدِّلْهُ قُلْ مَا يَكُونُ لِيَ أَنْ أُبَدِّلَهُ مِن تِلْقَاءِ نَفْسِيَ إِنْ أَتَّبِعُ إِلاَّ مَا يُوحَى إِلَيَّ إِنِّي أَخَافُ إِنْ عَصَيْتُ رَبِّي عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ. قُل لَّوْ شَاءَ اللهُ مَا تَلَوْتُهُ عَلَيْكُمْ وَلاَ أَدْرَاكُم بِهِ فَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُراً مِّن قَبْلِهِ أَفَلاَ تَعْقِلُونَ (سورۂ یونس: ۱۵-۱۶)

اور جب ان کے سامنے ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں، جو بالکل صاف اور واضح ہیں تو وہ لوگ جو ہم سے ملنے کی توقع نہیں رکھتے، کہتے ہیں کہ اس کے بجائے کوئی اور قرآن لاؤ یا اسی میں کچھ ترمیم کرو۔ (اے محمد ﷺ) ان سے کہو مجھے یہ حق نہیں کہ میں اپنی طرف سے اس میں ترمیم کردوں میں تو بس اس وحی کا پیرو ہوں جو میرے پاس بھیجی جاتی ہے۔ اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو مجھے ایک بڑے دن کے عذاب کا ڈر ہے۔ آپ کہہ دیجئے کہ اگر اللہ کو منظور ہوتا تو نہ تو میں تم کو وہ پڑھ کر سناتا اور نہ اللہ تم کو اس کی اطلاع دیتا۔ آخر اس سے پہلے میں ایک عمر تمہارے درمیان گزار چکا ہوں، کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے؟

قرآن مجید ایک زندہ معجزہ ہے، حق وباطل کو واضح کرنے والا ہے۔ پچھلی بت پرست ومشرک وکافر قوموں کے ہلاک ہونے کے اسباب کو بتاتا ہے تو آئندہ کے لیے بھی تنبیہ کرنے وڈرانے والا ہے۔ اللہ کا نظام اٹل ہے، وہ قوی وعزیز ہے، اس کو کوئی چیز عاجز کرنے والی نہیں ہے۔ ہر انسان کو اس کے اعمال کا بدلہ ملے گا، یہ بروز قیامت ہوگا جو دن عظیم ہوگا اور اس دن صرف اور صرف اللہ کی حکومت ہوگی۔

کفار مکہ قرآن کو جھٹلا نہیں پارہے تھے۔ اس کے بیانات سے خوف زدہ تھے۔ وہ نہیں چاہتے تھے کہ ایسی باتیں محمد ﷺ کریں۔ آپ کو تبلیغ سے روکنے کی حتی الامکان کوششیں کیں مگر قرآن مجید کی تلاوت کی وجہ سے لوگ مسلمان ہوتے گئے۔ ان کفار نے قرآن مجید میں تبدیلی کی بات کی اور کہا کہ یہ سب نہ سناؤ دوسرا کلام لاؤ یا اس میں ترمیم کرو۔ آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے صاف انکار کردیا اور کہا کہ میں اس اللہ کے حکم کا تابع ہوں جو یہ قرآن کی وحی کررہا ہے۔ مجھے بھی اس بڑے دن کی پکڑ کا خوف ہے جس سے تم سب کو ڈرارہا ہوں۔ آخر تم کو تو اللہ نے عقل دی ہے کیوں نہیں غور کرتے کہ میں چالیس سال تک تمہارے بیچ رہا ہوں۔ اس وقت تو میں کچھ نہ سناتا تھا، اگر اپنی طرف سے کہتا تو پہلے بھی ایسی خبریں سناتا ہوتا۔

محمد ﷺ کی سیرت اور تاریخ کے ایک ایک واقعات تحقیق کے ساتھ مورخین نے قلمبند کیے ہیں۔ مکہ والوں نے کبھی یہ

اعتراض نہیں کیا کہ ہم محمد ﷺ کو پہلے سے نہیں جانتے تھے یا ہم سے آپ کے کردار واخلاق مخفی تھے۔آپ کی پیدائش سے لے کر چالیس سال تک جو بھی اہم واقعات پیش آئے ہر جگہ آپ کا کردار نمایاں ہے۔

حلف فضول اور تعمیر کعبہ میں بھی آپ پیش پیش تھے اور مکہ والوں کے درمیان امین یعنی امانت دار اور صادق یعنی سچ بولنے والے مشہور تھے اور جب پہلی وحی نازل ہوئی تو آپ کی زوجہ محترمہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو تسلی دیتے ہوئے کہا تھا کہ آپ ہرگز خوف نہ کھائیں کیوں کہ آپ صلہ رحمی کرتے ہیں، بیکسوں اور معدوم کی مدد کرنے والے ہیں۔یعنی آپ رفاہی کام میں پہلے سے آگے آگے تھے اور جو شخص بھی کار خیر کرتا ہے وہ قوم میں معروف ومشہور ہوا کرتا ہے۔

آپ کے اخلاق وسیرت کی ایک بہت بڑی شہادت وہ واقعہ بھی ہے جو اپنے دور کے سب سے طاقتور بادشاہ کے دربار میں پیش آیا تھا۔صحیح بخاری (۲۹۴۰) میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان محفوظ ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے قیصر کو خط لکھا، اس کو اسلام کی دعوت دے رہے تھے۔حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کو خط لے کر بھیجا کہ عظیم بصرہ کو دے دو تا کہ وہ قیصر روم کو پہنچادے۔جب قیصر کو آپ کا خط پہنچا اور اس نے پڑھا تو حکم دیا کہ دیکھو کہ محمد ﷺ کی قوم کا کوئی یہاں ہے تا کہ میں اس سے محمد ﷺ کے بارے میں دریافت کروں۔(بخاری: ۲۹۴۱) میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ مجھے ابوسفیان بن حرب نے خود بتایا ہے کہ میں قریش کے لوگوں کے ساتھ شام میں تھا، تجارت کی غرض سے آیا تھا۔یہ اس دور کی بات ہے جب کفار قریش اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان صلح کا عہد ہوا تھا۔حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ شام کے بعض علاقہ میں قیصر کا قاصد ہم کو ملا اور مجھ کو اور میرے ساتھیوں کو لے کر چلا اور ہم ایلیا پہنچے اور ہم سب قیصر کے دربار میں حاضر ہوئے۔وہ اپنی مجلس میں ساتھیوں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا، اس کے سر پر تاج تھا اور اس کے اردگرد روم کے بڑے بڑے لوگ موجود تھے۔قیصر نے اپنے ترجمان کو حکم دیا کہ ان سے پوچھو کہ جو شخص اپنے کو نبی گمان کرتا ہے اس کے رشتہ میں سب سے قریب کون شخص ہے۔حضرت ابوسفیان نے کہا کہ میں رشتہ میں سب سے قریب ہوں۔پوچھا: تمہارے اور اس کے درمیان کیا رشتہ ہے؟ میں نے کہا: میں اس کے چچا کا بیٹا ہوں۔اس قافلہ میں بنی عبدمناف سے میرے علاوہ کوئی دوسرا شخص نہ تھا۔قیصر نے کہا: اس کو قریب لاؤ اور اس کے ساتھیوں کو اس کے پیچھے کھڑا کرو، پھر اپنے ترجمان سے کہا کہ اس سے کہو کہ میں تم سے اس شخص کے بارے میں پوچھوں گا جو یہ گمان کرتا ہے کہ وہ نبی ہے اور اس کے ساتھیوں سے کہو کہ اگر یہ جھوٹ بولے گا تو تم کو بتانا ہے کہ یہ جھوٹ بول رہا ہے۔حضرت ابوسفیان کہتے ہیں کہ اگر اس دن مجھے شرم نہ ہوتی اور یہ خوف نہ ہوتا کہ میرا جھوٹ واضح ہوجائے گا تو میں آپ کے بارے میں جھوٹ بول دیتا، لیکن مجھے شرم لاحق ہوئی اس لیے سچ سچ بیان کیا۔

پہلا سوال یہ تھا: **كيف نسب هذا الرجل فيكم؟ قلت: هو فينا ذو نسب**۔اس شخص کا نسب کیسا ہے؟ یعنی یہ جانا پہچانا شخص ہے اور اس کے باپ دادا کو لوگ جانتے ہیں؟ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ ہمارے درمیان معروف ہے، ذو نسب ہے۔دوسرا سوال تھا: کیا یہ بات اس سے پہلے کسی اور نے بھی کی تھی؟ ابوسفیان نے جواب دیا: ''نہیں''۔تیسرا

سوال تھا: كنتم تتهمونه على الكذب قبل أن يقول ما قال؟ قلت: لا۔ آج جو بات نبی ہونے کے بعد کہہ رہا ہے تو کیا اس کی اس بات کو کہنے سے پہلے کبھی تم لوگوں نے اس پر جھوٹ کی تہمت لگائی ہے؟ ابوسفیان نے کہا: ''نہیں''۔ قیصر نے اور بھی بہت سے سوالات کیے اس کے بعد ایک لمبی تقریر کی اور کہا کہ مجھے علم تھا کہ نبی آنے والا ہے، لیکن میں نہیں گمان کرتا تھا کہ وہ تم میں سے ہوگا اور ابوسفیان جو کچھ تم نے بتایا ہے اگر حق ہے تو عنقریب میرے قدموں کی جگہ کا مالک ہوگا اور یہ بھی کہا کہ اگر میں اس کے پاس ہوتا تو اس کے قدموں کو دھوتا۔ اس کے بعد اس خط کو جو اللہ کے رسول محمد ﷺ کی طرف سے دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ نے پہنچایا تھا، منگایا گیا اور سب کے سامنے مجلس میں پڑھا گیا۔ پورا خط پڑھنے کے بعد قیصر کے اردگرد عظماء روم کی چہ میگوئیاں شروع ہوگئیں۔ مجھے نہیں معلوم وہ کیا بول رہے تھے۔ ہم لوگوں کو چلے جانے کا حکم ہوا ہم لوگ نکل گئے۔

حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ بعد میں مسلمان ہوگئے، مگر اس واقعہ کے وقت کافر تھے۔ کفار کے سردار تھے اور جنگ میں مسلمانوں کے خلاف سپہ سالاری بھی کی تھی۔

اللہ نے سچ فرمایا ہے: لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا (سورہ احزاب: ۲۱) یقیناً تمہارے لیے رسول اللہ میں عمدہ نمونہ (موجود) ہے ہر اس شخص کے لیے جو اللہ کی اور قیامت کے دن کی توقع رکھتا ہے اور بکثرت اللہ کو یاد کرتا ہے۔

ہر مسلمان پر فرض ہے کہ اسوۂ نبوی کو سامنے رکھتے ہوئے اپنے ظاہری و باطنی تمام معاملات کو صاف ستھرا رکھے اور اچھے اخلاق کا حامل ہو اور نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی عزت واحترام کرتے ہوئے آپ کی باتوں پر عمل کرے۔ اللہ آپ پر بے حد وحساب درود وسلام نازل فرمائے، آمین۔

■■

درس حدیث

اچھے اور برے انسان کی پہچان

ڈاکٹر عبدالحلیم بسم اللہ

عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله ﷺ وقف على ناس جلوس فقال: "ألا أخبركم بخيركم من شركم" قال: فسكتوا، فقال: ثلاث مرات، فقال رجل: بلى يا رسول الله أخبرنا بخيرنا من شرنا، قال: خيركم من يرجى خيره ويؤمن شره، وشركم من لا يرجى خيره ولا يؤمن شره۔

جامع ترمذی (۲۲۶۳) مسند احمد (۸۸۱۲، ۸۹۲۰،) صحیح ابن حبان (۵۲۷، ۵۲۸) وصححہ الترمذی والالبانی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی ﷺ چند لوگوں کے پاس جو بیٹھے ہوئے تھے ان کے پاس آئے اور کھڑے ہو گئے پھر آپ ﷺ نے ان سے کہا کہ کیا میں تمہیں باخبر نہ کردوں کہ تم میں سے اچھا انسان کون ہے اور تم میں سے برا انسان کون ہے؟ سب لوگ خاموش رہے۔ آپ ﷺ نے یہ بات تین بار دہرائی تو اس مجلس میں بیٹھے ایک شخص نے کہا ہاں کیوں نہیں اے اللہ کے رسول، آپ ہمیں باخبر کر دیجیے کہ ہم میں اچھا کون ہے اور برا کون ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم میں اچھا انسان وہ ہے جس سے لوگ اچھائی اور بھلائی کی امید رکھتے ہوں اور اس کی برائیوں اور اذیتوں سے محفوظ ہوں اور تم میں بدتر انسان وہ ہے جس سے کسی خیر اور بھلائی کی امید لوگوں کو نہ ہو اور اس کی برائیوں سے وہ مامون نہ ہوں۔

مذکورہ حدیث میں اللہ کے نبی ﷺ نے اپنی امت کو خیر کے کاموں پر ابھارا ہے اور برائی کے کاموں سے روکا ہے لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے دین کے لیے، اپنے ملک کے لیے، اپنے سماج کے لیے، اپنے خاندان کے لیے، اپنے اہل وعیال کے لیے اور اپنے متعلقین کے لیے نیک بنیں، ان سے حسن اخلاق سے پیش آئیں، ان کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کریں، ان کی خوشیوں میں شریک ہوں، ان کے دکھ میں ان کے ساتھ کھڑے ہوں۔ جس قدر ممکن ہو ان کے کام آئیں، ان کی حاجتوں کو پوری کریں، بوقت ضرورت ان کے لیے شفاعت کریں، ان کی دلجوئی کریں، ان سے ملیں تو مسکرا کر ملیں، ان کے درمیان مصالحت کرائیں، اسی طرح سماجی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں، ہم اپنی قوم اور سماج کے لیے نفع بخش بنیں حتی کہ لوگوں کو آپ سے قوی امید ہو چلے کہ جب بھی انہیں کوئی ضرورت یا حاجت پیش آئے تو آپ کو یاد کریں، آپ سے خیر کی امید رکھیں، آپ سے انہیں یہ یقین ہو چلے کہ فلاں شخص کے سامنے اگر میں اپنی کسی پریشانی کو رکھوں گا تو وہ اسے ضرور حل کر دیں گے یا حل کرنے کی مکمل کوشش کریں گے اور وہ ہمیں کوئی ضرر نہیں پہنچائیں گے۔ ایسا انسان اللہ اور اس کے رسول اور بندوں کے نزدیک سب سے محبوب اور سب سے اچھا انسان شمار ہوتا ہے۔

اس کے بالمقابل سب سے برا انسان وہ ہے جس سے کسی خیر اور نیکی کی امید نہ ہو اور لوگ اس کی شرارتوں سے محفوظ نہ ہوں، اس کے اقوال واعمال سے لوگ پریشان ہوں، لوگوں کے اموال واعراض اس سے محفوظ نہ ہوں، انہیں ستاتا ہو، تکلیف دیتا ہو، ہمیشہ لڑائی جھگڑا کرتا ہو، چغلی وغیبت کے ذریعہ ان کے دلوں کو مجروح کرتا ہو، مکروفریب کے ذریعہ لوگوں کو آپس میں لڑاتا ہو، جھوٹی گواہیاں دیتا ہو یا دلواتا ہو، کمزوروں کے مال پر قبضہ کر لیتا ہو، یتیموں وبیواؤں کو ایذاء پہنچاتا ہو، غرضیکہ ہر برے کام میں پیش پیش رہتا ہو، لوگ اس سے خوف کھاتے ہوں، اس کے قریب جانے سے کتراتے ہوں، انہیں اس سے ہمیشہ کسی نہ کسی مصیبت وپریشانی کا خوف رہتا ہو اور اس سے کسی کار خیر کی امید ہرگز نہ ہو۔ ایسا انسان اللہ ورسول کے نزدیک مبغوض ہے اور بندوں کے نزدیک بھی اور ایسے انسان کے لیے دنیا میں بھی رسوائی ہے اور آخرت میں بھی ذلت وخواری ۔ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ہم اللہ کے بندوں کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آئیں، ان کے دکھ سکھ میں شریک ہوں، مصیبت وپریشانی میں ان کے دست وبازو بنیں، ان کی خوشیوں میں شریک ہوں، جان بوجھ کر کسی کو ہرگز تکلیف نہ دیں، ان کی دل آزاری نہ کریں، بے کسوں کا سہارا بنیں، یتیموں وبیواؤں کا تعاون کریں، مہمانوں کی ضیافت کریں، صلہ رحمی کریں، غریبوں مسکینوں کی حسب استطاعت تعاون کریں، کوئی مشورہ طلب کرے تو اخلاص کے ساتھ اچھا مشورہ دیں، ناگہانی آفات ومصائب میں جس قدر ممکن ہو سکے بڑھ چڑھ کر حصہ لیں، صبر وشکر کے ساتھ زندگی گزاریں، لڑائی جھگڑوں سے گریز کریں، ظلم وزیادتی سے مکمل اجتناب کریں۔ یہی ایک سچے اور پکے مسلمان کی پہچان ہے۔ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: **المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده** (متفق علیہ) **وفي رواية المسلم من سلم الناس من لسانه ويده** (سنن النسائی: ۴۹۹۵، مسند احمد: ۶۷۵۳ وصححہ الالبانی) حقیقی مسلمان وہ ہے جس کی زبان سے اور جس کے ہاتھ سے دوسرے لوگ محفوظ رہیں اور جو شخص اپنی زبان پر کنٹرول رکھتا ہو اور اپنی شرمگاہ کو محفوظ رکھتا ہو ایسے شخص کے لیے اللہ کے رسول ﷺ نے جنت کی ضمانت وبشارت دی ہے، جیسا کہ حدیث میں ہے: **من يضمن لي ما بين لحييه وما بين رجليه أضمن له الجنة**۔ (صحیح بخاری: ۶۴۷۴)

وصلى الله على نبينا محمد وعلى آله وصحبه أجمعين۔

■■

موت اس کی ہے کرے جس کا زمانہ افسوس

مدیر

موت ایک اٹل حقیقت ہے جس سے کسی بھی جاندار کو مفر نہیں، یہ موت کبھی اچانک آتی ہے اور کبھی لمبی بیماریوں کے بعد، بچوں کو بھی آتی ہے، بڑے اور بوڑھے بھی اس کی زد میں آتے ہیں۔ برسوں سے بستر پر پڑے مریض اور صحت مند چلتے پھرتے اور دوڑتے بھاگتے افراد بھی اس سے بچ نہیں پاتے۔اس کا کوئی وقت متعین ہے اور نہ مرنے والے کو اس کے آنے کی خبر ہوتی ہے، نہ وقت کا پتا چلتا ہے اور نہ جگہ کا أَيْنَمَا تَكُونُوا يُدْرِككُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنتُمْ فِي بُرُوجٍ مُّشَيَّدَةٍ (النساء: ۷۸)تم جہاں کہیں بھی ہو موت تمہیں آ پکڑے گی گو تم مضبوط قلعوں میں ہو۔

۱۶/ اکتوبر ۲۰۲۲ء بروز اتوار جامعہ سلفیہ میں مجلس عاملہ وارا کین جامعہ کی سالانہ میٹنگ تھی۔ ۱۵/ اکتوبر کی شام سے مہمانان گرامی کی جامعہ میں آمد شروع ہوگئی تھی۔ جامعہ کے اساتذہ وطلبہ مہمانوں کے استقبال اور ان کی ضیافت میں لگے ہوئے تھے۔اسی درمیان تقریباً آٹھ ساڑھے آٹھ بجے شب سے عظیم محقق اور جامعہ سلفیہ بنارس کے بے مثال سپوت، تراث امام ابن تیمیہ وامام ابن قیم رحمہا اللہ کے عظیم محافظ شیخ عزیر شمس بن مولانا شمس الحق سلفی رحمہ اللہ کی طبیعت اچانک بگڑنے اور ان کی تشویشناک حالت کی خبریں آنے لگیں۔جس نے بھی یہ خبر سنی اس کی زبان پر دعائیہ کلمات کا ورد جاری ہونے لگا پھر کچھ دیر کے بعد جیسے ہی ان کی رحلت کی اندوہناک اور الم انگیز خبر ملی جامعہ سلفیہ کے اراکین، اساتذہ وطلبہ، محبان علم وفن اور تمام سلفیان عالم کے اوپر صف ماتم بچھ گئی۔ ہر چہار جانب رنج والم کی لہر دوڑ گئی۔ یہ خبر آگ کی تیزی کے ساتھ پوری دنیا میں پھیل گئی۔ مجھے رات میں ان سارے حالات کا کوئی علم نہ ہوسکا۔صبح فجر کی نماز کے بعد جناب شیخ مفتی نور الہدیٰ صاحب نے مجھے مسجد ہی میں اس کی خبر دی اور کہا کہ آج جامعہ میں میٹنگ ہے اور ادھر شیخ عزیر شمس صاحب کا انتقال ہوگیا۔ یہ خبر سنتے ہی مجھے ایک کربناک اور دردانگیز جھٹکے کا احساس ہوا، زبان پہ انا للہ وانا الیہ راجعون کا کلمہ جاری ہونے لگا اور حسرت سے میری نظر مہمانوں اور ملنے جلنے والوں کے مغموم اور اداس چہروں پر پڑنے لگی۔ مسجد سے نکلنے کے بعد شیخ صلاح الدین مقبول احمد حفظہ اللہ سے ملاقات ہوئی، انہوں نے سلام کا جواب دیا، مصافحہ کے لیے ہاتھ بڑھایا لیکن ان کی آنکھیں آنسوؤں سے بھری ہوئی تھیں، چہرہ پھیر کر فوراً مہمان خانہ کی طرف جانے لگے۔ جامعہ کی عجیب فضا تھی جس سے بھی ملاقات ہوئی وہ غم واندوہ میں ڈوبا ہوا نظر آ رہا تھا۔ پورا منظر کچھ یوں تھا:

بچھڑا کچھ اس ادا سے کہ رت ہی بدل گئی
ایک شخص سارے شہر کو ویران کر گیا

دراصل جامعہ سلفیہ بنارس نے اپنی آغوش اور اپنی علمی، ادبی اور تربیتی فضا میں کچھ ایسی شخصیات کو پالا، انہیں تعلیم وتربیت کے زیور سے آراستہ کیا اوران کی کردارسازی کی کہ وہ افق عالم پر چمکتے ودمکتے ستارہ اورآفتاب وماہتاب بن کر چمکے اوراپنے علم وفن اوراخلاق وکردار کے نور سے پوری دنیا کومنور کیا۔علم وادب، بحث وتحقیق ،تصنیف وتالیف، درس وتدریس، دعوت وارشاد،تعمیرملت واصلاح معاشرہ جیسے میدانوں میں جن ابناء سلفیہ نے کارہائے نمایاں انجام دیے ہیں اور جامعہ کے خوشا چینوں میں جن عبقری شخصیات کے نام نمایاں ہیں ان میں شیخ عزیرشمس سلفی مدنی رحمہ اللہ کی شخصیت کچھ زیادہ ہی اہمیت کی حامل رہی ہے۔آپ جیسی عبقری شخصیت پرقلم اٹھانا اورآپ کی علمی، ادبی، تحقیقی، تصنیفی، دعوتی واصلاحی اورتعمیری وتحریکی زندگی کی سچی تصویرکشی مجھ جیسے کم علم اورکم مایہ شخص کوزیب نہیں دیتا پھربھی میں آپ سے خاص دلی لگاؤاورآپ کی عظیم علمی شخصیت سے والہانہ عقیدت کی وجہ سے یہ جرأت کررہاہوں۔

علم وتحقیق کا نیرتاباں، بے مثال عالم دین وداعی اسلام، صاحب قلم سیال، پیکرعلم وعمل، اسلاف کرام کے علمی تراث کا سچا محافظ سرزمین بہار کا عظیم سپوت اور جامعہ سلفیہ بنارس کی آغوش میں پلا ہواایک نایاب گوہر،عربی زبان وادب کا پاسبان اورشریعت مطہرہ کا رمزشناس علامہ عزیرشمس بن مولانا شمس الحق رحمہ اللہ کی ولادت باسعادت ضلع مرشدآباد، بنگال کے ایک مقام صالح ڈانگا میں ۱۹۵۷ء میں ہوئی تھی، یہاں آپ کے والدمحترم درس وتدریس کا کام انجام دے رہے تھے۔آپ کا خاندان ایک علمی اوردینی خاندان تھا۔آپ کے والدمحترم مولانا شمس الحق سلفی رحمہ اللہ صوبہ بہارضلع مدھوبنی کے بڑے علماء میں سے تھے۔آپ کے چچا مولانا عین الحق سلفی بھی علاقہ کے بڑے عالم دین، متحمس داعی اوراحمدیہ سلفیہ دربھنگہ کے استاد تھے۔آپ کا خاندان ضلع مدھوبنی کی مشہورومعروف بستی بلکٹوا میں بسا ہواتھا۔آپ کے والدمحترم رحمہ اللہ جامعہ سلفیہ بنارس کے شیخ الحدیث بھی رہے ہیں۔آپ کے دادا مولانا رضاء اللہ صاحب کا شمار بھی علاقہ کے معروف علماء میں ہوتا تھا۔آپ کے نانا مولانا عبدالرحیم بیربھومی سیدنذیرحسین محدث دہلوی رحمہ اللہ کے شاگردوں میں سے تھے۔آپ کی ابتدائی تعلیم جامعہ فیض عام مئو میں ۱۹۶۶ء میں شروع ہوئی۔اس وقت آپ کے والدمحترم جامعہ فیض عام میں مدرس تھے۔ یہاں آپ نے درجہ پنجم تک تعلیم حاصل کی پھراپنے والد کے ساتھ دارالعلوم احمدیہ سلفیہ دربھنگہ چلے گئے،وہاں آپ نے عربی کی پہلی جماعت پڑھی۔ والدمحترم نے ایک سال بعدوہاں سے استعفیٰ دے دیااوروہاں سے مدرسہ دارالحدیث بیل ڈانگا مرشدآباد مغربی بنگال منتقل ہو گئے۔وہاں آپ نے اپنے والدمحترم کے ساتھ رہ کرعربی کی دوسری جماعت پڑھی، پھروہاں سے آپ کے والدمحترم رحمہ اللہ کو جامعہ سلفیہ بنارس بلا لیا گیا۔ ۱۹۶۹ء میں آپ جامعہ رحمانیہ بنارس کے اندر تیسری جماعت میں داخل ہوئے، پھر عالمیت کے چارسال اورفضیلت کے دوسال کی تعلیم آپ نے جامعہ سلفیہ میں مکمل کرکے ۱۹۷۶ء میں فراغت حاصل کی۔ فروری ۱۹۷۸ء میں آپ جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ چلے گئے، مدینہ منورہ جانے سے پہلے آپ خدابخش لائبریری پٹنہ میں کچھ دنوں تک فہرست سازی کے کام میں مشغول رہے تھے۔ مدینہ کے اندرآپ کا داخلہ کلیۃ اللغۃ العربیۃ میں ہوا تھا۔

۱۹۸۱ء میں آپ نے مدینہ منورہ کے اندر کلیۃ کی تعلیم مکمل کی۔ ماجستر کے لیے آپ کا داخلہ مدینہ منورہ اور جامعہ ام القریٰ مکہ مکرمہ دونوں میں ہو گیا تھا، مگر آپ نے ام القریٰ یونیورسٹی کے اندر داخل ہونے کو پسند فرمایا۔ ماجستر کے لیے آپ کے مقالے کا عنوان ''التأثير العربي في شعر حالي ونقده'' تھا۔ اس مقالہ کے اندر آپ نے مسدس حالی کا عربی زبان میں ترجمہ کیا تھا۔ ۱۹۸۵ء میں آپ ماجستر کی ڈگری حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ اس کے بعد آپ کو پی ایچ ڈی کرنے کا بھی موقع ملا۔ پی ایچ ڈی کے لیے آپ کا موضوع ''الشعر العربي في الهند دراسة نقدية'' تھا۔ ۱۹۹۰ء میں آپ نے مقالہ پورا کر لیا تھا، مگر مشرف سے اختلاف کی وجہ سے آپ کا مناقشہ نہ ہو سکا اور آپ کو ڈاکٹریٹ کی ڈگری نہ مل سکی۔ آپ اس محرومی سے بددل نہیں تھے بلکہ اس کو اللہ کی مشیت ومرضی قرار دیتے تھے۔ آپ کے بعض قریبی لوگوں نے یہ بھی بتایا کہ آپ کا یہ بھی ماننا تھا کہ اگر آپ کو پی ایچ ڈی کی ڈگری مل گئی ہوتی تو شاید آپ اتنا تحقیقی کام نہیں کر سکتے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہندو بیرون ہند کے اجلہ اساتذۂ کرام، ماہرین فن اور متخصصین سے اخذ واستفادہ کرنے کا موقع عنایت فرمایا تھا۔ آپ کا بیان ہے کہ میں نے دار العلوم احمدیہ سلفیہ دربھنگہ میں ابتدائی عربی مولانا نور عظیم ندوی ازہری رحمہ اللہ سے پڑھی، انہوں نے اس بہتر انداز سے عربی پڑھائی کہ اسی وقت سے عربی کے چھوٹے چھوٹے جملے ذہن ودماغ میں نقش ہو گئے تھے۔ جامعہ سلفیہ بنارس کے اندر آپ کے اساتذہ میں مولانا محمد رئیس ندوی، والد محترم مولانا شمس الحق سلفی، ڈاکٹر مقتدی حسن ازہری، مولانا صفی الرحمن مبارک پوری اور مولانا عبد الوحید رحمانی وغیرہم قابل ذکر ہیں۔ آپ کے عربی اساتذہ میں ڈاکٹر عبد العظیم الشقاوی، محفوظ ابراہیم فرج، علی ناصر فقیہی، عبد الباسط بدر، محمود حسن زینی وغیرہم جیسے ماہرین فن کے نام شامل ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو ذہانت وفطانت کا حظ وافر عطا فرمایا تھا، آپ کے حافظے کی قوت آپ کے ہم عصروں میں معروف تھی۔ آپ ہر جگہ اور ہمیشہ متفوق طالب علم رہے۔ امتیازی نمبرات سے کامیاب ہوتے تھے، دوران طالب علمی آپ کی اعلیٰ علمی صلاحیتوں کو دیکھ کر اساتذہ بھی دنگ رہتے۔ اپنے رفقاء درس میں آپ ممتاز حیثیت کے مالک تھے۔ آپ کے اندر علمی، ادبی وفنی ذوق کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا، مطالعہ کا ذوق اور کتابوں سے شغف آپ کا امتیاز خاص تھا۔ آپ کا اپنا بیان ہے کہ ''جامعہ سلفیہ میں علمی منافست اور باہمی مقابلہ آرائی کا جذبہ عروج پر تھا، ہم پانچ ساتھی بطور خاص مولانا صلاح الدین، بدر الزماں نیپالی، رفیع احمد اور شہاب اللہ جو کچھ بھی پڑھتے تھے اس کا آپس میں تبادلہ کرتے تھے۔ ایک کتاب ''تاریخ الدعوۃ الاسلامیۃ'' کے لیے باری مقرر تھی کہ ایک طالب علم پڑھ لے اس کے بعد دوسرے کی باری آتی۔ ایک طالب علم کوئی مجلہ پڑھ رہا ہے تو دوسرا کوئی اور مجلہ پڑھ رہا ہے، ایک احمد امین کو پڑھ رہا ہے تو دوسرا طہ حسین کو اور تیسرا اعقاد کو''۔ (محدث مئی ۲۰۱۶ء)

دور طالب علمی ہی کے اندر آپ کے اندر تصنیف وتالیف اور بحث وتحقیق کا ذوق پیدا ہو گیا تھا۔ آپ کے اندر اتنی علمی گہرائی آ گئی تھی کہ آپ نے اسی زمانہ میں علمی وادبی مضامین لکھنا شروع کر دیا تھا اور اہم علمی کتاب ''حیاۃ المحدث شمس الحق

واعمالہ‘‘ کی تصنیف آپ نے دور طالب علمی ہی کے اندر مکمل کر لی تھی۔ آپ کی یہ کتاب اہم علمی مرجع کی حیثیت رکھتی ہے، بعد میں آپ نے اس کا اردو ترجمہ بھی کر دیا تھا۔ اس کتاب کی افادیت وجامعیت کو دیکھتے ہوئے جامعہ سلفیہ بنارس کے ادارۃ البحوث نے اسی زمانہ میں اسے شائع کر دیا تھا۔

دور طالب علمی میں پڑھنے، مطالعہ وکتب بینی، اساتذہ سے اخذ واستفادہ، نئی نئی کتابوں کی تلاش وجستجو، لائبریریوں کی خاک چھاننے، نادر ونایاب علمی وادبی تحریروں سے علمی پیاس بجھانے اور اپنے اندر علمی وسعت وگہرائی پیدا کرنے کے علاوہ کسی چیز میں بھی آپ کو دلچسپی نہیں تھی حتی کہ کھانے پینے کا بھی آپ کو ہوش نہیں رہتا تھا۔ کسی شاعر کا یہ شعر آپ ہی جیسے لوگوں پر فٹ آتا ہے۔

ہمیں دنیا سے کیا مطلب مدرسہ ہے وطن اپنا
مریں گے ہم کتابوں پر ورق ہوگا کفن اپنا

آپ کا یہ حال تھا کہ آپ پڑھنے اور مطالعہ کی راہ میں کسی بھی ایسی چیز کو داخل نہیں ہونے دیتے تھے جس سے آپ کی پڑھائی اور مطالعہ متاثر ہو سکے۔ آپ کی یہی صفت پوری زندگی آپ کے اوپر حاوی رہی۔

مولانا محمد مستقیم سلفی شیخ الجامعہ حفظہ اللہ نے آپ کے بارے میں بتایا کہ آپ جب بھی جامعہ آتے اور جامعہ میں آپ کو ٹھہرنا ہوتا تو مہمان خانہ میں قیام کی بجائے آپ میرے روم میں ٹھہرتے اور نیچے ہی کتابوں کے مطالعہ اور ورق گردانی میں مشغول ہو جاتے تھے۔ میں سو جاتا اور آپ دیر رات تک مشغول رہتے۔ انہوں نے بتایا کہ مختلف سفر میں آپ نے میرے روم کی تقریباً ساری کتابیں پڑھ ڈالی تھیں۔

آپ کا یہی علمی ذوق، شوق مطالعہ اور کتابوں سے بے پناہ محبت اور لگاؤ تھا کہ آپ اپنے معاصرین میں ہر لحاظ سے فائق نظر آتے ہیں۔ آپ کا تخصص عربی لغت وادب تھا، عربی زبان وادب میں آپ کو مہارت تو تھی ہی آپ عربی بولنے اور لکھنے پر پوری قدرت رکھتے تھے، مزید برآں آپ کے اندر فقہی بصیرت تھی، مسائل کا استحضار اور حدیثی ذوق تھا علم رجال میں مہارت اور جرح وتعدیل کے اندر بھی آپ وسعت اور گہرائی رکھتے تھے۔ فقہ واصول فقہ آپ کا میدان نہیں تھا مگر کہیں ان فنون پر آپ کو گفتگو کرنے کا موقع ملتا تو سننے والا یہی سمجھتا کہ آپ اسی میدان کے متخصص ہیں۔ اردو زبان وادب سے بھی آپ کو خاص لگاؤ تھا۔ اردو شعراء کے کلام پر آپ کو عبور حاصل تھا۔ اردو زبان وادب کی تاریخ پر آپ کی نظر گہری تھی۔ اردو ادب پر کام کرنے والے باحثین ومقالہ نگاران آپ کی طرف رجوع کرتے تھے، آپ کی تحقیقات وتصنیفات کی فہرست بہت لمبی ہے، مخطوطات کی تلاش، ان کی تحقیق وتدقیق، ان کو ایڈٹ کر کے انہیں منظر عام پر لانا خصوصاً شیخ الاسلام ابن تیمیہ وامام ابن قیم رحمہما اللہ کے مخطوطات کی جستجو اور تلاش آپ کا خاص مشغلہ تھا۔ آپ کو شیخ الاسلام کی تحریروں کا انسائیکلوپیڈیا کہا جاتا ہے۔ آپ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی کتابوں اور ان کے علمی تراث کے لیے مرجع کی حیثیت رکھتے تھے۔ آپ کی ایک خاص

صفت یہ تھی کہ جب بھی آپ متقدمین ومتاخرین علماء وائمہ کا نام لیتے آپ ان کا سن وفات بھی ذکر کرتے تھے۔

بلا شبہ آپ جبل علم تھے، لیکن تواضع وانکساری اور خاکساری کے بھی زندہ مثال تھے۔ زندگی میں سادگی تھی، اخلاق فاضلہ کے پیکر اور آداب اسلامیہ کے مجسم تھے۔ آپ اہل علم، علماء وطلبہ سے کافی محبت کرتے تھے، طلبہ کی مدد کے لیے ہمیشہ تیار رہتے، کوئی بھی طالب علم کسی بھی وقت کسی قسم کی مدد کے لیے پکارتا آپ فوراً اس کی مدد کے لیے حاضر ہوتے، کوئی آپ کو فون کرتا تو فون ہی پر اسے مفید مشوروں سے نوازتے۔ آپ ایک مہمان نواز انسان تھے، ہمیشہ آپ کے گھر میں علماء وطلبہ ومستفیدین کا تانتا بندھا رہتا تھا۔ آپ ان کی مہمان نوازی سے کبھی بھی اکتاتے نہیں تھے۔

آپ ایک متقی، پرہیزگار اور دنیا بے زار انسان تھے، آپ کے اندر شجاعت وبسالت اور حق گوئی کی صفت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ آپ حق کے معاملے میں اپنوں کی بھی پرواہ نہیں کرتے تھے، جسے بھی آپ کی صحبت نصیب ہوئی ہے وہ آپ کے ان اخلاق عالیہ اور صفات حمیدہ کی شہادت دینے میں رطب اللسان نظر آتا ہے۔

آپ نے اپنی زندگی کا بیشتر وقت مملکت سعودیہ عربیہ کے اندر گزارا، بڑے بڑے علماء ومشائخ سے آپ کے تعلقات استوار ہوئے، آپ کے علم وفضل کا بڑے بڑوں نے اعتراف کیا۔ اہل جاہ وحشمت نے بھی آپ کو پہچانا، بڑے عہدیداروں تک آپ کی رسائی ہوئی، مگر ایک بہت ہی حیرت انگیز اور نادر چیز آپ کی زندگی میں نظر آتی ہے کہ آپ نے ان تعلقات کو حصول مال وزر کا ذریعہ نہیں بنایا، آپ کے تعلقات صرف علمی تھے، علمی اخذ واستفادہ کی حد سے کبھی بھی آگے نہیں بڑھے۔ آپ چاہتے تو ان تعلقات کو استعمال کرکے کوئی ادارہ قائم کرسکتے تھے، مشروعات کے لیے کوشش کرسکتے تھے، آپ کے احباب نے اس جانب آپ کی توجہ مبذول کرانے کی کوشش بھی کی مگر آپ یہ کہہ کر ٹال دیتے تھے کہ اس کام کے لیے دوسرے لوگ ہیں۔

آپ صرف علم وعمل کے شیدائی اور فدائی تھے، مجلسوں میں صرف علمی گفتگو کرتے تھے۔ موضوع سے ہٹ کر آپ گفتگو کرنے کے قائل نہیں تھے۔ آپ کی مجلس شکوہ وشکایات، عیب جوئی اور نکتہ چینی سے پاک ہوتی تھی۔ مجلس میں شریک کوئی شخص اگر علمی موضوع سے ہٹنے کی کوشش کرتا تو آپ فوراً اسے ٹوکتے اور اسے موضوع پر لانے کی کوشش کرتے۔

آپ نے بہت سارے ملکوں کا سفر کیا۔ ہندوستان آپ کا وطن تھا، آپ یہاں تو اکثر آتے ہی رہتے تھے، پاکستان، نیپال، انڈونیشیا اور دیگر ملکوں کے آپ نے اسفار کئے۔ آپ کے تمام اسفار اہل علم سے ملنے، ان سے اخذ واستفادہ کرنے، نادر ونایاب مخطوطات کی تلاش وجستجو اور ان کی تحقیق اور علمی پروگراموں میں شرکت کے لیے ہوتے تھے۔ آپ مختلف مقامات کی بڑی بڑی لائبریریوں میں گئے اور اپنی علمی تشنگی بجھائی۔ آپ طلب علم، بحث وتحقیق کی راہ میں انتھک محنت کرتے تھے، اہل علم کی نظر میں مخطوطات کا پڑھنا ایک نہایت ہی مشکل کام تصور کیا جاتا ہے، لیکن آپ کے لیے یہ کام بڑا آسان تھا۔ ظاہر ہے یہ کام آپ کے لیے یوں ہی آسان نہیں ہوگیا تھا اس راہ میں آپ نے بہت محنت کی تھی رات ودن ایک کیا تھا، آرام وراحت کو قربان کیا تھا تب ہی آپ اس مقام پر پہنچ سکے تھے۔

جامعہ سلفیہ بنارس کے آپ فارغ التحصیل تھے،اس کی علمی وادبی فضا میں آپ نے زندگی کے ایام وشب گزارے تھے، یہاں کے اجلہ اساتذہ کرام سے آپ نے کسب فیض کیا تھا،یہیں سے نکلنے کے بعد آپ کو چہاردانگ عالم میں شہرت ملی،عزت ومرتبہ کے بلند مقام پر پہنچے،شہرت وعظمت کے اس مقام پر پہنچ کر اپنی مادرعلمی کو فراموش کر سکتے تھے،لیکن آپ نے ایسا نہیں کیا تاحیات آپ کا تعلق جامعہ سے قائم رہا۔آپ جب بھی ہندوستان آتے جامعہ آنے کی کوشش کرتے۔یہاں آ کر آپ اساتذہ وطلبہ اور ذمہ داران سے ملاقات کرتے،طلبہ کو علمی رہنمائی کرتے،اساتذہ جامعہ سے علمی موضوعات پر گفتگو کرتے اور ذمہ داران جامعہ سے جامعہ کی تعمیر وترقی کے سلسلے میں گفتگو کرتے۔آپ ناظم اعلیٰ جناب مولانا عبداللہ سعود سلفی حفظہ اللہ کے کلاس ساتھی تھے،ان سے آپ کا تعلق بڑا گہرا تھا۔آپ ہمیشہ ناظم اعلیٰ حفظہ اللہ کے ساتھ جامعہ کی ہمہ جہت ترقی کے سلسلے میں تبادلۂ خیال کرتے رہتے تھے،کبھی نصاب تعلیم پر گفتگو ہوتی تو کبھی جامعہ کے مالی امور پر۔مملکت سعودیہ میں جب بھی کوئی جامعہ کا وفد جاتا آپ وفد کا ہر ممکن تعاون کرنے کی کوشش کرتے۔آپ کو جب بھی جامعہ آنے کی دعوت دی جاتی آپ جامعہ آنے کی کوشش کرتے،جامعہ کے پروگراموں میں شرکت کرتے،آخری بار آپ جامعہ کے ایک اہم پروگرام ''دوروزہ اجتماع بعنوان مدارس اہل حدیث ہند میں اسلامی عقیدہ کے نصاب کا جائزہ'' منعقدہ ۳۰،۳۱ مارچ ۲۰۱۶ء بروز بدھ وجمعرات کے موقع پر جامعہ تشریف لائے تھے۔پروگرام کی مختلف نشستوں میں آپ نے شرکت کی تھی۔جلسہ عام میں بھی آپ نے ''قرآن فہمی'' کے عنوان پر خطاب فرمایا تھا۔

افسوس کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہت جلد اپنے پاس بلالیا۔۱۵/اکتوبر ۲۰۲۲ء بروز سنیچر عشاء کی اذان کے وقت علم وتحقیق کا یہ روشن ستارہ ہمیشہ کے لیے غروب ہوگیا۔آپ کی موت ذمہ داران جامعہ،اساتذہ وطلبہ جامعہ،پوری امت اور تمام اہل حدیثان عالم کے لیے بہت بڑا خسارہ ہے۔اللہ دنیا کو آپ کا نعم البدل عطا کرے اور آپ کے متعلقین کو صبر جمیل کی توفیق بخشے،آمین۔

محدث کے اس شمارہ میں آپ کی زندگی اور اعمال وخدمات سے متعلق کچھ مضامین شامل کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ ایک طویل مضمون مشہور ومعروف عالم وداعی جناب مولانا عبدالحکیم عبدالمعبود حفظہ اللہ کا شامل اشاعت ہے۔سرسری طور پر اس مضمون میں آپ کی زندگی کے تمام گوشوں کو اجاگر کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔جناب مولانا ابوالقاسم فاروقی صاحب حفظہ اللہ آپ کی شخصیت کو بہت قریب سے جانتے ہیں۔آپ کا بھی ایک تاثراتی مضمون زینت مجلہ ہے۔انہوں نے مرحوم کے تئیں اپنے رقیق احساسات وجذبات کا اظہار فرمایا ہے۔مولانا رضوان ریاضی حفظہ اللہ ڈائرکٹر ''قرآن گھر اکیڈمی'' نے بھی بڑے ہی والہانہ انداز میں اپنے ممدوح شیخ عزیر شمس رحمہ اللہ کے بارے میں اپنے مختصر تاثر کا اظہار فرمایا ہے۔آئندہ بھی آپ کی ہمہ جہت شخصیت پر اہم مضامین وتاثرات شامل اشاعت کرنے کی کوشش کی جائے گی،ان شاءاللہ۔

اللہ ہم سب کو اپنے حفظ وامان میں رکھے اور ہر قسم کے مکروہات سے ہماری حفاظت فرمائے۔آمین

●●●

سنن رواتب کے احکام ومسائل

ڈاکٹر عبدالصبور ابوبکر مدنی
جامعہ سلفیہ بنارس

(پانچویں قسط گزشتہ سے پیوستہ)

رکعاتِ وتر:

وتر کی نماز ایک رکعت سے گیارہ رکعات تک پڑھنا جائز ہے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف اوقات میں الگ الگ تعداد کے ساتھ وتر کی نماز پڑھی ہے۔اس باب کی چند حدیثیں ملاحظہ فرمائیں:

ایک رکعت وتر کے دلائل:

متعدد قولی وفعلی احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بلاکسی کراہت کے ایک رکعت وتر پڑھنا جائز ہے۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:"صلاة الليل مثنى مثنى، فإذا خشي أحدكم الصبح صلى ركعة واحدة توتر له ما قد صلى" (۱۶۳)

رات کی نماز دو دو رکعت ہے اگر صبح ہوجانے کا اندیشہ ہوجائے تو ایک رکعت پڑھ لے، یہ ساری رکعات کو وتر بنادے گی۔

ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"الوتر حق على كل مسلم، فمن أحب أن يوتر بخمس فليفعل، ومن أحب أن يوتر بثلاث فليفعل، ومن أحب أن يوتر بواحدة فليفعل" (۱۶۴)

وتر ہر مسلمان پر ثابت ہے۔ جو پانچ رکعت وتر پڑھنا چاہے پانچ پڑھے، جو تین پڑھنا چاہے تین پڑھے اور جو ایک رکعت پڑھنا چاہے ایک پڑھے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:"الوتر ركعة من آخر الليل" (۱۶۵) رات کے آخر میں ایک رکعت وتر ہے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

"كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يصلي فيما بين أن يفرغ من صلاة العشاء إلى الفجر، إحدى عشرة ركعة؛ يسلم بين كل ركعتين، ويوتر بواحدة" (۱۶۶)

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نمازِ عشاء وفجر کے درمیان گیارہ رکعت پڑھتے اس طرح کہ ہر دو رکعت پر سلام پھیرتے، اور ایک رکعت وتر پڑھتے۔

ان احادیث سے صراحت کے ساتھ معلوم ہوتا ہے کہ ایک رکعت وتر پڑھنا ثابت ہے جو لوگ اس کا انکار کرتے ہیں وہ ایک ثابت شدہ سنت کا انکار کرتے ہیں۔

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:" والأحاديث الصحيحة ترد عليه" (۱۶۷)

صحیح حدیثوں سے امام ابوحنیفہ کے مذہب کی تردید ہوتی ہے۔

ایک جگہ مسئلہ کی متعدد حدیثوں کو ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "والأحاديث في المسألة كثيرة، وفيما ذكرته كفاية" (۱۶۸)

اس مسئلہ کی حدیثیں بہت زیادہ ہیں اور جتنی روایتیں میں نے یہاں ذکر کی ہیں وہ کافی ہیں۔

ایک رکعت وتر کے جواز پر مذکورہ صریح دلائل کے علاوہ صحابہ کرام، تابعین عظام اور ائمہ کی ایک بڑی جماعت سے بھی ایک رکعت وتر پڑھنا منقول ہے جیسے:

صحابہ میں سے: ابوبکر صدیق، عمر بن خطاب، عثمان بن عفان، علی بن ابی طالب، سعد بن ابی وقاص، ابو الدرداء، تمیم داری، ابوموسیٰ اشعری، عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن زبیر، عبداللہ بن عباس، زید بن ثابت، ابو ایوب، معاویہ، حذیفہ، معاذ بن جبل اور ابی بن کعب وغیرہم رضی اللہ عنہم (۱۶۹)۔

تابعین میں سے: سالم بن عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن عیاش، حسن بصری، محمد بن سیرین، عطاء بن ابی رباح، عقبہ بن عبدالغافر، سعید بن جبیر، نافع بن جبیر، جابر بن زید، زہری اور ربیعہ بن ابی عبدالرحمن وغیرہم رحمہم اللہ (۱۷۰)۔

ائمہ میں سے: امام مالک، امام شافعی، امام اوزاعی، امام احمد، امام اسحاق، امام ابوثور، امام داود اور ابن قیم وغیرہم رحمہم اللہ (۱۷۱)۔

ان نصوص اور جمہور اہل علم کے عمل سے ان لوگوں کے قول کی تردید ہوتی ہے جو ایک رکعت وتر کا انکار کرتے ہیں۔

اور رہی محمد بن کعب قرظی کی وہ حدیث جس میں ہے: "أن النبي صلى الله عليه وسلم نهى عن البتيراء" (۱۷۲) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بتیراء یعنی ایک رکعت وتر سے منع فرمایا ہے اور ممانعت عدم جواز کی دلیل ہے تو یہ حدیث ضعیف اور ناقابل حجت ہے، امام نووی رحمہ اللہ اس حدیث کے بارے میں کہتے ہیں: ضعیف ومرسل یہ حدیث ضعیف اور مرسل ہے، اور ابن حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"ولم يصحّ عن النبي -صلى الله عليه وسلم- نهي عن البتيراء، ولا في الحديث -على سقوطه- بيان ما هي البتيراء؟ وقد روينا من طريق عبد الرزاق، عن سفيان بن عيينة، عن الأعمش، عن سعيد بن جبير، عن ابن عباس: الثلاث بتيراء -يعني في الوتر؛ فعادت البتيراء على المحتج بالخبر الكاذب فيها" (۱۷۳)

بتیراء کی ممانعت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہے، مزید یہ کہ حدیث میں بتیراء کے معنی کی وضاحت بھی نہیں ہے کہ اس سے ایک رکعت وتر مراد ہے بلکہ ایک دوسری روایت میں ہے کہ بتیراء سے مراد تین رکعت وتر ہے، لہذا یہ روایت اس کے خلاف دلیل ہے جو اس جھوٹی خبر کو بطور حجت پیش کر رہا ہے۔

محمد بن نصر مروزی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"وزعم النعمان أن الوتر بثلاث ركعات، لا يجوز أن يزاد على ذلك ولا ينقص منه، فمن أوتر بواحدة فوتره فاسد، والواجب عليه أن يعيد الوتر فيوتر بثلاث لا يسلم إلا في آخرهن، فإن سلم في الركعتين بطل وتره، وزعم أنه ليس للمسافر أن يوتر على دابته؛ لأن الوتر عنده فريضة، وزعم أنه من نسي الوتر فذكره في صلاة الغداة بطلت صلاته، وعليه أن

يخرج منها فيوتر، ثم يستأنف الصلاة، وقوله هذا خلاف للأخبار الثابتة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم وأصحابه، وخلاف لما أجمع عليه أهل العلم، وإنما أتى من قلة معرفته بالأخبار، وقلة مجالسته للعلماء" (۱۷۴)

نعمان (ابوحنیفہ رحمہ اللہ) کا گمان ہے کہ وتر تین رکعات ہے نہ ان سے زیادہ نہ ان سے کم، لہٰذا جس نے ایک رکعت پڑھی اس کا وتر باطل ہے اوراس پر واجب ہے کہ اپنا وتر دہرائے نیز تین رکعات وتر اس طرح پڑھے کہ ان کے آخر میں سلام پھیرے، اگر دو رکعت پڑھ کر سلام پھیر دیا تو اس کی نمازِ وتر باطل ہوجائے گی۔ ان کا یہ بھی کہنا ہے کہ مسافر کے لیے سواری پر وتر پڑھنا جائز نہیں ہے کیوں کہ وتر فرض ہے۔ نیز وہ یہ بھی دعویٰ کرتے ہیں کہ جو وتر بھول جائے اور فجر کی نماز میں یاد آئے تو اس کی فجر کی نماز باطل ہوجائے گی اس پر واجب ہے کہ نماز توڑ کر پہلے وتر پڑھے، پھر از سر نو فجر کی نماز پڑھے۔ مگر ان کی یہ تمام باتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت شدہ احادیث اور آثار صحابہ کے خلاف ہیں نیز اہل علم کے اجماع کے بھی خلاف ہیں اور یقیناً انہوں نے یہ باتیں حدیث کی قلتِ معرفت اور علما کے ساتھ قلتِ مجالست کے سبب کہی ہیں۔

تین، پانچ، سات اور نو رکعات وتر کے دلائل:

ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

وتر ہر مسلمان پر ثابت ہے، جو پانچ رکعت وتر پڑھنا چاہے پانچ پڑھے، جو تین پڑھنا چاہے تین پڑھے اور جو ایک رکعت پڑھنا چاہے ایک پڑھے (۱۷۵)۔

عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

"كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلي من الليل ثلاث عشرة ركعة؛ يوتر من ذلك بخمس، لا يجلس في شيء إلا في آخرها" (۱۷۶)

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم رات میں تیرہ رکعات نماز پڑھتے تھے، جن میں پانچ رکعت وتر کی ہوتی تھیں اور آپ ان میں صرف آخری رکعت میں بیٹھتے تھے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا:

"يا أم المؤمنين! أنبئيني عن وتر رسول الله صلى الله عليه وسلم، فقالت: كنا نعد له سواكه وطهوره، فيبعثه الله ما شاء أن يبعثه من الليل، فيتسوك ويتوضأ ويصلي تسع ركعات، لا يجلس فيها إلا في الثامنة، فيذكر الله ويحمده ويدعوه، ثم ينهض ولا يسلم، ثم يقوم فيصلي التاسعة، ثم يقعد فيذكر الله ويحمده ويدعوه، ثم يسلم تسليمًا يسمعنا، ثم يصلي ركعتين بعد ما يسلم وهو قاعد، فتلك إحدى عشرة ركعة، يا بني. فلما سن نبي الله صلى الله عليه وسلم، وأخذه اللحم، أوتر بسبع" (۱۷۷)

اے ام المؤمنین! مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وتر کے بارے میں بتایئے، تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مسواک اور وضو کا پانی تیار کرتے، پھر رات میں جب اللہ چاہتا آپ بیدار ہوتے، مسواک کرتے، وضو کرتے اور نو رکعتیں وتر پڑھتے، ان میں صرف آٹھویں رکعت میں بیٹھتے اور اللہ کا ذکر اور حمد وثنا

بیان کرتے اور دعا کرتے، پھر سلام پھیرے بغیر اٹھ جاتے اور نویں رکعت پڑھتے، پھر بیٹھتے اور اللہ کا ذکر، حمد وثنا اور دعا کرتے پھر سلام پھیرتے اور ہمیں یہ سلام سناتے، پھر سلام کے بعد بیٹھ کر دو رکعتیں پڑھتے، تو اے میرے بیٹے! اس طرح آپ گیارہ رکعتیں پڑھتے تھے، پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر زیادہ ہوگئی اور بدن بھاری ہوگیا تو آپ سات رکعت وتر پڑھنے لگے۔

ایک روایت میں ہے: آپ صلی اللہ علیہ وسلم وتر میں سات رکعتیں پڑھتے اور سوائے چھٹی اور ساتویں رکعت کے کسی اور رکعت میں نہ بیٹھتے اور ساتویں رکعت میں سلام پھیرتے (۱۷۸)۔

ام سلمہ رضی اللہ عنہ کہتی ہیں:

"كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يوتر بخمس وسبع، ولا يفصل بينهن بسلام، ولا كلام" (۱۷۹)

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پانچ اور سات رکعت وتر پڑھتے اور ان کے درمیان سلام وکلام کے ذریعہ فصل نہیں کرتے تھے۔

ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف اوقات میں مختلف تعداد وکیفیات کے ساتھ وتر کی نماز پڑھی ہے اور پانچ رکعت پڑھنے کی کیفیت یہ ہے کہ درمیان میں بغیر تشہد کے صرف پانچویں رکعت میں بیٹھتے اسی طرح سات رکعتیں پڑھتے تو چھٹی اور ساتویں یا صرف ساتویں رکعت میں بیٹھتے البتہ نو رکعتیں پڑھنے کی صورت میں دو تشہد کرتے آٹھویں اور نویں رکعت میں اور نویں میں سلام پھیرتے۔

محمد بن نصر مروزی رحمہ اللہ کہتے ہیں: میرے نزدیک وتر ایک رکعت، تین رکعت، پانچ رکعت، سات رکعت اور نو رکعت ہر ایک جائز ہے، ہر ایک کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام سے افعال واقوال مروی ہیں (۱۸۰)۔

سفیان رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اگر چاہو تو پانچ، چاہو تو تین اور چاہو تو ایک رکعت وتر پڑھو (۱۸۱)۔

ابن سیرین رحمہ اللہ کہتے ہیں: لوگ پانچ، تین اور ایک رکعت وتر پڑھتے تھے اور ہر ایک کو بہتر سمجھتے تھے (۱۸۲)۔

ابن منذر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"وقد ثبت أن رسول الله-صلى الله عليه وسلم- أوتر بخمس لم يجلس إلا في آخرهن، وأوتر بسبع، وثبت أنه أوتر بتسع، لا يقعد فيهنّ إلا عند الثامنة، ثم قعد في التاسعة، فأيُّ فعل مما جاء به الحديث من أُفعال رسول الله-صلى الله عليه وسلم-في الوتر فعله رجل، فقد أصاب السنّة" (۱۸۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپ نے پانچ رکعت وتر پڑھی اور صرف آخری رکعت میں تشہد کیا، اسی طرح آپ سے سات رکعت وتر پڑھنا بھی ثابت ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نو رکعت وتر اس طرح پڑھتے کہ آٹھویں رکعت میں بیٹھتے اور پھر نویں میں۔ لہٰذا جس نے بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی طریقوں میں سے کسی طریقے پر وتر پڑھا اس نے سنت کو پالیا۔

تین رکعات وتر پڑھنے کی کیفیت:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"لا تُوتروا بثلاث، أوتروا بخمس أو بسبع، ولا تشبهوا بصلاة المغرب (۱۸۴)

وتر تین رکعت نہ پڑھو بلکہ پانچ یا سات پڑھو اور مغرب کی نماز کے مشابہ نہ بناؤ۔

عراقی نے کہا: "إسناده صحيح" یعنی اس کی سند صحیح ہے۔

دوسری روایت میں ہے: " لا توتروا بثلاث تُشبهوا بالمغرب، ولكن أوتروا بخمس، أو بسبع، أو بتسع، أو بإحدى عشرة، أو أكثر من ذلك" (۱۸۵)۔

تین رکعت وتر اس طرح نہ پڑھو کہ مغرب کے مشابہ بنادو بلکہ پانچ، یا سات، یا نو، یا گیارہ یا اس سے زیادہ پڑھو۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز وتر اس طرح نہ پڑھی جائے کہ مغرب کی نماز کے مشابہ ہو جائے یعنی تین رکعت وتر پڑھنا جائز ہے جیسا کہ دوسری احادیث سے بھی ثابت ہے لیکن اگر کوئی تین رکعت وتر پڑھے تو اس بات کا خیال رکھے کہ جس کیفیت کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھی جاتی ہے اس طرح نہ پڑھے بلکہ مشابہت سے بچنے کے لیے بہتر یہ ہے کہ پانچ یا سات رکعات پڑھ لے۔

علمائے کرام نے حدیث میں مذکور تین رکعات کی ممانعت کو اس امر پر محمول کیا ہے کہ وتر کی نماز مغرب کی طرح دو تشہد اور ایک سلام کے ساتھ پڑھی جائے (۱۸۶)۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں: "الجمع بين هذا وبين ما تقدم من النهي عن التشبه بصلاة المغرب أن يحمل النهي على صلاة ثلاث بتشهدين وقد فعله السلف أيضًا" (۱۸۷)

اس حدیث اور مغرب کی مشابہت سے ممانعت والی روایت کے درمیان جمع کی صورت یہ ہے کہ نہی کو تین رکعت وتر دو تشہد کے ساتھ پڑھنے پر محمول کیا جائے اور ایسا کرنا سلف سے ثابت ہے۔

اب یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ وتر کی نماز کس کیفیت پر پڑھی جائے کہ درست بھی ہو اور مغرب کی نماز کے مشابہ نہ ہو؟ اس کے بارے میں علما کے دو اقوال ہیں:

پہلا قول: مالکیہ، شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک اس شخص کے لیے جو تین رکعت وتر پڑھنا چاہتا ہے افضل یہ ہے فصل کے ساتھ پڑھے، اس طرح کہ دو رکعت پر سلام پھیر دے، پھر ایک رکعت پڑھے اور یہ بھی جائز ہے کہ تینوں رکعتیں وصل کے ساتھ یعنی ایک تشہد اور ایک سلام سے پڑھے (۱۸۸)۔

دلیل:

ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: "كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يفصل بين الشفع والوتر بتسليم يسمعناه" (۱۸۹)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو اور ایک رکعت کے درمیان سلام کے ذریعہ علاحدگی کرتے تھے اور یہ سلام ہمیں سناتے تھے۔

نافع کہتے ہیں: أن عبد الله بن عمر كان يسلم بين الركعة والركعتين في الوتر، حتى يأمر ببعض حاجته (۱۹۰)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما وتر کی دو اور ایک رکعت

کے درمیان سلام پھیرتے یہاں تک کہ آپ اپنی بعض ضروریات کا حکم بھی دیتے۔

بکر بن عبداللہ مزنی نے کہا: " صلّى ابن عمر ركعتين، ثمَّ قال: يا غلام! ارحل لنا، ثمَّ قام فأوتر بركعة" (۱۹۱)

ابن عمر رضی اللہ عنہما نے دو رکعت پڑھی پھر کہا: اے غلام! میری سواری تیار کرو، پھر کھڑے ہوئے اور ایک رکعت نمازِ وتر پڑھی۔

ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ تین رکعت وتر فصل کے ساتھ پڑھنا جائز ہے۔

سعد بن ہشام روایت کرتے ہیں عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ انہوں نے کہا: " كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يوتر بثلاث لا يسلم إلا في آخرهن" (۱۹۲) اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تین رکعت وتر پڑھتے اور صرف آخری رکعت میں سلام پھیرتے۔ سعد کہتے ہیں: " وهذا وتر أمير المؤمنين عمر بن الخطاب رضي الله عنه" اسی طرح امیر المؤمنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ وتر پڑھا کرتے تھے (۱۹۳)۔

دوسری روایت میں ہے کہ حسن بصری رحمہ اللہ سے کہا گیا: ابن عمر وتر میں دو رکعت میں سلام پھیر دیتے تھے تو انہوں نے کہا: "كان عمر أفقه منه، كان ينهض في الثالثة بالتكبير" (۱۹۴) عمر رضی اللہ عنہ ان سے زیادہ فقیہ تھے وہ تکبیر کہہ کر (بغیر تشہد کے) تیسری رکعت کے لیے کھڑے ہو جاتے تھے۔

ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ تین رکعت وتر بغیر فصل کے ایک تشہد اور ایک سلام کے ساتھ پڑھنا جائز ہے۔

وصل کا طریقہ متعدد ائمہ کرام سے مروی ہے: جیسے:

ابن طاوس اپنے والد طاوس کے بارے میں کہتے ہیں: "إنه كان يوتر بثلاث لا يقعد بينهن" (۱۹۵) وہ تین رکعت وتر پڑھتے اور ان کے درمیان نہیں بیٹھتے تھے۔

عطاء رحمہ اللہ کے بارے میں مروی ہے " أنه كان يوتر بثلاث لا يجلس فيهن، ولا يتشهد إلا في آخرهن" (۱۹۶)

وہ تین رکعت وتر پڑھتے، درمیان میں نہیں بیٹھتے، صرف آخر میں تشہد کرتے۔

وصل وفصل دونوں طرح کی روایتیں ثابت ہیں، اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"أما من أوتر بثلاث، أو خمس، أو سبع، أو تسع، فإن شاء سلم بينهن، وإن شاء لم يسلم إلا في آخرهن، وأما من أوتر بإحدى عشرة ركعة فإنه يسلم في كل ركعتين، ويفرد الوتر بركعة" (۱۹۷)

جو تین، یا پانچ، یا سات، یا نو رکعت وتر پڑھے تو اسے اختیار ہے چاہے تو ان کے درمیان سلام پھیر کر فصل کر دے اور چاہے تو وصل کے ساتھ پڑھتے ہوئے صرف آخری رکعت میں سلام پھیرے البتہ جو گیارہ رکعت پڑھے اسے چاہیے کہ ہر دو رکعت پر سلام پھیرے اور پھر آخر میں تنہا ایک رکعت وتر پڑھے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں: "أنه -صلى الله عليه وسلم- صح عنه فعل الفصل والوصل" (۱۹۸) آپ

صلی اللہ علیہ وسلم سے فصل اور وصل دونوں ثابت ہے۔

دوسرا قول: احناف کے نزدیک فصل کے ساتھ پڑھنا جائز نہیں ہے بلکہ تینوں رکعتیں مغرب کی طرح دو تشہد اور ایک سلام کے ساتھ پڑھی جائیں گی (۱۹۹)۔

دلیل:

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا:

"كان يوتر بأربع وثلاث، وست وثلاث، وثمان وثلاث، وعشر وثلاث، ولم يكن يوتر بأنقص من سبع، ولا بأكثر من ثلاث عشرة" (۲۰۰)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وتر پڑھتے تھے چار اور تین رکعت، چھ اور تین رکعت، آٹھ اور تین رکعت، دس اور تین رکعت، اور آپ سات سے کم اور تیرہ سے زیادہ رکعات نہیں پڑھتے تھے۔

دوسری روایت میں ہے کہ عبدالرحمن بن عوف نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا:

"كيف كانت صلاة رسول الله صلى الله عليه وسلم في رمضان؟ فقالت: ما كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يزيد في رمضان ولا في غيره على إحدى عشرة ركعة، يصلي أربعا، فلا تسئل عن حسنهن وطولهن، ثم يصلي أربعا، فلا تسئل عن حسنهن وطولهن، ثم يصلي ثلاثا" (۲۰۱)

رسول صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں کتنی رکعتیں پڑھتے تھے؟ تو انہوں نے کہا کہ رمضان ہو یا غیر رمضان آپ گیارہ رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے چار رکعت پڑھتے تم ان کے حسن وخوبی اور طول کے بارے میں نہ پوچھو، پھر چار رکعت پڑھتے ان کے بھی حسن وخوبی اور طول کے بارے میں نہ پوچھو، آخر میں تین رکعت وتر پڑھتے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا کی سابقہ روایت کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تین رکعت وتر پڑھتے اور صرف آخری رکعت میں سلام پھیرتے (۲۰۲)۔

احناف کہتے ہیں کہ ان حدیثوں کا ظاہری مفہوم یہ ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تین رکعات وتر ایک سلام کے ساتھ پڑھتے تھے۔

اس کا یہ جواب دیا گیا ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں یہ صراحت نہیں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تین رکعات دو تشہد اور ایک سلام کے ساتھ پڑھتے تھے بلکہ اس کے برعکس عائشہ رضی اللہ عنہا کی ایک روایت میں صراحت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر دو رکعت پر سلام پھیرتے تھے۔

احناف وتر کے تین رکعت ہونے اور ایک سلام کے ساتھ پڑھے جانے کی ایک بڑی دلیل یہ پیش کرتے ہیں کہ حسن بصری رحمہ اللہ نے کہا: "أجمع المسلمون على أن الوتر ثلاث، لا يسلم إلا في آخرهن" (۲۰۳)

تمام مسلمانوں کا اجماع ہے کہ وتر تین رکعت ہے اور صرف آخر میں سلام پھیرا جائے گا۔

لیکن یہ قول حسن بصری رحمہ اللہ سے ثابت نہیں ہے، اس کی سند میں عمرو بن عبید راوی ہے جو متروک ہے (۲۰۴)۔

عراقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: " وهذا لا يصح عن الحسن، وراويه عنه عمرو بن عبيد المبتدع الضال،

ولا يحفظ عن أحد من التابعين حكاية الإجماع في مسألة من المسائل" (۲۰۵)

یہ روایت حسن بصری سے ثابت نہیں ہے، ان سے روایت کرنے والا شخص عمرو بن عبید ہے جو بدعتی اور گمراہ ہے، نیز تابعین میں سے کسی سے اس مسئلہ میں اجماع نقل کیا جانا محفوظ نہیں ہے۔

خلاصۂ کلام:

شیخ البانی رحمہ اللہ اس مسئلہ کی متعدد حدیثوں کو ذکر کرنے کے بعد کہتے ہیں:

"ويتلخص فمن كل ما سبق أن الإيتار بأي نوع من هذه الأنواع المتقدمة جائز حسن وأن الإيتار بثلاث بتشهدين كصلاة المغرب لم يأت فيه حديث صحيح صريح بل هو لا يخلو من كراهة ولذلك نختار أن لا يقعد بين الشفع والوتر وإذا قعد سلم وهذا هو الأفضل" (۲۰۶)

حاصلِ کلام یہ کہ وتر پڑھنے کے سابقہ جتنے طریقوں کا ذکر ہوا ہے سب جائز اور بہتر ہیں اور تین رکعت وتر مغرب کی طرح دو تشہد کے ساتھ پڑھنے کے بارے میں کوئی بھی صحیح اور صریح روایت وارد نہیں ہوئی ہے، بلکہ یہ طریقہ کراہت سے خالی نہیں ہے اسی لیے میرے نزدیک پسندیدہ صورت یہ ہے کہ انسان تین رکعت وتر پڑھتے وقت دو رکعت کے بعد نہ بیٹھے اور اگر بیٹھے تو دو رکعت ہی پر سلام پھیر دے پھر ایک رکعت پڑھے۔ یہی افضل طریقہ ہے۔

شیخ الحدیث عبید اللہ مبارکپوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"والحق عندي أن الأمر في ذلك واسع، فيجوز الإيتار بركعة واحدة فردة، وبثلاث مفصولة وموصولة، لكن بقعدة واحدة، وبخمس وبسبع وبتسع، وكل ذلك ثابت بالأحاديث الصحيحة الثابتة" (۲۰۷)

میرے نزدیک حق بات یہ ہے کہ اس مسئلہ میں وسعت ہے، تنہا ایک رکعت وتر پڑھنا بھی جائز ہے اور تین رکعت بھی۔ چاہے انہیں الگ الگ کرکے پڑھے اور چاہے تو ملا کر مگر ایک ہی تشہد کے ساتھ۔ اسی طرح پانچ، سات اور نو میں سے ہر ایک صحیح حدیثوں سے ثابت ہے۔

کیا ایک رکعت وتر سے پہلے نفلی نماز پڑھنا شرط ہے؟

جو لوگ تنہا ایک رکعت وتر کے قائل ہیں ان کے درمیان اس امر میں اختلاف پایا جاتا ہے کہ کیا ایک رکعت وتر کے لیے شرط ہے کہ اس سے پہلے دو یا اس سے زیادہ رکعت نفلی نماز پڑھی جائے؟

شوافع اور حنابلہ کے ایک قول کے مطابق ایک رکعت وتر پڑھنے کے لیے ضروری نہیں ہے کہ اس سے پہلے دو رکعت سنت پڑھی جائے، بلکہ تنہا ایک رکعت وتر پڑھنا جائز ہے (۲۰۸)۔

ان کی دلیل وہ حدیثیں ہیں جن سے ایک رکعت وتر کے جواز کا پتا چلتا ہے جیسے ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی سابقہ روایت کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وتر ہر مسلمان پر ثابت ہے، جو پانچ رکعت وتر پڑھنا چاہے پانچ پڑھے، جو تین پڑھنا چاہے تین پڑھے اور جو ایک رکعت پڑھنا چاہے تو ایک پڑھے (۲۰۹)۔

حدیث کا ظاہری مفہوم اس بات پر دلالت کرتا ہے

کہ وتر مستقل نماز ہے اور انسان کو اختیار ہے کہ ان طریقوں میں جسے چاہے اپنائے اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ وتر سے پہلے کسی نفلی نماز کا ہونا ضروری نہیں ہے۔

مالکیہ کے نزدیک ایک رکعت وتر پڑھنے کے لیے شرط ہے کہ اس سے پہلے نفلی نماز پڑھی جائے سوائے اس کے کہ کوئی عذر ہو جیسے بیماری یا سفر وغیرہ تو اس حالت میں تنہا ایک رکعت پڑھنا جائز ہے۔ اور یہی حنابلہ کا دوسرا قول ہے(۲۱۰)۔ اس قول کے مطابق اگر کسی نے عشاء کی فرض نماز پڑھنے کے بعد بغیر پیشگی سنتوں کے ایک رکعت وتر پڑھی تو اس کا وتر صحیح نہیں ہوگا۔

دونوں اقوال کی روشنی میں مجرد ایک رکعت وتر پڑھنا جائز ہے پہلے قول کے مطابق مطلقا جائز ہے اور دوسرے قول کے مطابق بعض حالات میں جائز ہے اور یہی اس بات کی دلیل ہے کہ اس سے پہلے نفلی نماز کا ہونا شرط نہیں ہے۔

عراقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: صحیح بات یہ ہے کہ تنہا ایک رکعت وتر پڑھنا درست ہے اس سے قبل کسی نفلی نماز کا ہونا ضروری نہیں ہے(۲۱۱)۔

لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عام معمول کو دیکھتے ہوئے بلا شبہ افضل یہی ہے اس سے پہلے نفلی نماز ہو البتہ اسے شرط نہیں قرار دیا جائے گا۔

وتر میں پڑھی جانے والی سورتیں:

تین رکعت وتر پڑھنے کی صورت میں بعض مخصوص سورتوں کی قراءت مسنون ہے۔

ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم وتر میں{سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى}، {قُلْ يَاأَيُّهَا الْكَافِرُونَ} اور {قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ} پڑھا کرتے تھے(۲۱۲)۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تین رکعت وتر پڑھتے، پہلی رکعت میں{سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى}، دوسری رکعت میں{قُلْ يَاأَيُّهَا الْكَافِرُونَ} اور تیسری رکعت میں{قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ} پڑھتے تھے(۲۱۳)۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وتر سے پہلے کی دو رکعت میں{سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى} اور {قُلْ يَاأَيُّهَا الْكَافِرُونَ} پڑھتے تھے اور وتر میں{قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ}،{قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ}اور {قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ} پڑھتے تھے(۲۱۴)۔

ان روایات کو مختلف احوال پر محمول کیا جائے گا کہ کبھی آپ نے آخری رکعت میں صرف سورہ اخلاص کی قراءت کی اور کبھی اخلاص کے ساتھ معوذتین کو بھی ملا لیا۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے وتر میں معوذتین کی قراءت کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا: ولم لا يَقْرَأ کوئی کیوں نہ پڑھے، لیکن میرے نزدیک پسندیدہ طریقہ یہ ہے کہ وتر میں{سَبِّحِ}،{ قُلْ يَاأَيُّهَا الْكَافِرُونَ} اور {قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ} پڑھا جائے(۲۱۵)۔

امام مالک سے جب وتر میں قراءت کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا:

"ما زال الناس يقرؤون بالمعوذات في الوتر،

وأنا أقرأ بها في الوتر"

لوگ وتر میں معوذات (سورہ الاخلاص، سورہ الفلق، سورہ الناس) کو برابر پڑھتے رہے ہیں اور میں بھی پڑھتا ہوں(۲۱۶)۔

حواشی:

(۱۶۳) صحیح البخاری (۲/۲۴ رقم 990)، صحیح مسلم (۱/۵۱۶ رقم 749)۔

(۱۶۴) سنن ابی داود (۲/۵۶۱ رقم 1422)، سنن النسائی (۳/۲۶۵ رقم ۱۷۱۰)، سنن ابن ماجہ (۲/۲۶۰ رقم 1190)، مستدرک الحاکم (۱/۴۴۴ رقم 1130)۔

اس کی سند صحیح ہے۔ حاکم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: **"لست أشك أنَّ الشيخين تركا هذا الحديث لتوقيف بعض أصحاب الزهري إياه، هذا مما لا يُعَلِّل مثل هذا الحديث"** اس میں کوئی شک نہیں کہ اس حدیث کو بخاری ومسلم نے اس وجہ سے ترک کیا ہے کہ زہری کے بعض تلامذہ نے اسے موقوفا روایت کیا ہے لیکن یہ ایسی چیز ہے جس کے ذریعہ سے اس طرح کی حدیث کو معلول نہیں قرار دیا جاسکتا۔

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: **"حديث صحيح رواه أبو داود باسناده صحيح وصححه الحاكم"**، اور ابو داود کی سند کے بارے میں شیخ البانی رحمہ اللہ نے فرمایا: **"إسناده صحيح"** دیکھیے: المجموع شرح المہذب (۴/۲۲)، صحیح سنن ابی داود (۵/۱۶۴ رقم 1278)۔

(۱۶۵) صحیح مسلم (۱/۵۱۸ رقم 752)۔

(۱۶۶) صحیح مسلم (۱/۵۰۸ رقم 736)۔

(۱۶۷) شرح النووی علی صحیح مسلم (۶/۱۹)۔

(۱۶۸) المجموع شرح المہذب (۴/۲۲)۔

(۱۶۹) المجموع (۴/۲۳)، نیل الاوطار (۳/۴۱)۔

(۱۷۰) نیل الاوطار (۳/۴۱)۔

(۱۷۱) مصدر سابق۔

(۱۷۲) التمہید، ابن عبد البر (۸/۳۵۰)۔ ابن عبد البر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس کی سند میں عثمان بن محمد بن ربیعہ ہے جس کے بارے میں عقیلی نے کہا: **" الغالب على حديثه الوهم"** اس کی حدیث میں عموما وہم پایا جاتا ہے۔

(۱۷۳) المحلی (۲/۹۰)۔

(۱۷۴) مختصر قیام اللیل، ابن نصر مروزی (ص: ۲۹۶)۔

(۱۷۵) تخریج گزر چکی ہے۔

(۱۷۶) صحیح مسلم (۱/۵۰۸ رقم 737)۔

(۱۷۷) صحیح مسلم (۱/۵۱۲ رقم 746)۔

(۱۷۸) سنن ابی داود (۲/۵۰۱ رقم 1342)۔ اس کی سند صحیح ہے۔ دیکھیے: اعلام الموقعین، ابن القیم (۳/۱۱)۔

(۱۷۹) سنن النسائی (۳/۲۶۶ رقم ۱۷۱۳)، سنن ابن ماجہ (۲/۲۶۲ رقم 1192)، مسند احمد (۴۴/۸۸ رقم 26486)، مسند ابی یعلی (۹/۳۹۷ رقم 6963) بسند مقسم بن الحکم عن ام سلمہ۔ یہ حدیث منقطع ہے مقسم کا سماع ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے ثابت نہیں ہے، ابو حاتم رازی نے اسے منکر قرار دیا ہے لیکن شیخ البانی رحمہ اللہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کی سابقہ روایت کو شاہد بناتے ہوئے اسے قابل حجت مانا ہے۔ دیکھیے: علل ابن ابی حاتم (۲/۳۷۷ رقم 450)، سلسلہ الاحادیث الصحیحہ (۶/۱۱۲۳ رقم 2961)۔

(۱۸۰) مختصر قیام اللیل (ص: ۲۹۴)۔

(۱۸۱) سنن الترمذی (۱/۴۷۵)۔

(۱۸۲) مصدر سابق (۱/۴۷۶ رقم ۴۶۰)۔

(۱۸۳) الاوسط، ابن المنذر (۵/۱۸۷)۔

(۱۸۴) صحیح ابن حبان (۳/۲۳۶ رقم 2319)، سنن الدارقطنی (۲/۳۴۴ رقم 1650)، مستدرک الحاکم (۱/۴۴۶ رقم 1138)۔ دارقطنی نے کہا: "**رواته كلهم ثقات**" سند کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

(۱۸۵) مستدرک الحاکم (۱/۴۴۶ رقم 1137)۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اس حدیث کی نسبت دارقطنی، ابن حبان اور حاکم کی جانب کرنے کے بعد لکھتے ہیں: "**رجاله كلهم ثقات، ولا يضره وقفُ من أَوقفه**" حدیث کے تمام راویان ثقہ ہیں اور جس نے ابو ہریرہ سے موقوفا روایت کیا ہے وہ مرفوع کے لیے نقصان دہ نہیں ہے۔ عراقی نے کہا: "**إسناده صحيح**"۔ دیکھیے: التلخیص الحبیر (۲/۸۶۵)، نیل الاوطار (۳/۴۵)۔

(۱۸۶) الجامع الکامل، ضیاء اعظمی (۳/۳۳۰)۔

(۱۸۷) فتح الباری (۲/۴۸۱)۔

(۱۸۸) شرح الخرشی (2/10)، روضة الطالبين (۱/۳۲۸)، المبدع (۲/۸)۔

(۱۸۹) مسند احمد (۹/۳۳۳ رقم 5461)، المعجم الاوسط (۱/۲۲۹ رقم 753)، صحیح ابن حبان (۶/۱۹۱ رقم 2435)۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا: "**إسناده قوي**" اس کی سند قوی ہے۔ دیکھیے: فتح الباری (۲/۴۸۲)۔

(۱۹۰) صحیح البخاری (۲/۲۴ رقم 991)۔

(۱۹۱) مصنف ابن ابی شیبہ (۴/۴۹۰ رقم 6981)، شرح معانی الآثار (۱/۲۷۹ رقم 1666) حافظ ابن حجر نے فتح الباری (۲/۴۸۲) اس کی سند کو صحیح کہا ہے۔

(۱۹۲) مستدرک الحاکم (۱/۴۴۷ رقم 1140)، طحاوی نے اس روایت کو صحیح کہا ہے۔ دیکھیے: شرح معانی الآثار (۱/۲۸۱)۔

(۱۹۳) سابقہ مصدر۔

(۱۹۴) سابقہ مصدر۔

(۱۹۵) مصنف عبد الرزاق (۳/۳۰۹ رقم 4805)۔

(۱۹۶) مستدرک الحاکم (۱/۴۴۷ رقم 1142)، السنن الکبری، بیہقی (۵/۴۳۰ رقم 4872)۔

(۱۹۷) دیکھیے: التمہید، ابن عبد البر (۸/۳۴۵)۔

(۱۹۸) فتح الباری (۳/۲۰)۔

(۱۹۹) بدائع الصنائع (۱/۲۷۱)، البنایة شرح الھدایہ (۲/۴۸۲)۔

(۲۰۰) سنن ابی داود (۲/۵۱۴ رقم 1362)، مسند احمد (۴۲/۸۱ رقم 25159)۔ اس کی سند صحیح ہے۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: "**رواه أبو داود بإسناد صحيح**"۔ الخلاصہ (۱/۵۵۴ رقم 1880)۔

(۲۰۱) صحیح البخاری (۳/۴۵ رقم 2013)۔

(۲۰۲) تخریج گزر چکی ہے۔

(۲۰۳) مصنف ابن ابی شیبہ (۴/۴۹۶ رقم 7011) بروایت حفص عن عمرو عن الحسن بہ۔

(۲۰۴) دیکھیے: نصب الرایہ (۲/۱۲۲)۔

(۲۰۵) طرح التثریب فی شرح التقریب (۳/۷۹)۔

(۲۰۶) صلاۃ التراویح (ص:۱۱۱)۔
(۲۰۷) مرعاۃ المفاتیح (۴/۲۶۱)۔
(۲۰۸) المبدع (۲/۷)، مغنی المحتاج (۱/۴۵۳)۔
(۲۰۹) تخریج گزر چکی ہے۔
(۲۱۰) المنتقی، باجی (۱/۲۰۹)، المبدع، ابن مفلح (۲/۷)۔
(۲۱۱) طرح التثریب (۳/۷۹)۔
(۲۱۲) سنن ابی داود (۲/۵۶۲ رقم 1423)، سنن النسائی (۳/۲۶۲ رقم ۱۶۹۹)، ابن ماجہ (۲/۲۴۶ رقم 1171)، مسند احمد (۳۵/۷۸ رقم 21141)، صحیح ابن حبان (۷/۵۹۵ رقم 7069)، مستدرک الحاکم (۲/۲۸۲ رقم 3016)، اس کی سند صحیح ہے نووی نے اس کی تصحیح کی ہے ۔دیکھئے: الخلاصہ (۱/۵۵۶ رقم 1886)۔
(۲۱۳) سنن الترمذی (۱/۴۷۷ رقم 462)، سنن النسائی (۳/۲۶۲ رقم ۱۷۰۱)، سنن ابن ماجہ (۲/۲۴۸ رقم 1172)۔ اس کی سند صحیح ہے۔ دیکھیے: خلاصہ الاحکام، نووی (۱/۵۵۶ رقم 1885)۔
(۲۱۴) سنن الدارقطنی (۲/۳۶۱ رقم 1675)، مستدرک الحاکم (۱/۴۴۷ رقم 1143)، اس کی سند حسن ہے، سند میں ایک راوی یحیی بن ایوب غافقی ہے جو مختلف فیہ مگر صدوق ہے۔ حاکم نے کہا: "صحیح علی شرط الشیخین"۔ دیکھئے: تقریب التہذیب (7511)۔
(۲۱۵) مسائل الامام احمد – روایۃ ابی داود السجستانی (ص ۹۳)۔
(۲۱۶) مختصر قیام اللیل، المروزی (ص ۳۰۳)۔

●●●

جانداروں پر ترس کھانا باعث اجر

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایک وقت ایک آدمی راستے پر چلا جا رہا تھا کہ اسے سخت پیاس لگی، اس نے ایک کنواں پایا اس میں اتر کر اس نے پانی پیا، پھر باہر نکل آیا وہیں ایک کتا تھا جو پیاس کے مارے زبان باہر نکالے (ہانپتے ہوئے) کیچڑ چاٹ رہا تھا، پس اس آدمی نے (دل میں) کہا اس کتے کو بھی اسی طرح پیاس نے ستایا ہے جس طرح میں اس کی شدت سے بے حال ہو گیا تھا، چنانچہ وہ دوبارہ کنویں میں اترا اور اپنا موزہ پانی سے بھرا اور اسے اپنے منہ سے پکڑے اوپر چڑھ آیا اور کتے کو پانی پلایا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے عمل اور جذبے کی قدر کی اور اسے معاف فرما دیا۔ یہ سن کر صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہمارے لیے چوپایوں پر ترس کھانے میں بھی اجر ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہاں، ہر تر جگر والے جاندار کی خدمت اور دیکھ بھال میں اجر ہے۔

(بخاری ومسلم)

محبت کا شرعی مفہوم اور اس کے فوائد و وسائل

عبدالعلیم بن عبدالحفیظ سلفی

محبت ایک فطری جذبہ ہے جو کسی بھی انسان کے دل میں پیدا ہوتا ہے، بلکہ انسان کی زندگی بھی مکمل طریقے سے ابتدا تا انتہا اس کے ساتھ ہی گزرتی ہے۔ صحیح محبت کے لیے توفیق الٰہی اصل ہے، بلکہ اللہ رب العزت نے جب روحوں کو پیدا کیا اسی وقت انہیں ایک دوسرے سے محبت کا خوگر بنادیا، عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے فرماتی ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "الأَرْوَاحُ جُنُودٌ مُجَنَّدَةٌ فَما تَعَارَفَ منها ائْتَلَفَ، وَما تَنَاكَرَ منها اخْتَلَفَ "۔ روحوں کے جھنڈ کے جھنڈ ہیں، پھر جنہوں نے ان میں سے ایک دوسرے کی پہچان کی تھی وہ دنیا میں بھی ایک دوسرے سے الفت ومحبت کرتی ہیں اور جو وہاں الگ تھیں یہاں بھی الگ رہتی ہیں۔(صحیح بخاری:3336، صحیح مسلم:6376)

اسلامی شریعت نے دیگر امور کے ساتھ ساتھ اس سے متعلق بھی بہترین رہنمائی کی ہے اور اس کے کچھ اصول وقواعد اور ضوابط بیان کیے ہیں۔خود اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے سلسلے میں ڈھیر ساری روایتیں منقول ہیں کہ آپ کس طرح اپنی ازواج مطہرات، اولاد، اہل بیت، صحابۂ کرام خصوصاً اصحاب بدر اور بیعت رضوان میں شریک ہونے والوں سے محبت کرتے تھے، اسی طرح دین کے شعائر خاص طور سے نماز سے آپ کو کتنی محبت تھی، نیز آپ خوشبو سے بھی محبت کرتے تھے۔(دیکھئے:سنن النسائی3939، مسند احمد13079/ علامہ البانی نے صحیح سنن النسائی کے اندر صحیح قرار دیا ہے)۔

شریعت کے بیان کردہ محبت کے ضوابط کے علاوہ اساطیری اور خیالی کہانیوں، افسانوں اور ڈراموں نے دنیا کے سامنے اس کا جو مفہوم پیش کیا ہے، وہ ایک منتشر ذہن کے لیے وقتی آسودگی کا سبب تو بن سکتا ہے، لیکن سماج کے بگاڑ اور بربادی کا ایک مضبوط حربہ بھی ہے۔ظاہر سی بات ہے کہ جب ایک انفعالی اور افسانوی جذبہ کو معاشرتی اور اصلاحی روایات کے برخلاف حقیقی روپ دے کر پیش کیا جائے گا تو معاشرے میں خرابی کا پیدا ہونا لازمی ہے۔ دیکھا جائے تو آج زیادہ تر معاشرہ اسی وجہ سے بدعملی، ذہنی انتشار اور روایتی بھٹکاؤ کا شکار ہے۔

اس لیے ضرورت اس بات کی ہے کہ مسلم معاشرہ اس فطری اور صالح معاشرہ اور خوشحال زندگی اور کامیاب آخرت کے لیے ضروری وسیلہ اور بہترین صفت کو اچھی طرح سمجھے اور صحیح وغلط کا فرق معلوم کرے، اسے یہ بھی پتہ ہو کہ اسلام کے اندر محبت کو کتنی اہمیت دی گئی ہے کس قسم کی محبت سے منع کیا گیا ہے، کیونکہ دیگر عبادات وامور کی طرح محبت بھی عمل کے اعتبار سے عبادت واباحت اور وجوب وحرمت میں تبدیل ہوتی رہتی ہے۔

محبت کا معنیٰ:

محبت کا لغوی معنیٰ: محبت یہ حب ہے، یہ بغض کا نقیض ہے،جس کا مطلب ہوتاہے، لازم پکڑنا اور ثابت قدم رہنا۔ (تهذيب اللغةللأزهری:4/8، مقاييس اللغة: 2/26،لسان العرب:1/290)۔

محبت کے لیے بسا اوقات جب خالص محبت ہوتو ود اورمودت کا استعمال بھی ہوتا ہے،اللہ تعالی نے قرآن مجید میں مختلف صیغوں کے ساتھ کئی جگہوں پر اس کا استعمال کیا ہے۔اسی سے الودود بنا ہے جواللہ رب العزت کے اسماء حسنیٰ میں سے ہے،جس کا مطلب ہوتا ہے بہت محبت کرنے والا کیونکہ وہ انبیاء وصالحین اور اپنے نیک بندوں سے بے انتہا محبت کرتا ہے۔اسی طرح حدیث میں بہت زیادہ محبت کرنے والی عورت سے شادی کرنے کے سلسلے میں آتا ہے: ''تزوَّجوا الوَدود'' خوب محبت کرنے والی عورت سے شادی کرو (سنن ابی داود2050/،سنن النسائی3227/، علامہ البانی نے اسے صحیح قرار دیا ہے)۔

مودت اورمحبت میں ایک دقیق فرق ہے، جیسے: محبت کا تعلق دل میں استقرار سے ہے،جبکہ مودت کا تعلق اندازوبیان کے ذریعہ اظہار سے ۔ چنانچہ ہر ودود محبت کرنے والا ہوتا ہے لیکن ہر محبت کرنے والا ودود نہیں ہوتا۔اسی طرح محبت ان چیزوں میں ہوتی ہے جن میں طبیعت کا میلا ن اور حکمت دونوں ہو جبکہ مودت صرف طبیعت کا میلان ہے۔جیسے کہا جاتا ہے: مجھے فلاں سے محبت ہے اوراس سے مودت ہے نماز کے سلسلے میں کہا جاتا ہے: مجھے نماز سے محبت ہے، یہ نہیں کہا جاتا کہ مجھے نماز سے مودت ہے۔(دیکھئے:الفروق اللغوية/ص122)۔

اسی طرح مختلف اسالیب میں کچھ فرق کے ساتھ محبت کے معنیٰ میں رغبت،شوق،رجا،الفت اور تمنا جیسے الفاظ کا استعمال بھی ہوتا ہے۔مختلف مواقع سے قرآن وسنت میں بھی ان الفاظ اوران سے مستفاد معانی کا ذکر موجود ہے۔ محبت کے لیےلغات میں تقریبا ساٹھ ناموں کا ذکر آتا ہے (۔(دیکھئے :روضة المحبين ونزهة المشتاقين لابن القيم/ص: 13)

محبت کا اصطلاحی معنیٰ: اہل لغت نے محبت کی مختلف الفاظ میں تعریف کی ہے: جیسے المعجم الوسیط (ص151) کے اندر ہے کہ: محبت خوش کن چیز کی طرف مائل ہونا ہے۔امام راغب نے اس کی تعریف یوں کی ہے: نفس جس چیز کے اندر اچھائی محسوس کرے اسے محبت کہتے ہیں (الذريعة إلى مكارم الشريعة/ص256)۔اور ہروی کے بقول : "المحبَة: تعلق القلب بين الهمة والأنس، فِي البَذْل وَالمنْع على الإِفْرَاد دل کا محبت کرنے والے کی ہمت اورمحبوب کی خالص انسیت کے مابین معلق ہونا محبت ہے۔(منازل السائرین/ص88)۔

محبت کی قسمیں:

محبت کی بنیادی طور پر دو قسمیں ہیں: خاص محبت۔عام (یا مشترک) محبت۔خاص محبت: اس کی دو قسمیں ہیں: شرعی محبت اورحرام اورناجائز محبت۔شرعی محبت:اس کی چند قسمیں ہیں:

اللہ تعالی سے محبت:

یہ محبت واجب ترین محبت ہے،کیونکہ یہ دین کی اصل ہے اوراس کے بغیر ایمان مکمل نہیں ہوتا، جب کسی کے اندر

اللہ کی محبت کامل ہوتو اس کا ایمان مکمل ہوتا ہے اورتو حید کی تکمیل ہوتی ہے جس کے اندر اس محبت میں نقص یا خرابی ہو اس کی توحید بھی ناقص ہوتی ہے، اللہ تعالی ارشادفرماتا ہے: (وَمِنَ النَّاسِ مَن يَتَّخِذُ مِن دُونِ اللَّهِ أَندَادًا يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ اللَّهِ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِّلَّهِ) (سورة البقرہ165/) (بعض لوگ ایسے ہیں جو اوروں کو اللہ کا شریک ٹھہرا کران سے ایسی محبت رکھتے ہیں، جیسی محبت اللہ سے ہونی چاہئے۔ اور ایمان والے اللہ کی محبت میں بہت سخت ہوتے ہیں)۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت بھی دین کے واجبات میں سے ہے کیونکہ اس کے بغیر بھی دین مکمل نہیں ہوتا۔ انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: "لا يؤمن أحدكم حتى أكون أحب إليه من ماله وولده والناس أجمعين"۔ تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک میں اس کے نزدیک اس کی دولت، اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہوجاؤں۔ (صحیح بخاری:15، صحیح مسلم: 44) اس معنیٰ ومستدل کی ڈھیروں روایتیں موجود ہیں۔

انبیاء وصالحین اور مؤمنین سے محبت:

یہ محبت بھی واجب ہے کیونکہ اہل طاعت اور نیک لوگوں کی محبت بھی اللہ کی محبت کو لازم ہے جس کا حکم اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا ہے، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لا تَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ حَتَّى تُؤْمِنُوا، وَلا تُؤْمِنُوا حَتَّى تَحَابُّوا..... تم جنت میں نہیں جاؤ گے، جب تک ایمان نہ لاؤ گے اور ایماندار نہ بنو گے، جب تک آپس میں ایک دوسرے سے محبت نہ رکھو گے۔ (صحیح مسلم:194)۔

حرام محبت:

خاص محبتوں میں سے حرام محبتیں بھی ہیں جیسے معصیت میں کسی سے کوئی محبت کرے یا وہ محبت جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہے بعینہ وہی محبت غیر کے ساتھ کرے، بلکہ ان میں سے بعض آدمی کو شرک جیسے گناہ عظیم میں مبتلا کردیتی ہیں، جس کا بیان اللہ تعالی نے خود قرآن کریم کے اندر کیا ہے کہ مشرکین جس طرح اللہ سے محبت کی جاتی ہے اسی طرح غیر اللہ سے کرتے ہیں، وہ غیر اللہ کی عبادت کرتے ہیں ان کو اللہ کا شریک ٹھہراتے ہیں اوران سے استغاثہ وفریاد کرتے ہیں، جو اللہ رب العزت کے لیے خاص ہے دراصل وہ محبت اور تعظیم میں انہیں اللہ کا شریک ٹھہراتے ہیں، ارشاد فرماتا ہے:

(وَمِنَ النَّاسِ مَن يَتَّخِذُ مِن دُونِ اللَّهِ أَندَادًا يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ اللَّهِ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِّلَّهِ) (سورة البقرة:165) (بعض لوگ ایسے ہیں جو اوروں کو اللہ کا شریک ٹھہرا کران سے ایسی محبت رکھتے ہیں، جیسی محبت اللہ سے ہونی چاہئے۔ اور ایمان والے اللہ کی محبت میں بہت سخت ہوتے ہیں)۔

اور بعض حرام محبتیں شرک تو نہیں ہوتیں لیکن وہ بھی حرام اور ممنوع ہیں، جیسے آل واولاد، مال ودولت اور تجارت ونوکری سے اتنی محبت کرتا ہو کہ انہیں اللہ کے واجب

کردہ امور جیسے ہجرت، جہاد اور دیگر فرائض وواجبات پر ترجیح دے، اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے:

(قُلْ إِن كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ اقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسَاكِنُ تَرْضَوْنَهَا أَحَبَّ إِلَيْكُم مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُوا حَتَّىٰ يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ)(سورۃ التوبۃ:24)

(آپ کہہ دیجئے کہ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارے خاندان اور تمہارے کمائے ہوئے مال اور وہ تجارت جس کی کمی سے تم ڈرتے ہو اور وہ حویلیاں جنہیں تم پسند کرتے ہو اگر یہ تمہیں اللہ سے اور اس کے رسول سے اور اس کی راہ میں جہاد سے بھی زیادہ عزیز ہیں، تو تم انتظار کرو کہ اللہ تعالی اپنا عذاب لے آئے۔ اور اللہ تعالی فاسقوں کو ہدایت نہیں دیتا)۔

عام (یا مشترک) محبت:

اس میں کئی طرح کی محبتیں ہیں:

عمومی جائز محبت: جیسے کسی آدمی کی کسی اچھی خصلت سے متاثر ہوکر یا کسی پسندیدہ شے سے محبت کرنا۔

طبعی وفطری محبت: مثلاً آدمی اپنے نفس کے میلان کے مطابق کرتا ہے جیسے: بھوکے کا کھانا سے، پیاسے کا پانی سے اور اس کے علاوہ انسان کا حسب ضرورت وچاہت محبت کرنا۔

عطف ورحم والی محبت: جیسے باپ اور ماں کا بیٹے سے وغیرہ وغیرہ۔ انس والفت والی محبت: جیسے کسی بھی فن وحرفت، علم، تجارت یا سفر میں شریک لوگوں کے ساتھ محبت۔

محبت اور عشق کا فرق:

محبت کے لیے عشق کا لفظ بھی استعمال کیا جاتا ہے، جوکہ حد سے بڑھی ہوئی محبت کا متبادل ہے۔ عربی میں عشق کو **إدمان في الحب** سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے۔ ادمان کا مطلب کسی چیز کا عادی ہونا ہوتا ہے یعنی آدمی جب کسی شے کے دام میں گرفتار ہوتا ہے تو اس سے جی چھڑانا مشکل ہی نہیں بسا اوقات ناممکن ہوجاتا ہے۔ یہ کہا جائے کہ عشق محبت کا افسانوی اور خیالی اور بھٹکا ہوا نام ہے تو بے جا نہ ہوگا۔ لفظ عشق عربی کے عَشِقَ سے بنا ہے جس کا معنیٰ ہوتا ہے اس کا دل ہوی وخواہشات سے متعلق ہوگیا چنانچہ محبت میں افراط کو عشق کہا جاتا ہے۔ اسی طرح عشق کا مطلب گہری چاہت اور فرط محبت بھی بیان کیا جاتا ہے۔ عشق کی ایک تعریف یہ کی جاتی ہے: عفت وفحاشی دونوں حالتوں میں محبت کرنے والے کا محبوب کے لیے پسندیدگی۔ (دیکھئے: روضة المحبين ونزهة المشتاقين لابن القيم/ ص: 21) عشق کی ایک تعریف یہ بھی ہے: **الإغرام بالنساء والإفراط في المحبة** عورتوں پر فریفتہ ہونا اور محبت میں حد سے گزر جانا۔ (**الفروق اللغوية/99، المعجم الوسيط، المصباح المنير**)۔

عشق کی ایک تعریف یہ بھی کی جاتی ہے کہ: عشق ایک وہمی بیماری ہے جو آدمی اپنی فکر وذہن کو کسی خوبی کی اچھائی یا استحسان پر مرکوز کرکے اسے اپنے اوپر طاری کرلیتا ہے۔ اسی طرح عشق ایک لالچ ہے جو دل میں پیدا ہوتی ہے جوں جوں وہ لالچ مضبوط ہوتی جاتی ہے بڑھتی جاتی ہے بسا اوقات وہ غم اضطراب کی حد کو پہنچ جاتی ہے، اور عاشق اس کی

وجہ سے یا تو خودکشی کر لیتا ہے یا مرجاتا ہے کبھی کبھی یہ بھی ہوتا ہے کہ اپنے معشوق کو دیکھ کر فرط خوشی سے مرجاتا ہے، کچھ لوگ کہتے ہیں کہ وہ معشوق کے عیوب سے اندھا ہوتا ہے۔(دیکھئے :روضة المحبين ونزهة المشتاقين لابن القيم/ ص: 22-21، نیز ص: -99 100)۔ مطلب عشق زندگی کے لیے خطرناک تو ہوتا ہی ہے انسان کی عقل وخرد کو بھی متاثر کر دیتا ہے، غالب کا مشہور شعر ہے:

خط لکھیں گے گرچہ مطلب کچھ نہ ہو
ہم تو عاشق ہیں تمہارے نام کے
عشق نے غالب نکما کر دیا
ورنہ ہم بھی آدمی تھے کام کے

اور اکبر الہ آبادی کا شعر ہے:

عشق نازک مزاج ہے بے حد
عقل کا بوجھ اٹھا نہیں سکتا

اور میر تقی میر کا شعر ہے:

کیا کہوں تم سے میں کہ کیا ہے عشق
جان کا روگ ہے بلا ہے عشق

متنبی کا ایک شعر ہے:

وما العشق إلا غرّة وطماعة
يعرّض قلب نفسه فيصاب

عشق تو صرف دھوکہ اور لالچ ہے، کوئی دل خود کو یہ روگ لگاتا ہے اور پھر بیمار ہوجاتا ہے۔ شہاب الدین نویری وفات 733 ھ نے اپنی کتاب نهاية الأرب في فنون الأدب (2/ 130) کے اندر محبت اور عشق کا فرق بیان کرتے ہوئے لکھا ہے: **قالوا: المحبة جنس، والعشق نوع. فإن الرجل يحب أباه وأمه، ولا يبعثه ذلك على تلف نفسه، بخلاف العاشق"** ۔ کہتے ہیں کہ محبت جنس ہے اور عشق نوع۔ آدمی اپنے ماں باپ سے محبت کرتا ہے جو اسے اتلاف نفس پر نہیں ابھارتا برخلاف عاشق کے۔ لفظ عشق نے مشرقی تہذیب کی شفافیت و پاکیزگی کو آلودہ کرنے میں بہت بڑا کردار ادا کیا ہے۔ اسی طرح دین کے نام پر عقائد واعمال کو بگاڑ کر صحیح دین اور صراط مستقیم سے لوگوں کو دور کرنے میں بھی اس کا بہت بڑا ہاتھ ہے۔ گرچہ یہ لفظ صدیوں پرانا ہے، لیکن معاشرہ و مذہب اور علوم وفنون پر بعد کے زمانوں میں حملہ آور ہوا ہے۔ جب سے اس لفظ کو تصوف وفنا کے نام پر دین میں داخل کرنے کی کوشش کی گئی اس نے مسلم امت کے ایک بڑے طبقے کو فرائض وواجبات اور توحید وسنت سے دور کر کے شرک وبدعات اور خرافات میں دھکیل دیا ہے۔ اس لفظ نے پاکیزہ شاعری کو جب سے اپنی زد میں لیا ہے اسے غزلیات کے نام پر جادۂ حق سے بھٹکا دیا ہے۔ افسانوں، ڈراموں اور رومانس وشہوت پر مبنی کہانیوں کی بنیاد ہی عشق پر ہے، جس نے ادبی مواد کو بھی اساطیری وشہوانی افسانوں اور کہانیوں سے مل کر جنسی جذبات کے ہیجان میں بہت بڑا کردار ادا کیا ہے۔ نئے دور میں اس لفظ نے محبت، مودت، پیار، الفت، چاہت، انسیت، خواہش، پریم اور دوستی جیسے معروف ومتداول اور اور عام اصطلاحات میں یک گونہ بے حیائیوں سے پاک الفاظ اور ان کے مفاہیم کو بھی مکدر کر دیا ہے۔ اس لفظ کے لیے انگریزی زبان میں مختلف اصطلاحات رائج ہیں،

جیسے: love, flirt, affection, crush, infatuation وغیرہ۔ حالانکہ ان الفاظ کے اندر لفظ عشق کے ساتھ ساتھ ان میں سے بعض کے کچھ دوسرے لغوی معانی بھی ہیں مگر محبت اور اس سے متقارب ومترادف معانی میں استعمال کی وجہ سے عام طور پر عشق کے اظہار کے لیے ان کا استعمال عام ہے، جیسے : فتنے میں پڑنا، غم وعشق سے دیوانہ ہوجانا، قدم متزلزل ہونا، جنون، سحر، شغف، ہوس، شیفتگی، فریفتگی، زیادتی غم سے نیم پاگل ہوجانا، عقل وہوش زائل ہوجانا، شدت عشق سے پریشان وحواس باختہ ہونا، عشق ومحبت، گرویدگی، غم جاناں، خوف، بدحواسی، بے قراری وغیرہ۔ گویا اس لفظ نے جہاں بھی اپنے قدم جمائے ہیں پورے طور پر محبت کے اصلی تصور کو بدل دیا ہے اور رومانس وشہوت کو عروج عطا کیا ہے۔ حالانکہ اس کے دلدادہ یہ دعوی کرنے سے بھی نہیں چوکتے کہ اس کا استعمال ان کے یہاں پاک جذبے کے لیے ہوتا ہے، لیکن ان کی بات میں کتنی سچائی ہے اس لفظ کی تعریف اس کے مفہوم اور مواقع استعمال سے ہی پتہ چلتا ہے۔

واضح رہے کہ قدیم عربی زبان میں بھی پاک اور نامناسب عشق کا فرق کیا جاتا تھا۔ عشق اور اس کے استعمال واستغراق سے متعلق شہاب الدین نویری متوفی 733ھ نے اپنی کتاب نهاية الأرب في فنون الأدب (جس کا شمار مختلف فنون کے موسوعہ میں ہوتا ہے) کے اندر بہت ہی مفصل بحث کی ہے۔ اسی طرح امام ابن الجوزی کی کتاب ذم الهوی اور روضة المحبين عشق کی ماہیت اور حقیقت سے متعلق مرجع کی حیثیت رکھتی ہے۔

اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے لفظ عشق کا استعمال:

اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور صلحاء واولیاء کے لیے لفظ عشق کا استعمال صوفیہ اور قوالوں کے یہاں عام بات ہے، بلکہ ان کے یہاں یہ لفظ محبت سے زیادہ پرکشش اور متبرک ہے، اس ضمن میں ان کے یہاں مختلف دلیلیں موجود ہیں، جو یا تو ان کے خودساختہ ذہن کی اختراع ہیں یا پھر بعض روایات سے ماخوذ، جن میں زیادہ تر باطل من گھڑت اور موضوع ہیں اگر کوئی روایت معلوم بھی ہے تو اس سے استدلال بے محل اور غیر مناسب ہے۔ اس کے برخلاف سلف وخلف میں محدثین وفقہاء اور علماء اہل سنت کے یہاں اس کی معنوی قباحت کی وجہ سے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اس کا استعمال حرام وممنوع ہے، ذیل میں ہم اس سے متعلق چند وجوہات اور دلیلیں پیش کررہے ہیں :- عشق کی مذکورہ تعریفات کی بنیاد پر یہ بات واضح ہے کہ اس کے اندر وہ معانی پائے جاتے ہیں جن کا استعمال ایک مؤمن لیے زیب نہیں، چہ جائے کہ اسے اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے استعمال کیا جائے، اس کے اندر لالچ، غم، اضطراب، وہم، بیماری، شہوت، فحاشی کی چاہت، رومانس، خودکشی کی خواہش کا پیدا ہونا، بسا اوقات موت کا سبب بننا اور معشوق کے عیوب کا نظر نہ آنا وغیرہ مفاہیم پائے جاتے ہیں جو عشق کے وہ عناصر ہیں جو اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اس کے استعمال سے مانع ہیں۔

لفظ محبت کے اندر پاکیزگی ہے، جبکہ عام بول چال میں بھی لفظ عشق سے ذہن میں رومانس متبادر ہوتا ہے۔ کوئی

بھی آدمی پاکیزہ رشتوں کے لیے صرف اور صرف محبت کا استعمال کرتا ہے، کسی بھی صورت میں ان کے لیے عشق کا استعمال نہیں کر سکتا، جیسے ماں، بہن، بیٹی، خالہ، پھوپھی اور دیگر تمام رشتوں کے لیے۔ بلکہ رشتوں کے علاوہ عام لوگوں کے لیے بھی آدمی جب کسی سے اپنی محبت کا اظہار کرتا ہے تو یہ کبھی نہیں کہتا کہ مجھے تم سے عشق ہے۔ ایک عقلمند اور دیندار آدمی کے لیے یہاں یہ سمجھنا قدرے مشکل نہیں کہ جو لفظ عام وخاص رشتوں میں اور دیگر تعلقات کے اظہار کے لیے گھٹیا اور معیوب سمجھا جاتا ہو اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کیسے مناسب ہو سکتا ہے۔

عشق کے اندر محبت میں افراط پایا جاتا ہے اور اللہ رب العالمین کی طرف کسی بھی چیز میں افراط کی نسبت جائز نہیں ہے۔ امام ابوالعز حنفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: عشق حب مفرط (حد سے زیادہ محبت) ہے جس سے عشق کرنے والے پر ڈر پیدا ہوتا ہے، اللہ رب العزت کو اس سے موصوف نہیں کیا جائے گا اور نہ ہی بندے کو اپنے رب سے محبت کے لیے۔ (شرح العقیدۃ الطحاویۃ: 1/166)۔

عشق کے اندر شہوت کے ساتھ محبت اور چاہت کا مفہوم پایا جاتا ہے، جو کہ کسی بھی طرح اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مناسب نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ پاکیزہ رشتوں کے لیے کبھی بھی اس کا استعمال نہیں کیا جاتا ہے۔

قرآن وحدیث میں جہاں بھی غایت درجہ محبت کا ذکر ہوا ہے عشق کے برخلاف محبت کا لفظ ہی مستعمل ہوا ہے، جیسے مؤمنوں کی اللہ سے محبت۔ جس سے بڑا درجہ دوسری کسی بھی محبت کی نہیں ہو سکتی ہے، بلکہ یہ محبت عین عبادت ہے پھر بھی اس کے لیے حب کا لفظ ہی اللہ تبارک وتعالی نے ذکر کیا ہے، ارشاد فرماتا ہے: (وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِّلَّهِ) (جو صاحب ایمان ہیں وہ اللہ سے بہت زیادہ محبت کرتے ہیں۔ (سورۃ البقرہ/165)۔

اسی طرح اللہ تبارک وتعالی نے اپنے بندوں سے اپنی محبت کا جہاں بھی ذکر کیا ہے اسی لفظ کے ساتھ کیا ہے، فرماتا ہے: (إن الله يحب المحسنين) (سورة البقرہ/195) (اللہ تعالی احسان کرنے والوں سے محبت کرتا ہے)۔ (إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ) (سورة البقرہ/222) (اللہ توبہ کرنے والوں اور پاک رہنے والوں سے محبت کرتا ہے۔) (إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ) (آل عمران/159) (اللہ تعالی توکل کرنے والوں سے محبت کرتا ہے)۔ ان کے علاوہ اور بھی آیتیں ہیں جن میں صرف لفظ محبت کا ذکر ہے۔

کسی انسان کی دوسرے سے خواہش اور حد درجہ فریفتگی کی تعبیر میں بھی اللہ رب العزت نے لفظ محبت ہی کا استعمال کیا ہے، عزیز مصر کی بیوی نے جو یوسف علیہ السلام جیسے پاکباز نفس کو آمادۂ گناہ کرنا چاہا اور آپ نے پاکدامنی کا بے مثال نمونہ پیش کیا، اس خبر کو اللہ رب العزت نے کس اسلوب میں پیش کیا ہے ملاحظہ کریں: (وَقَالَ نِسْوَةٌ فِي الْمَدِينَةِ امْرَأَتُ الْعَزِيزِ تُرَاوِدُ فَتَاهَا عَن نَّفْسِهِ قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا إِنَّا لَنَرَاهَا فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ) (سورة یوسف/30) (اور شہر کی عورتوں میں یہ چرچا ہونے لگا کہ عزیز کی عورت اپنے غلام کو بہلانے پھسلانے میں لگی رہتی

ہے، بے شک اس کی محبت اس کے دل میں بیٹھ گئی ہے، ہم تو اسے صریح گمراہی میں دیکھتے ہیں)۔غور کیجئے محبت، چاہت اور خواہش وشہوت کے اس منزل کو موجودہ فریفتگان عشق کے یہاں کیا نام دیا جا سکتا ہے؟ لیکن رب العزت نے اس کے لفظی ومعنوی اسلوب اور بیان کو ہر طرح کی آلودگیوں سے پاک رکھا ہے۔اسی طرح حدیث کی کتابوں میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں مغیث کا اپنی بیوی بریرہ کے لیے فرط محبت کا تذکرہ ہے، جو مغیث کو چھوڑنا چاہ رہی تھی اور مغیث ان کے پیچھے پیچھے روتے اور آنسو بہاتے جارہے تھے، ان کی داڑھی آنسو سے تر تھی، یہ دیکھ کر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا: "يا عَبَّاسُ، أَلَا تَعْجَبُ مِن حُبِّ مُغِيثٍ بَرِيرَةَ، ومِنْ بُغْضِ بَرِيرَةَ مُغِيثًا"۔ اے عباس آپ کو مغیث کی بریرہ سے محبت اور بریرہ کی مغیث سے نفرت پر تعجب نہیں ہے۔(صحیح بخاری/5283)۔

اس فرط محبت کی تعبیر کے لیے بھی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے محبت کا لفظ ہی استعمال کیا ہے۔- قرآن و حدیث کے نصوص میں لفظ محبت کا استعمال بارہا ہوا ہے جبکہ لفظ عشق کسی بھی صحیح نص میں مذکور نہیں ہے اگر کسی روایت میں اس کا ذکر ہے بھی تو وہ موضوع اور من گھڑت ہے۔ حالانکہ بعض روایتوں کو بعض محققین نے صحیح یا حسن کے درجے کا قرار دیا ہے، پھر بھی ان روایتوں سے اس لفظ کا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے استعمال درست اس لیے نہیں ہے کہ جن معانی میں ان کا استعمال ہوا ہے اللہ اور رسول کے لیے قطعا غیر مناسب ہے۔آیئے ان میں سے کچھ روایات کا مختصر اجائزہ لیتے ہیں:

(1)۔ "من عشق فعف فكتم فمات فهو شهيد" جس نے عشق کیا پھر پاکدامنی اختیار کی اور چھپایا پھر مرگیا تو وہ شہید ہے۔(دیکھئے: المجروحین لابن حبان (1/349) تاريخ بغداد (5/156، 262و 6/50-51)المنار المنيف: 139 /1، سلسله ضعيفه409/، ضعيف الجامع5697/، 5698، تاریخ دمشق:195/ 43)۔اس روایت کو ان الفاظ کے علاوہ مختلف محدثین نے اپنی کتابوں میں عبداللہ بن عباس اور عائشہ رضی اللہ عنہم سے مختلف الفاظ کے ساتھ ذکر کیا ہے:- "مَنْ عَشِقَ فَكَتَمَ،وَعَفَّ فَمَاتَ،فَهُوَ شَهِيدٌ" جس نے عشق کیا پھر چھپایا اور پاکدامنی اختیار کی اور پھر مرگیا تو وہ شہید ہے۔(تاریخ بغداد:13/183)۔- "مَن عَشِقَ فعفَّ فماتَ فهوَ شَهيدٌ ۔(العلل المتناهية :2/771)۔ من عشق فعف فكتم فمات، مات شهيداً "۔ (الجامع الکبیر للسیوطی 3795/)

"من عشق فعف ثم مات مات شهيدا"۔ (دیکھئے: تاریخ بغداد:14/501، الجامع الصغیر:12472)

"مَنْ عَشِقَ وَكَتَمَ وَعَفَّ وَصَبَرَ غَفَرَ اللهُ لَهُ وَأَدْخَلَهُ الْجَنَّةَ ۔جس نے عشق کیا اور چھپایا اور پاکدامنی اختیار کی اور صبر کیا تو اللہ تعالی اس کی مغفرت کرے گا اور اسے جنت میں داخل کرے گا۔(الجامع الکبیر للسیوطی 3796/)۔

(جاری)

بھائی عزیر شمس کی یاد میں

عبداللہ سعود

زیر نظر تحریر محترم ناظم اعلی فضیلۃ الشیخ عبداللہ سعود صاحب سلفی حفظہ اللہ کا وہ صدارتی خطاب ہے جو انہوں نے جمعیۃ الاصلاح علی گڑھ کے زوم پر ۸/ نومبر ۲۰۲۲ء کے سمینار میں پیش فرمایا تھا۔ افادہ عام کی غرض سے اسے ہدیہ قارئین کیا جارہا ہے۔

الحمدللہ والصلاۃ والسلام علی رسول اللہ و علی من والاہ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اللہ رب العالمین آپ سب کو جزائے خیر دے کہ (علمی ناقدری کے) اس دور میں اللہ رب العالمین کی توفیق سے ہم لوگ ایک علمی شخصیت کے علم کی قدر کرنے کے لئے اکٹھا ہوئے ہیں۔

(حقیقت میں اگر دیکھا جائے تو) عزیر شمس کے پاس اگر علم نہ ہوتا تو وہ کچھ نہیں تھے۔ لیکن یہ اللہ تعالی کا کرم ہے کہ جو کچھ اللہ کی توفیق سے ہو سکا انہوں نے کیا اور ایک (قابل رشک) کامیاب زندگی گزار کر دنیا سے دار بقاء کی طرف چلے گئے۔

ہمارے ساتھی عزیر شمس منفرد شخصیت کے حامل تھے، طالب علمی کے زمانہ سے لے کر آخری سانس تک کبھی بھی پیچھے مڑ کر انہوں نے نہیں دیکھا، آخری سانس تک علم کے پیاسے رہے، حصول علم میں ظاہری شکل وصورت پر کبھی زیادہ فکر نہ کی، بولتے تو دل سے بولتے، کسی موضوع پر گفتگو کرتے تو لگتا کہ یہی ان کا تخصص ہے، معلومات کا خزانہ تھے، جزئیات بالکل ازبر تھے، ہر فن کے مراجع اور ماہرین فن کی معلومات وہ بھی تاریخ پیدائش اور تاریخ وفات کے ساتھ، وہ سادہ لوح، خوش مزاج اور علم کی فراہمی میں فراخ دل تھے، کبھی پس وپیش میں نہ پڑتے۔ کیا عرب اور کیا عجم جو بھی ان سے ملا ان کے علم و یادداشت کی تعریف کیے بنا نہ رہا۔ مجھے خوشی ہے کہ میں ایسے عالم دین کا ساتھی ہوں، اللہ تعالی ان کو جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔

انہوں نے مکہ مکرمہ میں لمبی عمر علم وتحقیق میں گزاری اور اسی سرزمین پہ وہاں کی قبرستان المعلاۃ میں سپرد خاک ہوئے۔

میں جب بھی مکہ مکرمہ جاتا تھا، ہماری ان سے ملاقات ہوتی تھی، کبھی ان کے گھر پر یا کبھی وہ خود مجھ سے ملنے میرے ڈیرے پر آجاتے تھے۔ کبھی ہم لوگ حرم میں بھی ملتے تھے۔

آخری بار گزشتہ رمضان مکہ مکرمہ میں ان سے ملا تھا یہ شاید اپریل کا مہینہ تھا وہ مجھ سے ملنے ہوٹل آئے، دو گھنٹے تک ہم مختلف مسائل پر تبادلۂ خیال کرتے رہے۔

آپ سب جانتے ہیں کہ پہلے وہ دار عالم الفوائد للنشر والتوزیع کے موظف تھے اور شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ

اللہ کے نوادر مخطوطات پر تحقیق کا کام کرتے تھے، اس کے لئے کئی ملکوں کی بڑی بڑی لائبریریوں کا دورہ بھی کیا تھا۔

شیخ عزیر شمس کو اپنے مادر علمی مرکزی دار العلوم جامعہ سلفیہ بنارس کی ترقی کی بہت فکر رہا کرتی تھی، میں بھی ان سے مشورہ لیا کرتا تھا، گزشتہ چند سالوں میں جب جامعہ سے چھوٹے طلبہ (حفظ، متوسطہ، ثانویہ کے) کو دوسری بلڈنگ میں منتقل کر کے کلیات کا اضافہ ہوا تو وہ بہت خوش تھے۔ اللہ کا شکر ہے کہ جامعہ میں ہر ناحیے سے بہتری آئی ہے، میری آخری میٹنگ میں اساتذہ کرام سے متعلق گفتگو ہو رہی تھی، میں نے اساتذہ کرام کو بتایا کہ شیخ عزیر سے میں نے کہا کہ دار عالم الفوائد بند ہو چکا ہے عزیر! کیا کر رہے ہو، جامعہ میں ضرورت ہے جامعہ آجاؤ، انہوں نے مجھ سے ایک شرط رکھی کہ اپنے ساتھی صلاح الدین کو بلا لو میں بھی جامعہ آجاؤں گا۔ ان شاء اللہ۔ شیخ صلاح الدین صاحب کو میں نے جامعہ کا ممبر بنایا۔ وہ پہلی بار جامعہ کی مجلس منتظمہ کی میٹنگ میں آئے تھے۔ جس روز صلاح الدین صاحب آئے تھے اسی روز میٹنگ کے لئے (گھر سے جامعہ) جا رہا تھا کہ خبر ملی کہ عزیر شمس کی وفات ہوگئی ہے، میں نے ان کو فوراً فون لگایا ایک بار دو بار تین بار فون لگایا لیکن جواب نہیں ملا، میٹنگ کا وقت ہو رہا تھا میں جامعہ چلا گیا اور کہا کہ ان کو اللہ تعالیٰ نے بلا لیا ہے۔ اللہ رب العالمین ان کو اپنی رحمت میں جگہ دے۔

جامعہ سلفیہ بنارس میں (عالمیت کرنے کے بعد) فضیلت میں طلبہ نہیں رک رہے تھے، میں نے اس تعلق سے کافی غور و خوض کیا اور سوچا کہ جامعہ کو کیسے ترقی دی جائے؟ پھر جامعہ میں کلیات (کلیۃ الحدیث، الشریعۃ، الدعوہ) کے درجات کھولنے کے بارے میں سوچنے لگا۔ اس کے بعد میں نے اساتذہ کرام سے اس سلسلے میں بہت سی میٹنگیں کیں کہ جامعہ میں تینوں کلیات کا نفاذ نیز اس کا نصاب کیسا ہونا چاہیے۔ مجھے یاد ہے کہ جب اولڈ بوائز کی میٹنگ ہوئی تھی تو عزیز شمس بھی جامعہ آئے تھے اور دکتور وصی اللہ عباس صاحب بھی آئے تھے اور اصغر صاحب بھی موجود تھے تو کلیات کے لیے جو نصاب تعلیم مرتب ہوا تھا، سب سے مشورہ لیا اور مشورہ لینے کے بعد اس پر عمل کیا گیا۔ اللہ کا شکر ہے کہ جامعہ میں تعلیم پہلے سے بہتر ہو رہی ہے، نیز میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ شیخ عزیر شمس رحمہ اللہ نے جو کچھ بھی مشورہ دیا اور کہا وہ ہم تمام لوگوں کے لیے مثالیں ہیں۔ یہ جو شیخ عزیز شمس کے ساتھ ہماری میٹنگ ہوئی تھی تعلیم سے متعلق بھی، اساتذہ سے متعلق بھی، ماحول سے متعلق بھی، تو انہوں نے مجھ سے کچھ باتیں جامعہ کے انتظامی امور کے سلسلہ میں کہنی شروع کیں، بات شروع ہی کی تھی کہ میں نے کہا عزیر آپ نے کتنے ادارے کو چلایا ہے، انہوں نے کہا کہ اس میں مجھے کوئی تجربہ نہیں ہے، پھر خاموش ہوگئے، اور مجھ سے انتظامی امور سے متعلق کوئی سوال نہیں کیا، اور (یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ) ہم لوگوں کی یہ عادت ہے کہ جو معاملہ ہم سے متعلق نہیں ہوتا ہے اس میں ہم ٹانگ اڑاتے ہیں، میں تمام لوگوں سے کہتا ہوں چاہے استاذ ہوں، یا ذمہ دار ہوں کہ ہمارے اوپر بھی ایک ذمہ داری ہے، ہمارا ملک کس دور سے گزر رہا ہے یہ کوئی ڈھکی چھپی چیز نہیں ہے، اس وقت ہمارے نزدیک سب سے قیمتی چیز جو ہے وہ ہمارا ایک ایک لمحہ اور ایک ایک منٹ ہے، ہم جس منصب پر ہوں

چاہے ذمہ دار ہوں یا اساتذہ ہوں یا طالب علم، ہر ایک کو اس کے بارے میں اللہ کے یہاں جواب دینا ہوگا۔

اگر ہم اس طرح سے زندگی گزارتے رہیں کہ یہ تو فلاں کا کام ہے، ہم کیا جانیں، تو ہماری قوم کا کیا حال ہوگا؟ ہم سب کو اپنے مستقبل کی فکر کرنی چاہیے۔

یہ بتانے کی ضرورت نہیں ہے، ہم تو کہا کرتے ہیں کہ یہودیوں کو دیکھو، وہ اس وقت سب سے زیادہ منظم اور تعلیم یافتہ ہیں، اور دنیاوی اعتبار سے سب سے زیادہ بلندی پر ہیں۔

میں اپنے بھائیوں سے کہنا چاہتا ہوں کیا ہم پر کوئی ذمہ داری نہیں، کیا ہم عالم ہونے کی حیثیت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وارث نہیں ہیں؟ کیا ہم پر یہ فرض نہیں ہے کہ ہم اپنی قوم کو آگے بڑھائیں؟

جامعہ سلفیہ بنارس میں پیسے کی دقت بہت آتی ہے، آج سے تین مہینے پہلے میں نے اپنے بچوں کے سامنے کھڑے ہوکر اعلان کیا تھا کہ جب فصل ثانی کی تعلیم شروع ہوگی تو یکم اکتوبر سے سب کو فیس دینی پڑے گی اور اس پر الحمد للہ بچے راضی بھی نظر آئے، لیکن میں نے فیس نہیں لگائی۔

اسی طرح بہت سارے ہمارے جامعہ کے فارغین ہیں جنہوں نے ہمیں لاکھوں روپئے یہ کہتے ہوئے دیئے کہ شیخ یہ رکھ لیجیے، ہم جو کچھ بنے ہیں جامعہ ہی سے بنے ہیں، جامعہ نے مجھ پر بہت خرچ کیا تھا یہ میرے اوپر جامعہ کا قرض ہے، اس کو آپ جامعہ میں لگا دیجیے۔

ہم بارہا کہہ چکے ہیں کہ جامعہ کا جو طالب علم غیر مستطیع ہے وہ درخواست دے اسے باضابطہ پیسہ دیا جائے گا، ذہین ہے آگے کی تعلیم حاصل کرنا چاہتا ہے، تو اس کی مدد کی جائے گی، ان شاء اللہ

ضرورت ہے کہ ہمارے طلبہ تعلیم کے ہر میدان میں آگے بڑھیں، میں آپ کو بتاؤں اس لاک ڈاؤن میں ہمارے جامعہ میں جتنی محنت کی گئی ہے، شاید ہی کسی اور ادارے میں اتنی محنت کی گئی، تعلیم کے معاملے میں، جامعہ کی مرمت کے معاملے، اور نصاب کے معاملے میں 24،25 مرتبہ میں نے اساتذہ کرام سے میٹنگیں کیں ہے، آخر آج ہم لوگ یہی فکر لے کر بیٹھے ہیں کہ مولانا عزیر شمس جامعہ سلفیہ بنارس کے ممتاز فارغ تھے، اب وہ نہیں رہے۔ ضرورت ہے ہر کوئی محنت کرے، آگے بڑھے۔ انہوں نے جو کچھ کیا اللہ ان کو اجر سے نوازے گا۔ ان کی علمی خدمات کو ہمیشہ یاد کیا جائے گا۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

●●●

بحث وتحقیق اور معارف ابن تیمیہ کے ماہر
شیخ محمد عزیر شمس سلفی مدنی مکی رحمہ اللہ حیات وخدمات کے نقوش تاباں

عبدالحکیم عبدالمعبود المدنی

یہ خبر انتہائی المناک اور جان گسل رہی کہ عالم اسلام اور سلفیان ہند کی ایک عظیم علمی وتحقیقی شخصیت شیخ عزیر شمس رحمہ اللہ آج بتاریخ 18 ربیع الاول 1444ھ مطابق 15 اکتوبر 2022ء بروز سنیچر وطن عزیز سے دور سرزمین مکہ مکرمہ میں اللہ کو پیارے ہوگئے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون اللھم اغفر لہ وارحمہ واجعل الجنۃ مثواہ والھم ذویہ الصبر والسلوان۔

آپ کی وفات ملت اسلامیہ ہند اور دنیائے علم وتحقیق کے لئے ایک عظیم خسارہ ہے۔ دراصل اس طرح کی شخصیتیں خال خال وجود میں آتی ہیں جو اپنے پیچھے قوم کے لئے ایک عظیم سرمایہ اور نقش عمل چھوڑ جاتی ہیں، شیخ عزیر شمس رحمہ اللہ کی وفات سے جو خلا پیدا ہوا ہے باری تعالی سے دعا ہے کہ اسے پر فرمادے اور ملت وجماعت کو آپ کا نعم البدل عطا فرمائے۔

شیخ رحمہ اللہ ہندوستان کی معروف شخصیت شیخ الحدیث مولانا شمس الحق سلفی رحمہ اللہ کے فرزند ارجمند تھے، 1956ء میں آپ کی پیدائش ہوئی، آبائی وطن موضع بلکٹوا ضلع مدھوبنی صوبہ بہار، ہندوستان ہے تعلیم کے بعد علمی کاموں اور بحث وتحقیق کے لیے آپ برسوں سے مکہ مکرمہ میں مقیم تھے اور یہیں پر وفات بھی ہوئی، بلا کے ذھین اور فطری صلاحیتوں سے مالامال تھے، 1988ء میں جامعہ سلفیہ بنارس میں میرے داخلے کے بعد سب سے زیادہ جس کے بارے میں بلند علمی حیثیت اور وسعت مطالعہ کا چرچا سنا تو وہ ہمارے ممدوح شیخ عزیر صاحب ہی تھے۔ مدینہ منورہ، مکہ مکرمہ اور دیگر جگہوں پر آپ سے متعدد ملاقاتیں ہوتی رہیں آخری ملاقات جامعہ سلفیہ بنارس کے دارالضیافہ میں دو روزہ اجتماع بعنوان ''مدارس اہل حدیث ہند میں اسلامی عقیدہ کے نصاب کا جائزہ'' ۲۰۱۶ء کی مناسبت سے ہوئی، اس کے بعد آپ سے لاک ڈاؤن کے دوران ٹیلیفون پر بھی گفتگو ہوئی، بڑے جہاندیدہ اور علم وکتابوں کے رسیا تھے، دنیا کے کونے کونے سے ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی مخطوطات اور گمشدہ کتابوں کو تلاش کر کے جمع کرنے اور علمی تخریج وتحقیق کے بعد چھاپنے اور منظر عام پر لانے کے شوقین تھے، ابھی حال میں ابن تیمیہ کی سیرت پر آپکا ایک انسائیکلو پیڈیائی مجموعہ **"الجامع لسیرۃ شیخ الاسلام ابن تیمیہ"** کے نام سے منظر عام پر آچکا ہے اور علمی حلقوں میں دادوتحسین پاچکا ہے۔ **اعلام اھل الحدیث** پر بھی آپ نے بہت کچھ لکھا ہے جسکا تذکرہ کانفرنس کے موقع پر بھی آیا تھا اور لاک ڈاون میں اتصال پر بھی ہوا تھا اس میں کم وبیش آپ نے 500 علمائے اہل حدیث کے تراجم لکھے ہیں۔

ادھر کئی سالوں سے آپ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے دنیا بھر میں پھیلے ہوئے مخطوطات کو مرتب کر رہے تھے جن

کی کم وبیش آٹھ جلدیں اب تک شائع بھی ہو چکی ہیں، باقی کے اصحاب علم وفن منتظر ہیں ۔ابھی حال میں آپ سے ٹیلیفونک اتصال کا ارادہ تھا تا کہ حیات وخدمات پر کچھ بالمشافہ جانکاری لی جا سکے مگر کسے معلوم تھا کہ قضا جلد آ جائیگی اور ہم یاس ومحرومی کے شکار ہو جائیں گے۔

الغرض شیخ رحمہ اللہ علم کا ایک چلتا پھرتا انسائیکلو پیڈیا تھے اور کبار علماء ہند کے ساتھ ابن تیمیہ کے علوم ومعارف کے سچے امین ونگہبان تھے۔اب آپ اس دنیا میں نہ رہے مگر آپکا علمی سرمایہ زندہ رہیگا اور آپ کے لئے تا ابد صدقہ جاریہ شمار ہوگا۔ذیل میں آپکی سوانح اور خدمات واعمال کے متعلق تفصیلی معلومات پیش خدمت ہیں، امید کہ قارئین کے لئے مفید ونفع بخش ہوگا۔

نام ونسب:

شیخ محمد عزیر شمس سلفی مدنی مکی بن شیخ الحدیث مولانا شمس الحق سلفی بن مولانا رضاء اللہ دربھنگوی۔

پیدائش:

آپ کی ولادت صالح ڈانگہ ضلع مرشد آباد (مغربی بنگال، ہندوستان) میں ہوئی جہاں آپ کے والد صاحب مدرس تھے ۔ صحیح تاریخ ولادت /11 جمادی الاولی 1376ھ مطابق /15 دسمبر 1956ء ہے، البتہ کاغذات میں یکم اپریل 1959ء درج ہے۔بعض مقالہ نگاروں نے 1957ء بھی ذکر کیا ہے مگر صاحب البیت ادری بما فیہ کے مطابق 1956ء ہی راجح ہے۔

خاندانی پس منظر:

آپ کے آباء واجداد ضلع مدھو بنی صوبہ بہار مقام دیودھا کے قریب "بلکٹوا" گاؤں کے رہنے والے تھے اوراصلا زراعت پیشہ کسان تھے البتہ گھرانہ دینی وعلمی تھا۔ کیونکہ آپ کے دادا مولانا رضاء للہ دربھنگوی (متوفی 1941ء) علاقہ مدھو بنی و دربھنگہ کے مشہور ومعروف عالم تھے،اسی طرح آپکے والد مولانا شمس الحق سلفی (متوفی 1986ء) خود ایک نامور مدرس اور متعدد مدارس وجامعات میں شیخ الحدیث کے منصب پر فائز تھے اور چچا مولانا عین الحق سلفی (متوفی 1982ء) بھی عالم دین تھے اور اس طرح پورے خاندان کا علاقے میں تعلیم اور دعوت کی وجہ سے اچھا اثر ورسوخ تھا۔اور غالبا علم وایمان کی یہ ساری برکتیں آپکے گھرانے کو آپکے نانا مولانا عبدالرحیم بیربھومی (متوفی 1960ء) کی وجہ سے ملی تھیں جو وقت کے قافلہ سالار میاں سید نذیر حسین محدث دہلوی کے شاگرد تھے اور اس خطے کے مشہور ومعروف عالم دین تھے۔اور اس طرح علم وعمل تبلیغ ودعوت اور دین پسندی اور اتباع سنت سے معمور اس علمی خانوادے میں آپ نے جنم لیا جہاں بچپن سے قرآن وحدیث کے ساتھ بحث وتحقیق اور علم وعلماء سے محبت اور اسکی نشر واشاعت کے چرچے سنے اور پھر اللہ کی توفیق اور مدد سے اسی راہ کے مسافر بن گئے، شیخ الحدیث مولانا شمس الحق سلفی صاحب رحمہ اللہ کی شاگردی اور انکا زمانہ تو ہمیں نہ ملا البتہ انکے بعض شاگردوں کا بیان ہے کہ آپ اپنے بیٹے عزیر کے بارے میں بڑے اعتماد سے کہا کرتے تھے کہ بڑا ہوکر یہ میرے نقش قدم پر چلے گا اور میرا نام روشن کریگا، اللہ کی مرضی اور باپ کے دل کی آواز کہ آج بیٹے نے باپ کا ہی نہیں اپنے وطن ہندوستان کا، ہم سلفیان برصغیر کا، پوری

جماعت اہل حدیث اور مادر علمی جامعہ سلفیہ بنارس کا اور ابن تیمیہ وابن قیم کے شیدائیوں کا نام پوری دنیا میں روشن کر دیا۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء

تعلیمی مراحل:

ابتدائی تعلیم گھر پر والدین سے حاصل کرنے کے بعد درجہ پنجم اور فارسی ادنی تک مدرسہ فیض عام مئوی 1962ء سے 1966ء تک حاصل کی (چونکہ آپکے والد اس وقت یہاں مدرس تھے۔)

اس کے بعد 1967ء میں اپنے والد صاحب کے ساتھ در بھنگہ بہار آ گئے اور عربی کی پہلی جماعت دار العلوم احمد یہ سلفیہ در بھنگہ میں مکمل کی ۔ بعدہ والد صاحب کے در بھنگہ سے مستعفی ہوکر 1968ء میں مرشد آباد جانے کی وجہ سے مدرسہ دار الحدیث بیل ڈانگہ، مرشد آباد میں دوسری جماعت مکمل کی۔

1969ء میں جب آپکے والد صاحب جامعہ سلفیہ بنارس آ گئے تو تیسری اور چوتھی جماعت جامعہ رحمانیہ میں اور اسکے بعد 1970ء میں جامعہ سلفیہ بنارس میں داخل ہوئے یہاں عالمیت کے چار سال اور فضیلت کے دو سال مکمل کر کے 1976ء میں ممتاز نمبرات سے فراغت حاصل کی۔

درمیان میں ایک ڈیڑھ سال دہلی ،لکھنؤ ،کلکتہ ، پٹنہ وغیرہ کی سیر کے ساتھ یہاں کی لائبریریوں سے بھر پور استفادہ کیا ،اور متعدد علمی شخصیات سے ملاقاتیں بھی کیں ، بالخصوص خدا بخش لائبریری پٹنہ میں تو کوئی ماہ تک رہ کر یہاں موجود مخطوطات سے فائدہ اٹھانے کے ساتھ اس کی فہرست سازی بھی کی۔

فروری 1978ء میں جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ سے منظوری ملی چنانچہ یہاں چار سال رہ کر 1981ء میں کلیۃ اللغۃ العربیۃ سے لیسانس (بی۔اے) کی ڈگری ممتاز اور اعلی نمبرات سے حاصل کی۔

ماجستیر (ایم اے) کے لیے جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ اور ام القریٰ یونیورسٹی مکہ مکرمہ دونوں جگہ داخلہ ملا تھا۔ آپ نے ام القریٰ یونیورسٹی کا انتخاب کیا اور یہیں سے 1985ء میں ماجستیر کی ڈگری حاصل کی۔ ماجستیر میں آپ کے رسالے کا عنوان تھا: **"التأثير العربي في شعر حالي ونقده"**۔ اس مقالے میں مسدس حالی کا آپ نے عربی میں ترجمہ بھی کیا تھا۔

دکتوراہ یعنی پی ایچ ڈی کے لئے بھی آپ نے جامعہ ام القری میں داخلہ لیا، موضوع تھا **"الشعر العربي في الهند: دراسة نقدية"**۔ رسالہ تیار تھا مگر 1990ء میں مشرف (سپروائزر) سے کچھ اختلاف ہو گیا، جس کے سبب رسالے کا مناقشہ نہ ہو سکا۔

مشاہیر اساتذہ:

ہندوستان کی متعدد درسگاہوں اور سعودی عرب کی دو مشہور یونیورسٹیوں میں تعلیم پانے کی وجہ سے آپکے اساتذہ کرام کی ایک لمبی فہرست ہے ذیل میں ان کے اسماء گرامی درج ہیں۔ آپکے ہندوستانی اساتذہ میں

۱۔ آپ کے والد مولانا شمس الحق سلفی

۲۔ آپکے چچا مولانا عین الحق سلفی

۳۔ مولانا نور عظیم ندوی (اکرھرا والے)

۴۔ مولانا محمد رئیس ندوی

۵۔ مولانا محمد ادریس آزاد رحمانی
۶۔مولانا عابد حسن رحمانی
۷۔ مولانا عبدالمعید بنارسی
۸۔ مولانا عبدالوحید رحمانی
۹۔ مولانا عبدالسلام رحمانی (بونڈیھار)
۱۰۔ مولانا عزیز احمد ندوی
۱۱۔ مولانا قرۃ العین اعظمی
۱۲۔مولانا عبدالسلام طیبی
۱۳۔ مولانا عبدالسلام بن ابی اسلم مدنی (ٹکریا)
۱۴۔مولانا عبدالرحمن لیثی
۱۵۔ مولانا صفی الرحمن مبارک پوری
۱۶۔مولانا انیس الرحمن اعظمی
۱۷۔ مولانا عبدالحنان بستوی
۱۸۔ شیخ ہادی الطالبی۔ یہ ایک عرب استاد تھے جو جامعہ سلفیہ بنارس میں مدرس تھے۔
۱۹۔ماسٹر منظور احمد
۲۰۔ماسٹر آفتاب
۲۱۔ماسٹر شمس الدین. اور جامعہ اسلامیہ (مدینہ منورہ) کے اساتذہ و معلمین میں
۲۲۔ڈاکٹر عبدالعظیم علی الشناوی
۲۳۔عزالدین علی السید
۲۴۔احمد السید غالی
۲۵۔محمد قناوی عبداللہ
۲۶۔محفوظ ابراہیم فرج
۲۷۔عبدالعزیز محمد فاخر
۲۸۔ابراہیم محمد عبدالحمید ابوسکین
۲۹۔محمد احمد العزب
۳۰۔احمد جمال العمری
۳۱۔صالح احمد بیلو
۳۲۔طٰہ ابوکریشہ
۳۳۔محمد بیلو احمد ابوبکر
۳۴۔عباس محجوب
۳۵۔عبدالباسط بدر
۳۶۔علی ناصر فقیہی
۳۷۔شیخ جبران
اور جامعہ ام القریٰ (مکہ مکرمہ) کے اساتذہ میں:
۳۸۔ڈاکٹر حسن محمد باجودہ
۳۹۔محمود حسن زینی
۴۰۔عبدالحکیم حسان۔
۴۱۔ڈاکٹر احمد مکی الانصاری
۴۲۔علی محمد العماری
۴۳۔عبدالعزیز الکفراوی
۴۴۔لطفی عبدالبدیع
۴۵۔عبدالسلام فہمی
۴۶۔نعمان امین طٰہ
۴۷۔عبدالعزیز کشک۔وغیرھم جیسے عباقرہ ومشاہیر کے نام شامل ہیں۔

رفقاء درس:

آپ کے ہم سبق ساتھی مولانا عبدالحکیم دین محمد سلفی گھاٹ کوپر ممبئی اس بابت اپنے ایک واٹس ایپ میسیج میں

رقمطراز ہیں کہ: شیخ عزیر جامعہ سلفیہ بنارس کے درجہ فضیلت میں میرے ہم سبق اور کلاس فیلو تھے سن 1976ء میں ہم مندرجہ ذیل ساتھیوں نے جامعہ مذکورہ سے سند فضیلت حاصل کی۔

۱۔ڈاکٹرعزیرشمس مدنی
۲۔صلاح الدین مقبول مدنی
۳۔ ڈاکٹر عبدالقیوم محمد شفیع مدنی
۴۔ ڈاکٹر بدرالزماں مدنی نیپالی
۵۔ عبداللہ سعود ناظم جامعہ سلفیہ بنارس
۶۔ شیخ شہاب اللہ مدنی دبئی
۷۔شیخ عبدالقدوس مدنی استاذ جامعہ محمدیہ مالیگاؤں
۸۔شیخ ابوطلحہ مرغہوا
۹۔ شیخ عبدالمعید سکرابشنپور
۱۰۔ عبدالمجید مدنی اکرہرا رحمہ اللہ
۱۱۔احقر عبدالحکیم دین محمد السّلفی مدیر مسجد المرکز الاسلامی وکلیہ فاطمہ الزہراء الاسلامیہ للبنات نارئن نگر گھاٹ کوپر ممبئی
۱۲۔ ڈاکٹر رضاء اللہ محمد ادریس رحمہ اللہ مبارکپور جو سند فضیلت حاصل کرنے سے پیشتر ذاتی کوشش سے سند عالمیت سے مدینہ یونیورسٹی پہنچ گئے۔
۱۳۔شیخ عبدالجلیل مکی جو سند فضیلت نہیں حاصل کر سکے۔اس طرح من جملہ 13 ساتھی ہوتے ہیں۔

ان ساتھیوں میں سے ڈاکٹر عزیر رحمہ اللہ کو لیکر تین ساتھی (عبدالمجید مدنی، ڈاکٹر رضاءاللہ مدنی ، ڈاکٹر عزیر مدنی) دنیا چھوڑ چکے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون *بقیہ 10 ساتھی بقید حیات ہیں اور اپنے اپنے فیلڈ میں سرگرم عمل ہیں اللہ تعالی انھیں عمر طویل عطا فرمائے اور بسلامت حیات بخشے۔

اعمال وخدمات:

جامعہ سلفیہ بنارس سے فراغت کے بعد آپ نے ڈیڑھ سالوں تک ہندوستان کی مختلف لائبریریوں کی خاک نوردی کی ،اس دوران آپ خدابخش لائبریری پٹنہ بھی گئے اور وہاں چار مہینے تک رہ کر وہاں پائی جانے والی مخطوطات کی فہرست سازی کی۔

مدینہ یونیورسٹی میں تعلیم کے دوران آپ نے جامعہ کی لائبریری کے قسم المخطوطات میں تین سالوں تک اسکی ترتیب اور فہرست سازی وغیرہ کا کام کیا۔اسی دوران آپکی ملاقات شیخ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ سے ہوئی جو مکتبہ مرکزیہ میں بار بار تشریف لاتے اور طلباء آپ سے ملاقات کے لئے یہاں پر ہجوم کرتے۔

اسی طرح آپ نے ام القری یونیورسٹی کی سنٹرل لائبریری اور حرم مکی کی لائبریری میں پائی جانے والی مخطوطات کی ترتیب اور فہرست سازی کا بھی کام برسوں تک انجام دیا ہے۔ام القری یونیورسٹی سے فراغت کے بعد وطن واپس آگئے اور پھر کچھ دنوں بعد ہی رب کریم نے مکہ لوٹنے کی سبیل فراہم کردی چنانچہ آپ باضابطہ مکہ میں اقامت گزیں ہوگئے ،اور اس طرح کبھی مجمع ملک فھد لطباعۃ المصحف الشریف (مدینہ منورہ) سے منسلک رہے تو کبھی جامعہ ام القری سے تو کبھی اسلامک فقہ اکیڈمی جدہ سے۔مگر کام وہی علمی، تحقیقی اور تصنیفی قبیل کا ہی رہا،اس فترے میں مدینہ یونیورسٹی کے تعلیمی ایام میں میرا بارہا عمرے کی غرض

سے مکہ مکرمہ جانا ہوا وہیں باب بلال پر ملاقات ہوتی اور آپ سے کچھ سیکھنے سننے کا موقع مل جاتا۔ بالخصوص مارکیٹ میں چھپ کر آنے والی نئی نئی کتابوں اور انکے تحقیق شدہ ایڈیشن اور طبعات کے سلسلے میں جدید معلومات حاصل ہوتیں جوشیخ عزیر رحمہ اللہ کا پسندیدہ فن تھا۔

اپنے تحقیقی اور تصنیفی ذوق کے مطابق باضابطہ 1999ءمیں مکہ کے ایک نشریاتی ادارے دار عالم الفوائد سے وابستہ ہو گئے اور پھر پوری منصوبہ بندی کے ساتھ علم وتحقیق کے میدان میں آگے بڑھتے چلے گئے، برصغیر میں علمائے اہل حدیث کی خدمات کی ترتیب اور انکی کتابوں کی تدوین واشاعت کے ساتھ علامہ ابن تیمیہ اور انکے شاگرد علامہ ابن القیم کی کتابوں کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنا لیا، اور تادم آخریں اسکی تدوین وترتیب، تخریج وتعلیق کے علمی کام سے ایسے جڑے کہ آج ایک قیمتی سرمایہ اپنے پیچھے چھوڑ گئے ہیں۔ چونکہ مخطوطات کی تدقیق، مقارنہ، خط شناسی وقراءت میں آپ کو ید طولی حاصل تھا اس لئے اس میں آپ کو پوری طرح سے کامیابی ملی۔ اور دنیائے علم وتحقیق نے آپ کی علمی کاموں پر اعتماد کے ساتھ خوب خوب داد و تحسین کے پھول نچھاور کئے۔ **ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔**

مکہ اور مدینہ کے دورانِ قیام آپ نے مختلف ممالک کا سفر بھی کیا جہاں مختلف لائبریریوں، یونیورسٹیوں اور تحقیقی اداروں کو دیکھا اور مشاہیر اہل علم اور محققین ومصنّفین سے ملاقاتیں کیں۔ ان میں پاکستان، مصر، اردن، شام، ترکی، فرانس، برطانیہ، مراکش، ترکمانستان، کویت، بحرین اور امارات جیسے ممالک شامل ہیں۔ یہاں آپ نے مختلف کانفرنسوں اور سیمیناروں میں مقالات پیش کیے اور مختلف محاضرات اور لیکچرس بھی دئے جسے کبار اہل علم نے کافی سراہا اور الحمدللہ آج یہ پورا مواد سوشل میڈیا، یوٹیوب اور فیس بک پر دستیاب ہے اور ان میں سے بعض ''مقالات شیخ عزیر شمس'' نامی کتاب میں مطبوع ہیں جو حال ہی میں لاک ڈاون کے فترے میں آپ کے حین حیات معروف محقق حافظ شاہد رفیق/حفظہ اللہ کی کاوشوں سے منظر عام پر آ چکی ہے۔ **فللہ الحمد والمنہ**

تحقیقات وتصنیفات:

آپ چونکہ بحث وتحقیق اور علمی وتصنیفی کاموں کے شوقین تھے اس لئے تدریس ودعوت کے میدان کے بجائے آپ نے اسے ہی چنا اور پھر اپنے اشہب قلم سے فن کی وہ جولانیاں پیش کیں کہ دنیائے تحقیق آپ کی متلاشی بن گئی، اور اس طرح اپنے تحقیقی سلسلے کو آگے بڑھانے کے لیے آپ نے مکہ ہی کی سرزمین کو مسکن بنالیا اور پھر یہیں سے رفتہ رفتہ افق تحقیق پر چھاتے چلے گئے۔

یوں تو آپ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے علوم ومعارف کے شناور، انکی تصنیفات ومخطوطات کے شیدائی اور عظیم محقق، دقیق اور گنجلک مخطوطات اور اسکے رسم الخط کے واقف، تاریخ اہل حدیث ومحدثین کے حافظ وماہر ہونے کے ساتھ متعدد زبانوں کے بھی جانکار تھے لیکن عمومی طور پر آپکے علمی کام زیادہ تر تحقیقی نوعیت کے ہیں۔ اور اس بابت آپ نے عربی اور اردو دونوں زبانوں میں ٹھوس علمی ورثہ چھوڑا ہے. جسکی فہرست درج ذیل ہے۔

۱۔ رفع الالتباس عن بعض الناس، للعلامة شمس الحق العظيم آبادي۔تحقیق، بنارس ۱۹۷۶م

۲۔ حیاة المحدث شمس الحق وأعماله۔تالیف، بنارس ۱۹۷۹م

۳۔ رد الإشراک، للشاہ إسماعیل بن عبد الغني الدهلوي۔تحقیق۔۔۔لاهور ۱۹۸۳م

۴۔ مولانا شمس الحق عظیم آبادی۔ حیات اور خدمات۔تالیف، کراچی ۱۹۸٤م

۵۔ تاریخ وفاة الشیوخ، لأبي القاسم البغوي تحقیق، ممبئی ۱۹۸۸م

۶۔ فتاویٰ مولانا شمس الحق عظیم آبادی تحقیق، کراچی ۱۹۸۹ م

۷۔ روائع التراث، [مجموعة عشر رسائل نادرة] تحقیق، ممبئی ۱۹۹۱م

۸۔ غایة المقصود شرح سنن أبي داود، للعظیم آبادی [۱۔۳] تحقیق بالاشتراک، کراچی ۱۹۹۳م

۹۔ بحوث و تحقیقات للعلامة عبد العزیز المیمني [۱۔۲] تحقیق، بیروت ۱۹۹۵م

۱۰۔ استدراک أم المؤمنین عائشة علی الصحابة، لأبي منصور البغدادي تحقیق، ممبئی ۱۹۹۶م

۱۱۔ قاعدة في الاستحسان، لابن تیمیة بخطه تحقیق، مکة المکرمة ۱۹۹۹م

۱۲۔ الجامع لسیرة شیخ الإسلام ابن تیمیة بالاشتراک، مکة المکرمة ۱۹۹۹م

۱۳۔ تقیید المهمل وتمییز المشکل، لأبي علي الجیاني [۱۔۳] تحقیق بالاشتراک۔۔۔مکة المکرمة ۲۰۰۰م

۱۴۔ جامع المسائل لابن تیمیة [۱۔۷] تحقیق۔۔۔مکة المکرمة ۲۰۰۲م

۱۵۔ إتحاف النبیه بما یحتاج إلیه المحدث والفقیه، للشاہ ولي الله الدهلوي، تعریب، لاهور ۲۰۰۳م

۱۶۔ الرسالة التبوکیة لابن القیم۔۔۔تحقیق۔۔۔مکة المکرمة ۲۰۰۳م

۱۷۔ تنبیه الرجل العاقل، لابن تیمیة۔تحقیق بالاشتراک مکة المکرمة ۲۰۰۵م

۱۸۔ جواب الاعتراضات المصریة علی الفُتیا الحمویة، لابن تیمیة تحقیق، مکة المکرمة ۲۰۰۹م

۱۹۔ الفوائد، لابن القیم۔۔۔تحقیق، مکة المکرمة ۲۰۰۹م

۲۰۔ روضة المحبین، لابن القیم، تحقیق، مکة المکرمة ۲۰۱۱م

۲۱۔ إغاثة اللهفان في مصاید الشیطان، لابن القیم [۱۔۲] تحقیق، مکة المکرمة ۲۰۱۲م

۲۲۔ الکلام علی مسألة السماع، لابن القیم تحقیق، مکة المکرمة ۲۰۱۲م

۲۳۔ مجموع رسائل الفقه، لعبد الرحمن المعلمي [۱۔۳] تحقیق، مکة المکرمة ۲۰۱٤م

۲۴۔ مجموع رسائل أصول الفقه، للمعلمي۔۔۔[۵ رسائل] تحقیق، مکة المکرمة ۲۰۱٤م

۲۵۔ التنكيل بما في تأنيب الكوثري من الأباطيل، للمعلمي [١-٢]تحقيق بالاشتراک، مكة المكرمة ٢٠١٤م

۲۶۔ تحقيق الكلام في المسائل الثلاث، للمعلمي تحقيق بالاشتراک، مكة المكرمة ٢٠١٤م

۲۷۔ معجم الشواهد الشعرية، للمعلمي تحقيق، مكة المكرمة ٢٠١٤م

۲۸۔ شرح العمدة، لابن تيمية [١-٥]تحقيق بالاشتراک، مكة المكرمة ٢٠١٦م

۲۹۔ أعلام الموقعين عن رب العالمين لابن القيم [١-٦]تحقيق بالاشتراک، مكة المكرمة ٢٠١٧م

۳۰۔ زاد المعاد في هدي خير العباد لابن القيم [١-٧]تحقيق بالاشتراک، مكة المكرمة ٢٠١٨م

۳۱۔ شرح حديث إنما الأعمال بالنيات، لابن تيمية بخطه تحقيق، الكويت ٢٠١٨م

۳۲۔ مدارج السالكين في منازل السائرين، لابن القيم[١-٤]تحقيق بالاشتراک، مكة المكرمة ٢٠١٩م

۳۳۔ أحكام أهل الذمة، لابن القيم [١-٢]تحقيق بالاشتراک، مكة المكرمة ٢٠١٩م

۳۴۔ مؤلفات الإمام ابن القيم: نسخها الخطية وطبعاتها تاليف، مكة المكرمة ٢٠١٩م

۳۵۔ الفهارس العلمية لآثار الإمام ابن قيم الجوزية [١-٢]تاليف، بالاشتراک، مكة المكرمة ٢٠١٩م

۳۶۔ مقالات محمد عزیر شمس [اردو] تالیف، گوجرانوالہ ۲۰۲۰م

آپ نے اردو وعربی زبان میں مختلف موضوعات پر متعدد مضامین بھی تحریر کیے ہیں جو عربی واردو رسائل و جرائد میں اپنے اپنے وقت پر شائع ہوئے تھے اور کافی پسند کئے گئے تھے ان میں "مجلة الجامعة السلفية '' (بنارس)، "مجلة المجمع العلمي الهندي "(علی گڑھ)، "مجلة مجمع اللغة العربية "(دمشق)، "معارف "(اعظم گڑھ)، "برہان "(دہلی)، "جامعہ " (دہلی)، "تحقیقات اسلامی "(علی گڑھ)، "ترجمان " (دہلی) اور "محدث "(بنارس) وغیرہ سرفہرست ہیں۔

مذکورہ بالا تصنیفات وتحقیقات کے علاوہ بھی آپ نے متعدد رسائل کی تحقیق و تدوین کر رکھی ہے اور مختلف موضوعات پر عربی واردو زبان میں لکھا ہے جو ابھی تک غیر مطبوع ہیں۔ امید کہ یہ سب جلد ہی منظر عام پر آ جائیں گی۔ ان شاءاللہ

عمر کے آخری پڑاؤ میں اپنے منصوبے کے مطابق شیخ الاسلام ابن تیمیہ کی کتابوں کے علاوہ بعض اہم علمی کاموں پر بھی آپ کی نگاہ تھی، جسے پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے آپ کوشاں تھے، اللہ کرے یہ سارے کام اور کتابیں جلد منصۂ شہود پر آ جائیں اور ہم قارئین اس سے مستفید ہوسکیں۔ ذیل میں تفصیل پیش خدمت ہے۔

۱۔ معيار الحق للشيخ نذير حسين الدهلوی۔ تعریب وتحقیق

۲۔ مجموعہ رسائل علامہ محمد حیات سندھی۔ جمع وتحقیق

۳۔ مجموعہ رسائل شاہ ولی اللہ محدث دہلوی۔ جمع وتحقیق

۴۔ مجموعہ رسائل علامہ شمس الحق عظیم آبادی۔ جمع وتحقیق

۵۔ کتاب المواعظ لابی عبید۔تحقیق
۶۔ فتاوی ورسائل علامہ حسین بن محسن الانصاری الیمانی
۷۔ رسائل وفتاوی میاں نذیر حسین محدث دہلوی
۸۔ الصارم المسلول علی شاتم الرسول ابن تیمیہ تحقیق باالاشتراک
۹۔مقالات وبحوث استاذ محمد حمید اللہ
۱۰۔خطبات مولانا شمس الحق عظیم آبادی (جمع وترتیب) وغیرہ وغیرہ کتابیں ہیں ۔مولی انہیں شرف قبولیت عطا فرمائے اورامت کے لئے نفع بخش بنائے۔

علماء کے توصیفی کلمات:

عالم اسلام کی معروف شخصیت شیخ بکر بن عبداللہ ابو زید رحمہ اللہ جیسے اہل علم بھی آپ کی علمیت ،صلاحیت اور دقت وبالغ نظری کے قائل تھے،بالخصوص ابن تیمیہ کے علوم ومعارف اور کتابوں پر گہری نظر کی وجہ سے آپ سے بہت متاثر تھے۔اسی طرح آپکے علمی کاموں کے رفیق کار شیخ علی عمران۔شیخ نبیل سندی ،عبدالرحمن القائد اور تحقیق وتخریج کے میدان سے جڑے ہوئے بیشتر اہل علم آپ کی صلاحیت ومرجعیت کے قائل تھے،مفتی حرم شیخ د۔وصی اللہ عباس مدنی حفظہ اللہ لکھتے ہیں کہ شیخ عزیر شمس محتاج تعارف نہیں بلکہ اپنے علمی وتحقیقی کاموں کی وجہ سے عرب وعجم میں معروف ومشہور ہیں۔

وفات حسرت آیات:

شیخ رحمہ اللہ کو ایسی کوئی خاص بیماری یا تکلیف لاحق نہیں تھی جو تشویش کا باعث ہومگر موت سے کس کو رستگاری ہے،وقت پورا ہوگیا اور طلباء وعلماء کے ساتھ گھر کی مجلس میں 65 سال سے زائد عمر گذار کر عین عشاء کی اذان کے وقت 18 ربیع الاول 1444ھ مطابق 15/ اکتوبر 2022ء بروز سنیچر علم وتحقیق اور بحث وتدقیق کا یہ روشن چراغ مہبط وحی مسکن رسول عربی ﷺ مکہ مکرمہ میں غروب ہوگیااور علم وتحقیق کی دنیا کوسوگوار چھوڑ کر راہی ملک بقا ہو چلا۔

پسماندگان میں اہلیہ ،ایک بیٹا اور تین بیٹیاں ہیں ۔مولی انھیں غریق رحمت فرمائے،آپکے علمی ودینی سرمایہ کو آپ کے لئے ذخیرہ آخرت بنائے، پسماندگان کوصبر جمیل عطا کرے۔اور ملت وجماعت کو آپکا نعم البدل عنایت فرمائے۔آمین۔اللهم اغفر له وارحمه وعافه واعف عنه واسكنه فسيح جناته والهم ذويه واهله الصبر والسلوان۔

مراجع ومصادر:

ریکارڈ مرکز تاریخ اہل حدیث وذاتی ملاقات ومعلومات
ویکی پڈیا عربی واردو بابت شیخ عزیر رحمہ اللہ
ترجمة الشيخ المحقق محمد عزير شمس (عربی)ازمرکز سلف للبحوث والدراسات
ترجمة موجزة للشيخ عزير از د.عاصم القريوتي
قافلہ حدیث از اسحاق بھٹی رحمہ اللہ
مقالات شیخ عزیر شمس رح از حافظ شاہد رفیق
انٹرویو شائع شدہ محدث بنارس مئی 2016ء از طارق اسعد

●●●

مگر تری مرگ نا گہاں کا مجھے ابھی تک یقین نہیں ہے

مولانا محمد ابوالقاسم فاروقی

۱۵/ اکتوبر ۲۰۲۲ سنیچر کی شب بے حد ڈراونی تھی، فضا میں عجیب سی اداسی چھائی تھی، جیسے کوئی سانحہ ہونے والا ہے، دس بجے شام کے کھانے کے لیے دستر خوان پر بیٹھا تو ایک ایک لقمہ حلق میں اٹکنے لگا، کھانے کے بعد بیٹیوں کو ہمیشہ فون کرتا ہوں لیکن آج ان سے بھی باتیں نہ ہوسکیں۔ گھبرا کر وہاٹس ایپ کھولا، شیخ عزیر کی علالت کی مسلسل خبریں آرہی تھیں، چند لمحوں بعد انتقال کی خبر آئی، ایک بجلی تھی جو سر سے پیر تک کوند گئی، کوئی بھی بری خبر غیر متوقع ہو تو دل کو دہلا کر رکھ دیتی ہے، دماغ کی کیفیت کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا ہے، متضاد خبروں میں کس کو قبول کروں کس کو رد کروں، زبان پر بس یہی کلمات تھے ''اللہ عزیر کو سلامت رکھے'' دماغ دلیل پر دلیل دئے جارہا تھا کہ حلقۂ احباب میں شیخ عزیر صحت کے اعتبار سے سب سے فٹ تھے، ایسا کیسے ہوسکتا ہے کہ بات کرتے کرتے آدمی اچانک ہمیشہ کے لیے خاموش ہوجائے، نہیں نہیں ایسے ہی غشی آ گئی ہوگی، چند منٹوں میں ہوش میں آجائیں گے۔

کچھ سمجھ میں نہیں آیا تو ثناء اللہ ساگر کا فون نمبر تلاش کیا، مجھے معلوم تھا کہ وہ شیخ عزیر کے ہمسایہ ہیں۔ ان کا نمبر نہیں ملا تو فوراً عزیزی نثار کو فون کیا، انھوں نے خبر دی کہ آپ گھبرائیں نہیں شیخ کو ابھی ہوش آجائے گا، بس دعا کریں، میں شیخ کے گھر ہی جارہا ہوں، چند منٹ کے بعد روکر کہنے لگے استاد ہمارے شیخ اب نہیں رہے، انا للہ وانا الیہ راجعون، ہاتھ پاؤں ڈھیلے پڑ گئے، کچھ حواس بحال ہوئے تو شیخ عزیر کے ساتھی اور دوست شیخ رفیع احمد کو اطلاع دی، ان کو خبر مل چکی تھی وہ بے حد گھبرائے ہوئے تھے، ان سے یہی باتیں ہونے لگیں کہ سارے ساتھیوں اور دوستوں میں سب سے ایکٹیو، چاق و چوبند تو شیخ عزیر ہی تھے صحت کا پوری طرح دھیان دیتے، واکنگ کرتے، کبھی کسی عارضے کی شکایت نہیں کی، اچانک یہ کیا ہوگیا، ہزاروں میل دور ہم اور ہمارے جیسے ان کا وسیع حلقۂ احباب یقیناً ایک موہوم سی امید پالے ہوئے تھا کہ بس ابھی خبر آنے والی ہے کہ شیخ عزیر ٹھیک ہیں، بس ہلکی سی غشی طاری ہوگئی تھی، لیکن ایسی سوچیں حقیقت نہیں بدل سکتی ہیں، وقت موعود آن پہنچا تھا، موت پل بھر کے لیے موقع نہیں دینے والی ہے بالآخر کاتب تقدیر کے فیصلے کے آگے سر تسلیم خم کردینا پڑا، انا للہ وانا الیہ راجعون، **اللهم اغفر له وارحمه وعافه واعف عنه والهم ذويه الصبر والسلوان**

شیخ عزیر کی شخصیت کے بارے میں کیا کہوں اور کیا لکھوں ان کی موت ایک عظیم شخصیت کی موت ہی نہیں ایک نادرۂ روزگار، فقید المثال عالم و محقق، ابن القیم اور ابن تیمیہ کے عاشق زار کی موت ہے وہ جو اسلاف کی فکر و نظر کا آئینہ تھا وہ جو تاریخ و تحقیق کا شناور تھا، وہ جو قدیم و جدید علوم وفنون

کو گھول کر پی گیا تھا، وہ جو زبان وادب کا آبشار تھا، وہ جو چلتا پھرتا کتب خانہ تھا، وہ جو مکنون و مدفون مخطوطات کے خزانے سے موتیاں چنتا تھا، وہ جس کی زبان سے علم کے سوتے پھوٹتے اور تشنہ دہان ان سے سیراب ہوتے آج وہ ہمیں چھوڑ کر اس بستی کی راہ لی جہاں سے لوگ لوٹ کر کبھی نہیں آتے ہیں۔ آج ان کے احباب، ان کی علمیت کے قدرداں، ان کے عقیدت مندوں کی آنکھیں اشکبار ہیں اور دل میں صرف ان کی یادیں ہیں، اس عاصی اور کم علم کو بھی ان کی یاری کا شرف حاصل تھا، تقریباً باون ترپن سال سے ان کی زندگی اور شخصیت کو کبھی قریب سے کبھی دور سے دیکھا، پڑھنا اور لکھنا ان کا اوڑھنا اور بچھونا تھا، ان کے مطالعے کے موضوعات اتنے مختلف اور متعدد تھے کہ ہم اس پر صرف حیرانی کا اظہار ہی کر سکتے ہیں۔

کمال یہ ہے کہ ہر موضوع پر انھیں اختصاص حاصل تھا، معلومات کا بیکراں سمندر، ، جامعیت، استحضار، مختلف میدانوں میں علمی خدمات، مطالعہ ونظر کی وسعت، علوم و فنون میں رسوخ، دین کے اصول وفروع میں گہرائی، عقیدہ و منہج میں پختگی، افکار ونظریات کی معنویت، قدیم وجدید طرز فکر میں توازن اور اعتدال، تحقیق اور سوانح نگاری میں پیش رووں سے سبقت، بے پناہ ذہانت اور طباعی، کتابوں کے شیدائی، تبحر علمی، حسن اخلاق کے پیکر، تحمل، رواداری، انکساری اور خورد نوازی کی اعلیٰ مثال، خوب سے خوب تر اور کمالات کی جستجو میں سدا سرگرداں، یہ وہ خصائص ہیں جن کی وجہ سے وہ اپنے معاصر محققین اور اقران وامثال پر یقیناً فائق تھے۔

اللہ رب العالمین ان کی مغفرت فرمائے، ان کے پس ماندگان، اعزہ، احباب اور ان کے چاہنے والوں کو صبر و شکیبائی عطا کرے، آمین۔

●●●

''اگر میں ایسا کر لیتا تو ایسا ہو جاتا'' کہنے کی ممانعت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: طاقتور مومن کمزور مومن سے زیادہ بہتر اور اللہ کے نزدیک زیادہ محبوب ہے اور ہر ایک (قوی وضعیف) میں بہتری ہے۔ تم نفع بخش چیزوں کے حریص بنو اور اللہ سے مدد طلب کرو اور ہمت نہ ہارو اور اگر تمہیں کچھ نقصان پہنچ جائے تو یہ مت کہو کہ اگر میں ایسا کر لیتا تو ایسا ہو جاتا، البتہ یہ کہو اللہ کی تقدیر یہی تھی اور جو اس نے چاہا کیا۔ کیونکہ ''اگر'' کا لفظ شیطان کے کام کا دروازہ کھول دیتا ہے۔

(مسلم)

زمیں کھا گئی آسمان کیسے کیسے

مولانا رضوان ریاضی
ڈائرکٹر قرآن گھر اکیڈمی، بیتیا

آج مورخہ 15 اکتوبر 2022ء کو سعودی عرب کے وقت 8 بجے رات یہ اندوہناک خبر آئی کہ علمی و تحقیقی دنیا کے بے تاج بادشاہ اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے علمی سرمایہ پر ہر گوشے میں پی ایچ ڈی جناب علامہ محمد عزیر شمس کا انتقال ہو گیا۔ إنا لله وإنا إليه راجعون۔ اللہ تعالی مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ عنایت فرمائے آمین۔

میں نے پہلی دفعہ مولانا مرحوم کے علمی کاموں کے حوالے سے جامعہ دار السلام عمر آباد کے تعلیمی ایام میں سنا تھا۔ ان دنوں میں عربی سوم کا طالب علم تھا اور مولانا مرحوم کے ایک قریبی رشتے دار اور میرے استاذ مکرم شیخ عزیر مدنی حفظہ اللہ ثانویہ میں بھی پڑھاتے تھے اور کلیہ میں بڑے طلبہ کو تخریج پڑھایا کرتے تھے۔ انھی کی زبان سے ہم طلبہ بارہا مولانا محمد عزیر شمس کا نام اور ان کے علمی کاموں کے بارے میں سنا کرتے تھے۔

1999 میں جب میں سعودی عرب کے دار الحکومت ریاض میں ڈاکٹر محمد لقمان سلفی رحمہ اللہ کے مکتبہ دار الداعی میں بحیثیت ملازم پہنچا تو وہاں آٹھ ماہ بعد میری بحالی بحث وتحقیق کے ڈیپارٹمنٹ میں ہوگئی۔ اب کیا تھا دنیا جہاں کی علمی شخصیات سے رابطے شروع ہو گئے۔

جب میں نے سن 2002 میں حج کیا تو مکہ مکرمہ میں کئی ایک دوستوں سے ملاقات ہوئی۔ برادر شمس الہدی سلفی بسنت پوری کی معیت میں جناب مولانا محمد عزیر شمس رحمہ اللہ کے گھر پر ملاقات کی غرض سے پہنچا۔ مولانا نے بڑے ہی گرمجوشی سے ہمارا استقبال کیا اور چائے وائے کے بعد علمی باتیں شروع ہو گئیں۔ اس کے بعد مولانا مرحوم سے ملاقاتوں کا لامتناہی سلسلہ شروع ہو گیا۔ جب بھی عمرہ کے لیے جاتا ان کی خدمت میں ضرور حاضر ہوتا۔ جب میری کتاب (غیرت کا فقدان قرآن وسنت کی روشنی میں) منظر عام پر آئی تو مولانا نے کافی سراہا اور مجھے ڈھیر ساری دعائیں دیں۔ جب بھی مولانا مرحوم کی مجلس میں بیٹھنے کا موقع ملا ان کی گفتگو کا محور علمی ہوا کرتا۔ گھر کے بیشتر حصوں میں کتابوں کا انبار لگا ہوتا تھا۔ میرے سینئر ساتھی ڈاکٹر شفاء اللہ ریاضی جو آج بھی مکہ مکرمہ میں ہیں، بھی کئی دفعہ موصوف مرحوم کے گھر میرے ساتھ گئے۔ جب بھی ان سے ملاقات ہوتی لگتا تھا کہ علم وفن کے ماہر کے سامنے ہم لوگ بیٹھے ہیں۔ گفتگو کا انداز اس قدر محققانہ ہوتا کہ سن کر ہی ان کی قابلیت کا اندازہ ہو جایا کرتا تھا۔ اسلاف میں سے جب کسی محدث یا مفسر یا فقیہ کا نام دوران کلام آتا تو اس کی تاریخ وفات بھی بولتے ہوئے اپنی بات جاری رکھتے۔ اس قدر مدلل کلام کرتے کہ ہم لوگ ان کی علمی قابلیت پر رشک کرتے۔

ایک مرتبہ بات بات میں انھوں نے بتلایا کہ علمی وتحقیقی کام کرنے والے اگر کسی ادارے کے اشارے پر اور

اس کے ماتحت رہ کر کام کریں تو اس تحقیق میں وہ جان باقی نہیں رہتی جو بندہ خود کفیل ہو کر خود اپنی دلچسپی سے کام کرتا ہے۔ انھوں نے مجھے بتلایا کہ ایک مرتبہ ڈاکٹر محمد لقمان سلفی رحمہ اللہ نے مجھے بلایا اور مجھے ایک عظیم معاوضے کے عوض ایک تحقیقی کام کرنے کی پیشکش کی مگر میں نے اسے اس لئے ٹھکرا دیا کیونکہ مکلف کیے ہوئے کام میں اور خود سے انتخاب کیے ہوئے کام میں بہت فرق ہوتا ہے۔ مولانا مرحوم نے کبھی بھی کسی کے یہاں ملازمت میں رہ کر کام نہیں کیا بلکہ وہ ہمیشہ پراجیکٹ کی شکل میں کام کیا کرتے تھے۔ وہ کہا کرتے تھے کہ نوکری یا سروس پرانی غلامی کی نئی زنجیر ہوا کرتی ہے اسی لیے میں پراجیکٹ پر ہی کام کرتا ہوں۔

مولانا مرحوم خاص کر شیخ الاسلام ابن تیمیہ کی کتابوں کے بارے میں چلتا پھرتا ایک انسائیکلو پیڈیا تھے۔ میں نے اپنی زندگی میں تحقیقی کام کرنے والوں میں ان سے زیادہ قابل کسی کو بھی نہیں دیکھا ہے۔ مولانا مرحوم رفاہی کاموں سے زیادہ دلچسپی نہیں رکھتے تھے بلکہ علمی کاموں کو ہمیشہ ترجیح دیتے تھے۔ وہ کہا کرتے تھے کہ رفاہی کاموں کا دائرہ الگ ہوا کرتا ہے اور علمی کاموں کا دائرہ بالکل مختلف۔ اس لیے علمی کام انجام دینے والوں کو بالکل مناسب نہیں کہ وہ رفاہی کاموں میں حصہ لیں۔

میرے علمی کاموں سے مولانا مرحوم کافی خوش رہتے تھے اور کافی تجرباتی تجاویز دیا کرتے تھے۔ آج جبکہ میں ممبئی میں ہوں اور ہفتہ دس دن میں ان سے میری ملاقات بھی ہونی تھی کہ اچانک ان کے انتقال کی خبر بجلی بن کر مجھ پر اور پورے اہل علم طبقہ پر گری۔ مگر موت ایک ایسی کڑوی حقیقت ہے کہ اس پر کچھ کہنا قضا وقدر پر انگلی اٹھانے کے مترادف ہے اس لیے ہم بھی وہی کہیں گے جو پیارے حبیب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صاحبزادے ابراہیم کی وفات پر کہا تھا ''**إن العين تدمع والقلب يحزن، ولا نقول إلا ما يرضي ربنا، وإنا لفراقك يا إبراهيم لمحزونون**'' مگر ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ شیخ مرحوم ابھی ہمارے درمیان ہی ہیں، اب تک انہوں نے ہمیں داغ مفارقت نہیں دیا ہے۔

عجب قیامت کا حادثہ ہے، آستیں نہیں ہے
زمین کی رونق چلی گئی ہے، اُفق پہ مہر مبین نہیں ہے
تری جدائی سے مرنے والے، وہ کون ہے جو حزیں نہیں ہے
مگر تری مرگ ناگہاں کا اب تک یقین نہیں ہے

آہ! کیا لکھا جائے اور کیسے دل پر قابو رکھا جائے۔
زمیں کھا گئی آسماں کیسے کیسے!!
(رات 2 بجے یہ سب کانپتے ہوئے لکھا)

●●●

شیخ محمد عزیر شمس: استفادہ وافادہ کی راہ کا سفر

یاسر اسعد
متعلم ملک سعود یونیورٹی، ریاض

مولانا محمد عزیر شمس (۱۹۵۶-۲۰۲۲ء) علم وعمل سے معمور ایک طویل زندگی گزار کر رخصت ہوگئے۔ ان کی وفات کی خبر عام ہوئی تو جس نے بھی سنا گنگ رہ گیا، اس کے لیے اس خبر پر یقین کرنا مشکل تھا۔ اہل علم کے ساتھ طلبۂ علم اور ان کے طفیل بہت سارے عام لوگ بھی اس نام سے بخوبی واقف تھے، ان کے لیے شیخ کی شخصیت ایک نمونہ کی حیثیت رکھتی تھی۔

کسی کی وفات سے متاثر ہونے والوں کا ایک حلقہ ہوتا ہے، اور کچھ لوگ ہوتے ہیں جو ان کے پسماندگان اور متاثرین کو پرسہ دیتے ہیں اور صبر وضبط کی تلقین کرتے ہیں۔ مگر یہاں جب علم وتحقیق وادب کی بساط الٹی تو سارے لوگ متاثرین کی فہرست میں آگئے اور تعزیت کرنے والا کوئی نہیں تھا، یہ رنج والم سب کو محیط تھا اور سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ کون کسے تسلی دے اور کس کی مزاج پرسی کرے۔ اسی لیے کہنا پڑا کہ عظم الله أجر الأمة الإسلامية وأحسن عزاء ها وغفر لميتها، کیوں کہ یہ کسی فرد کی وفات نہیں بلکہ ایک پورے ادارے کی موت تھی۔ اللهم أجرنا في مصيبتنا واخلف لنا خيرا منها۔

لعمرک ما الرزية فقد مال
ولا شاة تموت ولا بعير
ولكن الرزية فقد حر
يموت لموته خلق كثير

اس عبقری شخصیت کی وفات کے بعد بہت سارے مضامین ومقالات ضبط تحریر میں آئے، تعزیتی پروگرام منعقد کیے گئے، مختلف ذرائع سے اہل علم نے اپنے رنج وغم کا اظہار کیا۔ تعزیتی پیغامات کے بعد اب اس چیز کی شدت سے حاجت محسوس ہورہی ہے کہ علامہ مرحوم کی شخصیت اور آپ کے علمی سرمایہ سے فائدہ کیوں کر اٹھایا جائے، خصوصاً وہ لوگ جو ابھی حصول علم کے مرحلے میں ہیں ان کے لیے مرحوم کی شخصیت سے استفادہ کیسے ممکن ہے، پس محسوس ہوا کہ شیخ کی تعلیمی زندگی اور بعد از تعلیم علم کی نشر واشاعت کے تئیں کیا جذبہ تھا اسے حیطۂ تحریر میں لایا جائے۔

علم کا حصول اور اس کی نشر واشاعت اہل علم کی ذمہ داری بلکہ ان پر عائد ایک فریضہ ہے، اور یہ وہ دولت ہے جو بانٹنے سے بڑھتی ہے۔ مرحوم شیخ عزیر شمس نے اپنی پوری زندگی اسی راہ میں صرف کی اور اس میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا۔ علم وادب کے مختلف گوشوں پر آپ کو کمال کی معلومات ومہارت حاصل تھی، اور اس کی تبلیغ میں بھی آپ نے کبھی کوتاہی نہیں کی۔ آپ کا علمی دنیا میں جو مقام تھا اس کے پس منظر میں کوئی ایک دن ورات کی محنت نہیں تھی، بلکہ یہ عمر بھر کی کمائی تھی۔ اس میں سب سے بنیادی کردار آپ کے علمی خاندان کا رہا۔ آپ کے والد مولانا شمس الحق سلفی رحمہ اللہ علوم اسلامی کے ماہر تھے اور

آپ نے کئی اداروں کو فیض یاب کیا تھا، صرف والد ہی نہیں بلکہ آپ کے دادا، نانا، چچا وغیرہ سب کا تعلق اسی علم دین سے تھا، پس بچپن ہی سے شیخ کو علمی ماحول ملا۔ گھریلو ماحول پر مستزاد زمان ومکان کی جو تبدیلیاں آئیں وہ بھی متنوع علمی فضائیں لے کر آئیں، خواہ وہ دارالحدیث مرشد آباد ہو یا مئوناتھ بھنجن کا مدرسہ اسلامیہ فیض عام، دارالعلوم احمدیہ سلفیہ دربھنگہ ہو یا پھر جامعہ سلفیہ بنارس، ان موقر تعلیمی اداروں کی فضا نے آپ پر خوب اثر کیا اور شروع ہی سے پڑھنے لکھنے کا ماحول فراہم کیا، ساتھ ہی والد محترم کی تربیت بھی کام آئی، جامعہ سلفیہ بنارس میں اثنائے تعلیم کس طرح آپ نے استفادہ کیا اس کا ایک مختصر نقشہ آپ اپنے ایک مضمون میں کھینچتے ہیں: ''جامعہ میں جتنے تحریری وتقریری پروگرام ہوتے ان میں شرکت کے علاوہ جامعہ سے باہر بنارس میں جو بھی تعلیمی، علمی، ادبی، ثقافتی اور مذہبی ادارے مسلمانوں یا غیر مسلموں کے تھے ان کی زیارت اور وہاں کی محفلوں میں شرکت ہم طلبہ کا محبوب مشغلہ تھا۔ مسجد، مندر، چرچ، گرودوارے، بنارس ہندو یونیورسٹی، کاشی ودیا پیٹھ، جے نرائن کالج، سعیدیہ لائبریری، اسلامیہ لائبریری، جامعہ اسلامیہ، جامعہ فاروقیہ، جوادیہ کالج، رام نگر میں مولانا امام الدین رام نگری، للہ پورہ میں حکیم یوسف صاحب اور دیگر علمی وادبی شخصیات کے چکر کاٹتے رہتے، دور دور تک پیدل ہی نکل جاتے تھے، چائے خانوں اور پارکوں کو بھی ہم نے علمی بحث ومناظرے کے اڈے بنادیے تھے، اس ماحول میں ہماری پرورش اور نشوونما ہوئی، اساتذۂ کرام ہم پر بڑی شفقت کرتے، درس کے علاوہ باقی اوقات میں ہم ان سے استفادہ کرتے اور اپنی علمی پیاس بجھاتے تھے۔''

(ڈاکٹر مقتدیٰ حسن ازہری رحمہ اللہ پر مجلہ افکار عالیہ مئو کا خصوصی نمبر، اپریل ۲۰۱۲ء تا جون ۲۰۱۳ء، ص: ۱۳۷)

اس مختصر سے اقتباس میں آپ نے صرف ایک تعلیمی ادارہ جامعہ سلفیہ میں درسگاہ کے علاوہ استفادہ کی کم وبیش پندرہ جگہیں ذکر کیں۔ اس سے اس زمانے میں آپ کی نقل وحرکت کا اندازہ لگانا مشکل نہیں ہوگا۔ اسی اثناء میں ملک کے بڑے بڑے مجلّوں میں آپ کے مضامین شائع ہوئے اور کبار علماء سے داد وتحسین بھی ملی۔ ساتھ ہی علامہ شمس الحق محدث عظیم آبادی پر ایک معرکہ آرا کتاب سے ایک طرف آپ مؤلفین کی فہرست میں داخل ہوگئے تو دوسری طرف علامہ شمس الحق کی تراث کی بازیافت کا سہرا کافی حد تک آپ کے سر جاتا ہے۔ اسی اثناء میں ڈاکٹر مقتدیٰ حسن ازہری کی تحریک پر علامہ عظیم آبادی کی کتاب رفع الالتباس عن بعض الناس کی تحقیق بھی کی۔ گویا جامعہ سلفیہ میں قیام کے دوران آپ کی مصروفیتیں کچھ یوں رہیں:

۱۔ عربی واردو میں مضمون نگاری

۲۔ تالیف کتاب

۳۔ تحقیق کتاب

۴۔ ملک وبیرون ملک سے آنے والے مجلّات وجرائد کا مطالعہ

۵۔ شہر بنارس کی مختلف لائبریریوں کے چکر کاٹنا

۶۔ بلا امتیاز مسلک ومذہب سارے علمی وثقافتی پروگراموں میں شرکت

۷۔ مذہبی مقامات کے دورے

۸۔عوامی مقامات پر باہمی بحث ومناظرے

اس خاکے سے سمجھنا آسان ہوگیا ہے کہ طالب علمی ہی کے زمانے سے آپ نے بفحوائے ''الحکمۃ ضالۃ المومن'' علم کی جستجو میں ہر گلی کی خاک چھانی ہے۔آپ نے مولانا شمس الحق عظیم آبادی کے حالات زندگی سے متعلق مواد جمع کرنے کے ساتھ برصغیر کے تمام مرحوم علماء اہل حدیث کا تذکرہ مرتب کرنا شروع کیا اوراس کے لیے بنارس کی لائبریریوں سے سیکڑوں کتابوں اوررسالوں سے بدست خود موادنقل کیا۔

جامعہ سلفیہ سے فراغت کے بعد علم کی پیاس شدید ہوتی گئی، لکھتے ہیں: ''میں فراغت کے بعد ڈیڑھ سال تک دلی،لکھنؤ،علی گڑھ،اعظم گڑھ، پٹنہ،کلکتہ اور دوسرے شہروں کی سیر کرتا رہا، ہرجگہ ایک عرصہ قیام کرکے تذکرۂ علمائے اہل حدیث سے متعلق مواد جمع کرتا رہا،سب سے زیادہ قیام دلی میں رہا، وہاں جواہر لال نہرو یونیورسٹی، دلی یونیورسٹی، جامعہ ملیہ، غالب اکیڈمی اور دیگر تعلیمی، علمی اور ادبی اداروں اور مختلف دینی جماعتوں اور تنظیموں کے مراکز اور وہاں کی لائبریریوں،نشر واشاعت کے شعبوں اور تجارتی مکتبات میں گھومتا رہا،علمی وادبی شخصیتوں اورمشہور علماء ومفکرین سے ملنے کی کوشش کرتا، پٹنہ میں خدابخش لائبریری کے اندرکئی ماہ تک عربی مخطوطات کی فہرست سازی کا کام کرتا رہا۔۔۔۔۔۔۔۔'' (ایضاص ۱۳۹) جامعہ سلفیہ سے فراغت اور ہند کے مختلف شہروں کی خاک چھاننے کے بعد جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کی فضا میں پہنچے تو وہاں بھی کلیۃ اللغۃ العربیہ سے استفادہ کے جلو میں شیخ حماد الانصاری کی لائبریری کے مخطوطات کی فہرست سازی کرتے رہے۔لائبریریوں سے آپ کا جو عہد تھا اس کی تجدید ہوتی رہتی تھی۔ پھر جامعہ اسلامیہ سے بکالوریوس، جامعہ ام القری سے ماجستر اور دکتوراہ کے بعد آپ کا حصول علم کا مرحلہ اپنے اختتام کو پہنچا۔ یہ مرحلہ صرف اکادیمی لحاظ سے ختم ہوا تھا، ورنہ شیخ نے کبھی خود کو عالم باور نہیں کیا، بلکہ ہمیشہ طالب علم ہی کہتے اور سمجھتے رہے۔

تعلیمی دور میں اوراس کے بعد بھی مختلف علمائے کرام سے خطوط نویسی، مختلف علمی موضوعات اور خاکوں پر گفت وشنید، ان سے ملاقاتیں،مخطوطات اور کتابوں کے بارے میں حصول معلومات وغیرہ آپ کے معمولات میں داخل تھے۔ بلد امین مکہ مکرمہ میں قیام مختلف علمائے امت سے ملاقاتوں کے لیے بہت سازگار ثابت ہوا۔

اب آیئے علم کی نشر واشاعت کی طرف، طالب علمی ہی کے زمانے میں مولانا شمس الحق عظیم آبادی پر آپ کی تصنیف قبول عام حاصل کرچکی تھی، اور معارف، برہان، مجلۃ الجامعۃ السّلفیہ وغیرہ میں شائع آپ کے مضامین لوگوں کے لیے استفادے کا ذریعہ بن رہے تھے، بتاتے ہیں کہ شیخ کو کتابوں کے مطالعہ میں غرق دیکھ کر ایک بار آپ کے والد نے پڑھنے کے ساتھ لکھنے کی طرف بھی توجہ دینے کو کہا، اس کے بعد ہی آپ کے رہوار قلم نے رفتار پکڑی اور مضامین ومقالات منظر عام پر آئے۔

علم کی اشاعت کے تعلق سے آپ کا شوق ہم نے جامعہ سلفیہ بنارس میں ۲۰۱۶ء میں مشاہدہ کیا جب عقیدہ کے نصاب کے تعلق سے ایک میٹنگ میں آپ جامعہ تشریف لائے تھے۔ طلبہ سے خطاب کرتے ہوئے آپ نے

بالتفصیل بتایا تھا کہ جامعہ سلفیہ میں تعلیم کے دوران آپ اور آپ کے احباب کا علم حاصل کرنے کا ذوق وشوق کیسا تھا اور اساتذۂ کرام کس طرح درس کے علاوہ خارجی اوقات بھی طلبہ کے لیے وقف رکھتے تھے۔ پروگرام کے سوا فارغ اوقات میں آپ طلبہ کے درمیان رہنے کو ترجیح دیتے تھے، اس کے علاوہ شیخ نمازوں کے بعد جامعہ سلفیہ کے میدان میں آکر کھڑے ہوجاتے اور طلبہ آپ کو گھیر کر سوالات کی بوچھار کردیتے، آپ بلاکسی تکلف وچوں چرا کے ہر سوال کا تفصیلی جواب دیتے، یہ سوالات متنوع ہوتے، تحقیق، علم، اردو ادب، عربی ادب، فقہ، حدیث، اصولیات، تاریخ اہل حدیث بہت سارے موضوعات کو محیط ہوتے تھے، شیخ ان مواقع پر اکثر طلبہ کو ناموں کا صحیح تلفظ بتلاتے تھے، مثلاً صاحب الأعلام الزرکلی کو ہم لوگ زَرْکَلی پڑھتے تھے، آپ نے بتلایا کہ وہ ''زِرِکْلی'' ہے، اور بھی کچھ ناموں کی تصحیح کرائی۔ جامعہ کے مہمان خانے میں بھی اگر طلبہ پہنچ جاتے تو کشادہ دلی سے ان کا استقبال کرتے اور علم کے دریا بہا دیتے۔ اس موقع سے میں نے شیخ سے ہندوستان میں جمعیت وجماعت کے اختلافات سے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا تھا کہ اگر طالب علم ان چکروں میں پڑے گا تو کبھی علم حاصل نہیں کرسکے گا، فلاں نے کیا کیا، فلاں نے اس کے خلاف کیا لکھا ان سب چیزوں سے طلبہ کو دلچسپی نہیں ہونی چاہیے، آپ لوگ اپنے علم کی راہ میں لگیں اور اس میں آگے بڑھیں، اس کو بالکل فراموش کردیں۔ یہ آپ کا میدان نہیں ہے۔ بلا شبہ یہ بہت قیمتی نصیحت ہے۔ اسی مناسبت سے برادر محترم طارق اسعد نے شیخ کا انٹرویو بھی لیا تھا جو بعد میں ماہنامہ محدث کی زینت بنا اور آپ کے خیالات وافکار سے واقفیت کے لیے ایک بہترین ذریعہ ہے۔

علم کی تبلیغ واشاعت سے آپ کی دلچسپی کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ آپ اہل علم اور طلبہ علم کو بکثرت کتابیں ہدیہ کرتے تھے، اس سلسلے میں مسلک ومنہج کا فرق بھی روا نہیں رکھتے، ساتھ ہی جامعات کے طلبہ کو بھی فیض پہنچاتے، بعض برادران نے بتایا کہ شیخ نے اپنے پاس ایک ورقہ امتحان رکھا تھا، جو طلبہ آپ سے استفادہ کی غرض سے آتے ان کا امتحان لیتے اور اسی اعتبار سے ان کی رہنمائی کرتے۔ یہ رہنمائی صرف دینی کتابوں یا ان کی تحقیق سے متعلق نہیں ہوتی بلکہ علم وادب کے ہر فن میں ہوتی تھی۔ اہل علم سے بھی تعاون فرماتے اور بلا تکلف ان کے لیے مراجع ومصادر کی طرف رہنمائی فرماتے بلکہ اس کی فراہمی بھی کرتے تھے، ماجستر ودکتوراہ کے طلبہ کے لیے خطہ سازی اور مراجع کی رہنمائی میں آپ کا بڑا کردار رہا ہے، تحقیق کے ساتھ ساتھ تعریب کے بھی کچھ کام ہوتے تھے، مثلاً ایک خط سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے معیار الحق (میاں سید نذیر حسین دہلوی رحمہ اللہ) کا عربی ترجمہ کیا۔ وہ طلبہ جنہیں علم سے رغبت ہوتی تھی وہ آپ کی خصوصی شفقت کے مستحق ٹھہرتے، انہیں پڑھنے کے ساتھ ساتھ لکھنے پر بھی بھرپور توجہ دینے کو کہتے تھے، کچھ طلبہ سے علمی کام بھی کراتے اور ان کی حوصلہ افزائی بھی کرتے تھے، مدینہ منورہ کے مرحلہ دکتوراہ میں طالب علم جناب جمیل احمد ضمیر نے لکھا ہے کہ شیخ نے مولانا آزاد کی کتاب ''تذکرہ'' کے ان کے عربی ترجمہ کو سراہا اور ساتھ ہی مولانا محمد حنیف ندوی علیہ الرحمہ کی کتاب ''عقلیات امام ابن تیمیہ'' کا عربی

ترجمہ کرنے کی طرف کئی بار توجہ دلائی۔ شیخ کے اپنے منصوبے اور خاکے بھی تھے جو آپ کی وفات سے ادھورے رہ گئے، امید کہ شیخ کے محبین اہل علم و دانش ان خاکوں میں رنگ بھریں گے اور اپنے لیے اور شیخ کے لیے صدقہ جاریہ بنائیں گے۔

مولانا ثناء اللہ صادق تیمی حفظہ اللہ کے طلباء مشکور وممنون رہیں گے کہ آخری سالوں میں آپ نے شیخ کو سوشل میڈیا پر لائیو پروگراموں میں لاکر ایک خلق کثیر کو استفادے کا موقع دیا، اس پر ان کا جتنا شکریہ ادا کیا جائے کم ہے۔ مزید ان مکالموں کے لیے ایسے عناوین کا انتخاب کیا اور ان پر سیر حاصل گفتگو کی جو طلبہ کے لیے حد درجہ مفید اور اصولی حیثیت رکھتے ہیں۔ اللہ کا شکر ہے کہ حافظ شاہد رفیق صاحب ان مکالموں اور محاضروں کو طباعت کا جامہ پہنانے کی تیاری کر رہے ہیں۔ بلاشبہ یہ شیخ عزیر شمس، شیخ ثناء اللہ صادق اور پھر شیخ شاہد رفیق کے لیے صدقہ جاریہ بنے گا۔ ان شاء اللہ۔ ادھر چند سالوں میں شیخ کے کئی محاضرات ریاض میں منعقد ہوئے جن کا موضوع علمائے اہل حدیث کی عقیدہ، تفسیر، حدیث اور فقہ کے باب میں خدمات تھیں، ایک ڈیڑھ گھنٹے کے یہ محاضرات اپنے اندر ایسی جامعیت لیے ہوئے تھے کہ ہر محاضرہ ایک علمی رسالہ کی حیثیت رکھتا ہے اور اس موضوع پر کام کرنے والوں کے لیے بہت معاون ہے۔ ساتھ ہی طلبہ کے لیے اس میں کسی موضوع کو بطور لیکچر پیش کرنے کا کیا سلیقہ ہونا چاہیے، ترتیب کیسی ہو، مراجع کیا کیا ہوں، وقت کی رعایت کرتے ہوئے جامعیت کیسے پیدا ہو، یہ چیزیں بھی سیکھنے کی ہیں۔

یہیں سے یہ بات بھی سامنے آتی ہے کہ شیخ کو اوائل طالب علمی سے تاریخ اہل حدیث سے جو شغف پیدا ہوا تھا اس کی آتش ایک لمحے کے لیے بھی سرد نہیں ہوئی، اور علامہ ابن تیمیہ، ابن قیم اور معلمی یمانی رحمہم اللہ کی کتابوں کی تحقیق میں غرق ہونے کے باوجود آپ نے اس کو فراموش نہیں کیا۔ بلکہ تاریخ اہل حدیث پر لکھنے والوں کے لیے اس میدان میں بہت رہنمائی کی اور خطہ سازی میں مدد بھی فرمائی بلکہ اس موضوع پر بھی آپ مرجع کی حیثیت رکھتے تھے۔ آج یہ شکوہ بہت حد تک بجا ہے کہ مملکت میں مقیم اہل حدیث طلبہ کی اپنی تاریخ سے دلچسپی بہت کم ہوتی ہے، اور اپنے علماء کی کتب وتحقیقات کو وہ اہمیت نہیں دیتے جو دینی چاہیے۔ اس میں ایک بڑا سبب ان سے عدم واقفیت بھی ہے۔

اللہ جزائے خیر دے جناب حافظ شاہد رفیق حفظہ اللہ کو جنہوں نے کئی سالوں کی تگ ودو کے بعد آپ کے مقالات کو اکٹھا کر کے شائع فرمایا۔ طالبان علوم نبوت کے لیے یہ بہت عظیم تحفہ ہے جس کی اگلی جلدوں کا بے صبری سے انتظار ہو رہا ہے۔ ان مقالات سے طلبہ کیسے استفادہ کر سکتے ہیں خود حافظ صاحب کی زبانی سنیے، وہ لکھتے ہیں:

''شیخ محترم نے گذشتہ ۴۵ ؍برس میں وقتاً فوقتاً جو اردو مضامین حوالۂ قرطاس کیے ہیں وہ اپنے موضوع اور مواد کی اہمیت کے پیش نظر انتہائی وقیع اور قیمتی ہیں۔ ان نگارشات میں جہاں ہمیں تحقیقی اسلوب اور وسعت مطالعہ جیسی صفات نظر آتی ہیں وہیں ان میں محققین اور طلباء کے لیے راہنمائی کا مکمل سامان بھی موجود ہے کہ کسی بھی موضوع پر لکھنے کے لیے اس کی ترتیب کیسی ہو، معلومات کا ذریعہ کیا ہو اور مصادر ومراجع سے استفادہ کیوں کر کریں، پھر اظہار مدعا میں زبان

اور منہج واسلوب کیسا اپنائیں، کسی کتاب یا مضمون پر نقد وتبصرہ اور تجزیہ کرنے کا مفید طریقہ کیا ہوتا ہے، طلبہ ومحققین کے لیے ان تمام مفید اور بنیادی سوالوں کا جواب شیخ محترم کے تحریری اسلوب میں بدرجۂ اتم نظر آتا ہے، اور قارئین بہ آسانی حصول معلومات کے علاوہ ان نگارشات سے یہ باتیں بھی سیکھ سکتے ہیں۔''

[حافظ شاہد رفیق/مقالات شیخ محمد عزیر شمس]

اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ مرحوم کی مغفرت فرمائے، حسنات کو شرف قبولیت بخشے، سیئات سے درگزر فرمائے۔ آپ کی علمی نگارشات سے استفادے کی ہمیں توفیق دے اور اسے آپ کے لیے صدقہ جاریہ بنائے۔

وصلی اللہ علی خیر خلقه محمد وعلی آله وصحبه وبارک وسلم

●●●

موت کی حقیقت

دنیا میں سب سے بڑی حقیقت موت ہے۔ بچہ ہو، بوڑھا ہو، جوان ہو، امیر ہو، غریب ہو یہ کسی کو نہیں بخشتی۔ ہر زندہ چیز بالآخر موت کا لقمہ ہی بنتی ہے۔ حیران کن بات یہ ہے کہ موت کی حقیقت کو جاننے کے باوجود شاید ہی کسی انسان کو زندگی میں اس حقیقت کا ادراک ہوتا ہو۔ ہر انسان اپنی جگہ پر فرعون یا قارون بننے کی کوشش میں لگا رہتا ہے۔ وہ یہ بھول جاتا ہے کہ اس نے خالی ہاتھ قبر میں جانا ہے اور زندگی کی ان بدتمیزیوں، بداخلاقیوں اور بدمعاشیوں کا بالآخر حساب بھی دینا ہے۔ کچھ بھی تو باری تعالیٰ سے چھپا نہیں رہتا۔ اس دنیا کا حساب اور اس دنیا کی سزا تو کچھ بھی نہیں ہے۔ وہاں کا حساب کتاب اور وہاں کی سزا جو قرآن کریم میں بتائی گئی ہے بہت سخت ہوگی جس کا یہاں تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ یہ سب کچھ جاننے کے باوجود انسان گناہ کی زندگی سے باز نہیں آتا۔ دولت کی ہوس اور نفسانی خواہشات انسان پر غالب آجاتی ہیں اور انسان اپنی آخرت خراب کرلیتا ہے۔

(ماخوذ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رفیق گرامی محمد عزیر شمس رحمہ اللہ کی یاد میں
(۱۹۵۷-۲۰۲۲ء)

مہدِ علم دیں میں گزرا عہدِ طفلی اور شباب
تھا قلم سرمایہ اُس کا، زندگی اُس کی کتاب
اُس کا شوق و ذوق و جذبہ بے مثال وبے حساب
وہ سماے علم و فن کا آفتاب و ماہ تاب
روز مرّہ کے بھی جب حالات میں گرہن رہا
آفتاب علم وفن اس وقت بھی روشن رہا

وہ جہاں پہنچا وہیں اس کی پذیرائی رہی
علم و دانش اور ظرافت بزم آرائی رہی
لطف و لین و ترشی و تیزی میں رعنائی رہی
اختلاف رائے میں یاروں کی یارائی رہی
باپ کی مانند بیٹے کو جلال آتا رہا
جو نہ جانے، اس کے دل میں اک سوال آتا رہا

ہم بنارسؔ سے مدینہؔ کو چلے آشفتہ سر
ہم نوالہ، ہم پیالہ، ہم نوا و ہم سفر
اپنے گو حالات بھی ہوتے رہے زیر و زبر
پر کبھی آیا نہیں یارائی پر کوئی اثر
جو کبھی خاموش نہ ہوتا تھا اب خاموش ہے
کس قدر بے درد و بے جا موت کی آغوش ہے

تھا قرینِ ماہ وپرویں اُس کا علمی حوصلہ
تھا جواں پیرانہ سالی میں بھی اُس کا ولولہ
عیش وعشرت اور آسائش نہ تھا کچھ مسئلہ
بحث وتحقیق ونظر تھا اُس کا اصلی مشغلہ

وہ مسافر اپنی منزل میں نہ در ماندہ ہوا
جب کبھی اپنے سفر پہ دل سے آمادہ ہوا

گوناگوں پوشیدہ شہ پارے تھے محفوظات میں
کیا تعجب خیز رنگینی تھی معلومات میں
فقہ و تاریخ وادب میں اور ''مخطوطات'' میں
خوبیاں کتنی سمٹ آتی تھیں اُس کی ذات میں

''موتِ عالِم موتِ عالَم'' ذہن میں تازہ ہوا
اس حقیقت کا ترے جانے سے اندازہ ہوا

منہج ''بوزید'' میں پنہاں ہے شانِ امتیاز
ابنِ یحییٰؒ، ابنِ قیمؒ، ابنِ تیمیہؒ کا راز
ان کی ''تحقیقات'' میں ہیں ان کی تحریروں کا ساز
ہے اسی شہ کار سے وہ سربلند و سرفراز

یہ حیاتِ بے وفا تو ایک رُستاخیز ہے
کارِ علمی ہی ترقی کے لیے مہمیز ہے

اصل میں اُس کا تخصص ایسا آفاقی رہا
فنِّ ''مخطوطات'' میں وہ نازِ مشاقی رہا
چل بسا، جیسے نہ اب کوئی عمل باقی رہا
بزمِ یاراں میں نہ اب ایسا کوئی ساقی رہا

”جان کر منجملۂ اَرباب میخانہ تجھے
مدّتوں رویا کریں گے جام و پیمانہ تجھے“

”مکتبہ“ تھا موت اُس کی، مکتبہ اُس کی حیات
مکتبہ ہی بس رہا ہے اُس کی پوری کائنات
دور تھے اُن سے ہمیشہ دَہر کے لات ومنات
پیکرِ علم وہنر اور پیکر صبر وثبات

قابلیّت اُس کی جو تھی اُس کی آزادی میں تھی
یہ صفت اُس کی ہمیشہ سے غم و شادی میں تھی

وہ محقق وہ مؤرخ وہ ادیبؔ بے مثال
جس کا ہر اِک کار ہو شہ کار، ہیں وہ خال خال
حادثہ جاں کاہ ہے جس کی تلافی ہے محال
ہے رخِ زیبائے بحث وعلم پر گردِ ملال

اب کہاں پائیں گے علم وفن کے متوالے اُسے
وادیِ اُم القریٰ میں ڈھونڈھنے والے اُسے

قبلہؔ و کعبہؔ، حرمؔ، یعنی مقامِ حق پناہ
نیک بختانِ جہاں کے دل کی وہ آماج گاہ
یکساں ہوتے ہیں وہاں پر سب فقیر و بادشاہ
”مرقدِ معلاٰ“ نکوکاروں کی وہ آرام گاہ

مدتوں سے جاگتا تھا سرزمین پاک میں
اور اب سویا ہوا بھی ہے اسی کی خاک میں

کون اب پورا کرے گا اُس کے علمی خواب کو
بحث کو، تحقیق کو، اخلاق کو، آداب کو

ہے ضرورت، جیسے پانی ماہیِ بے آب کو
اب کہاں پائیں گے مصلحؔ! گوہرِ نایاب کو
لحد پر یارب تو اُس کی رحمت افشانی کرے
جنت الفردوس میں تو اُس کی مہمانی کرے

صلاح الدین مقبول احمد مصلحؔ نوشہروی

۲۰۲۲/۱۰/۱۹ء

انداز ضیافت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ میں بھوک سے نڈھال ہوں، پس آپ نے اپنی بعض ازواج مطہرات کی طرف پیغام بھیجا۔ انہوں نے جواب دیا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا میرے پاس پانی کے سوا کچھ نہیں۔ آپ نے دوسری بیوی کی طرف پیغام بھیجا۔ اس نے بھی اس کے مثل جواب دیا حتیٰ کہ سبھی نے یہی کہا کہ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا میرے پاس سوائے پانی کے کچھ نہیں، پس نبی ﷺ نے فرمایا: آج کی رات کون اس کی مہمانی کرے گا تو ایک انصاری آدمی نے کہا: یا رسول اللہ میں۔ پس وہ اسے اپنے ساتھ اپنے گھر لے گیا اور اپنی بیوی سے کہا: رسول اللہ ﷺ کے مہمان کی عزت کرنا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ اس نے اپنی بیوی سے کہا: کیا تیرے پاس کوئی چیز ہے، اس نے کہا: نہیں، صرف بچوں کی خوراک ہے۔ اس نے کہا: ان بچوں کو کسی چیز کے ساتھ بہلا دو اور جب وہ رات کا کھانا مانگیں تو انہیں کسی طریقے سے سلا دینا اور جب ہمارا مہمان گھر میں داخل ہو تو چراغ بجھا دینا اور اس پر ظاہر کرنا کہ ہم بھی اس کے ساتھ کھانا کھا رہے ہیں۔ چنانچہ وہ سب کھانے کے لیے بیٹھ گئے اور مہمان نے کھانا کھایا اور دونوں نے بھوکے رات گزاری۔ جب صبح ہوئی اور وہ نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا: تم نے آج کی رات اپنے مہمان کے ساتھ جو سلوک کیا اللہ تعالیٰ اس پر بڑا خوش ہوا ہے۔

(بخاری ومسلم)

مجلس منتظمہ

مرکزی دارالعلوم بنارس

کی سالانہ میٹنگ ۲۰۲۲ء

- رپورٹ ناظم اعلیٰ
- رپورٹ شیخ الجامعہ
- رپورٹ مدیر التعلیم
- تاثرات

رپورٹ ناظم اعلیٰ جامعہ سلفیہ بنارس

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدالله رب العالمين، و الصلوة و السلام على رسوله النبي الكريم، و على آله وصحبه أجمعين أما بعد:

محترم حاضرین مجلس!

یہ ہمارا ایمان ہے کہ کوئی بھی کام اللہ تعالی کی مدد اور اس کی توفیق کے بغیر نہیں ہوتا ہے، جامعہ سلفیہ بنارس جماعت اہل حدیث کی ایک بہت بڑی امانت ہے، اس کے قیام کا ایک اہم اور عظیم الشان مقصد ہے، کسی بھی تعلیمی ادارہ کے لیے ضروری ہے کہ اس کا منظر اور رکھ رکھاؤ بھی اچھا ہو، کیوں کہ ماحول اور منظر بہتر ہوگا تو پڑھنے والے طلبہ کا کردار بھی بہتر رہے گا، ماحول کو خوش نما اور سازگار بنانے میں ادارہ کے ذمہ داران و اساتذۂ کرام سب کی ذمہ داری ہوتی ہے، اللہ تعالی سب کو اپنے اپنے فرائض کو بحسن وخوبی اور نیک نیتی کے ساتھ انجام دینے کی توفیق بخشے، آمین

میں گاہے بہ گاہے طلبہ عزیز سے بھی کہا کرتا ہوں اور سوچتا رہتا ہوں کہ بلڈنگ بہتر سے بہتر بن جائے اور صفائی ستھرائی بھی بہتر سے بہتر ہو جائے لیکن اس کے لیے طلبہ کا باذوق ہونا نیز ان کا تعاون بھی ضروری ہے ورنہ سب بے سود و بے کار ہے، اللہ تعالی ہمارے بچوں کے اندر بھی صحیح جذبہ ولگن پیدا فرمائے تاکہ وہ اس جامعہ کے احاطہ میں رہ کر با اخلاق وصاحب کردار عالم بن کر قوم کی رہنمائی کے لیے تیار ہوں۔

محترم حاضرین! میں آپ تمام لوگوں کا صمیم قلب سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جامعہ کی دعوت پر آپ حضرات یہاں تشریف لائے ہیں، یقیناً آپ تمام حضرات کا کسی نہ کسی طرح سے جامعہ سے تعلق ہے، دامے درمے سخنے وقدمے آپ سے تعاون ملتا ہے، اللہ تعالی آپ کو اس کا بہترین صلہ دنیا وآخرت میں عطا فرمائے اور ہمیں توفیق دے کہ بدلتے ہوئے حالات میں ہم اپنے بچوں کے روشن مستقبل کے لیے بہتر سے بہتر کام کر سکیں، تعلیمی رپورٹ سے پہلے میں چاہتا ہوں کہ آخری اجتماع کے بعد سے آج تک جامعہ میں جو تعمیر ومرمت اور اصلاح کا کام ہوا ہے، اختصار کے ساتھ وہ آپ سامعین کو بتلا دیا جائے۔

تعمیر ومرمت اور بلڈنگ کی اصلاح کا کام:

اگست 2019ء میں جامعہ کی مسجد کا وضوخانہ توڑ کر از سرے نو بنوایا گیا، ٹونٹی دو لائن تھی، تین لائن کی گئی، اوپر کی منزل کا بھی وضوخانہ توڑ کر نئے سرے سے بنوایا گیا۔ الحمد للہ پہلے سے بہت بہتر ہو گیا ہے۔

دسمبر 2019ء میں اساتذۂ کرام کا باتھ روم جو کہ پرانے طریقہ کا تھا، توڑ کر نیا بنوایا گیا اور ٹائلس بھی لگوایا گیا، یہ باتھ روم جامعہ کی پورب جانب دونوں منزل پر ہے، جدھر بغیر فیملی والے اساتذۂ کرام رہتے ہیں۔

اکتوبر 2020ء میں جب جامعہ میں طلبہ نہیں تھے اور آن لائن تعلیم ہو رہی تھی، بڑی ٹنکی اور اوپر وضوخانہ کی ٹنکی ٹپک رہی تھی، اندر سے توڑ کر واٹر فروفنگ کرائی گئی۔

دسمبر 2020ء میں بجلی روم میں پرانی فٹینگ اکھاڑ کر نئی وائرنگ کرائی گئی اور ہاسٹل، کلاس روم، مہمان خانہ، مسجد، لائبریری، اساتذۂ کرام کے روم وغیرہ سب کے لیے 21 سب میٹر (sub mater) لگوائے گئے، اسی طرح جو اساتذہ کرام اہل وعیال کے ساتھ فیملی کوارٹر میں رہتے ہیں، اس میں 12 فلیٹس کا الگ الگ سب کا (sub Mater) لگوایا گیا۔

فروری 2021ء میں جامعہ میں مسجد کے بغل میں دوسری منزل کے پانچ کمروں کی چھت خراب ہوگئی تھی، پہلے مرمت کرائی جا چکی تھی، RB سلیب تھی، چھت سے اینٹیں گرنے لگی تھیں، پوری چھت اتار کر نئی چھت بنوائی گئی، RCC سلیب لگوائی گئی، پھر نیچے کے کمروں کی پوری مرمت ہوئی، وائرنگ بھی اکھاڑ کر انڈر گراونڈ کرائی گئی۔ یہ حصہ جامعہ کی بلڈنگ کا سب سے پرانا ہے جو کہ سب سے پہلے بنا تھا۔

جون 2021ء کو جامعہ کے مین گیٹ کے بغل میں جو کتاب کی دکان ہے، جس کی عمارت بہت پرانی ہے، جامعہ کی شمالی دیوار کی بونڈری وال ابھی بھی مٹی کی ہے، اس دکان کے کمرے کا پلاسٹر اکھاڑ کر نئے سرے سے کرایا گیا، نیز بغل کا کمرہ بھی مرمت کرایا گیا اور درمیان میں نیا دروازہ لگا کر بغل کے روم کو اسٹاک روم بنا دیا گیا اور اس میں طلبہ کی سہولت کے لیے فوٹو اسٹیٹ کی بڑی مشین لگائی گئی، کتابوں کا اصل اسٹاک اوپر کے تین بڑے کمروں میں ہے۔

اگست 2021ء میں جامعہ کے برآمدے کی زمین کو توڑنے کا کام شروع کیا گیا، کیوں کہ برآمدہ کی زمین جگہ جگہ سے دھنس گئی تھی، بارش کا پانی اس پر جمع ہو جاتا تھا، جب کہ اس سے پہلے توڑ کر بنوائی جا چکی تھی، اس لیے انجینئر سے مشورہ اور ڈیزائننگ کرانے کے بعد یہ کام شروع کیا گیا۔

برآمدہ چودہ ہزار فٹ ایریا پر مشتمل ہے، سب سے پہلے دس انچ خلیہ نکالا گیا، پھر اندر گنگا بالو اور اس پر 4، انچ اینٹ لگی، کہیں کہیں اینٹ سؤیکنگ کرائی گئی، اس کے اوپر ساڑھے چار انچ rcc چھڑ دے کر سلیب لگائی گئی، ہر بارہ فٹ پر وال ٹو وال بیم بھی ہے، پھر سلیب کے اوپر فل باڈی ٹائلس لگایا گیا، دونوں کھمبوں کے درمیان میدان کی طرف گرینائٹ پتھر بھی لگایا گیا۔ الحمدللہ جامعہ کا منظر بہت اچھا ہو گیا۔

اکتوبر 2021ء میں مدرسہ زید بن ثابت میں چھت پر باورچیوں کے لیے کمرہ بنوایا گیا، اس بلڈنگ میں دوسو طلبہ کے قیام وطعام کا انتظام ہے، کھانا چھت پر بنتا ہے، باورچی نیچے گیٹ کے پاس رہتے تھے، جس کی وجہ سے ان کو پریشانیاں ہوتی تھیں۔ ان کی پریشانیوں کو دیکھتے ہوئے چھت پر باورچی خانہ کے بغل میں ان کے لیے روم بنوایا گیا، اسی جگہ غلہ کا

اسٹاک روم بھی ہے۔

جون 2022م میں چونکہ جامعہ کے مہمان خانہ کا باتھ روم خراب تھا، اس لئے اندر والا توڑ کر نیا بنوایا گیا، کموڈ اور پیالہ بھی بدلا گیا، باہر کے کمرے میں بھی کموڈ کا اضافہ کیا گیا، مہمان کھانے میں چار روم اور آٹھ بیڈ ہیں جو سب کے سب پرانے تھے، ہلنے لگے تھے، بڑھئی سے باضابطہ مرمت کرائے گئے، سن مائیکا لگا کر ڈیزائن بھی بدل دیا گیا، گدے بدلنا باقی ہے جو تقریباً 25 سال پرانے ہو چکے ہیں۔

جون 2022ء میں جامعہ کے تین جنریٹر کی مرمت کا کام ہوا ہے، کئی اہم سامان بدلنا پڑا۔ ایک KV 30 کا ہے، ایک KV 10 کا ہے اور ایک ساڑھے سات KV کا لائبریری کے لیے خاص ہے۔

جولائی 2022ء میں آفس کے پیچھے کا برآمدہ کچھ زیادہ ہی دھنسا تھا، اس کو rb اینٹ سے ٹھیک کرایا گیا، اس جگہ سلیب نہیں لگ سکی ہے۔

جامعہ کا دارالحدیث ہال بہت عالیشان اور خوبصورت ہے، اس کو بنے پچاس سال سے زائد ہو چکے ہیں، اس کی زمین موزائک کی تھی، جو دو تین انچ بیٹھ گئی تھی، انجینئر سے معائنہ کرایا گیا نیز اس کا باضابطہ نقشہ بنوایا گیا اور اس کے بعد زمین کھود کر rcc کھمبا درمیان میں اور چاروں طرف دیوار سے rcc بیم لگائی گئی اور ساڑھے چار انچ موٹی rcc سلیب لگائی گئی، پھر اس پر ٹائلس لگایا گیا۔

اگر کبھی اس کو پارٹیشن کر کے کلاس روم بنوانا ہوا تو زمین پر سیدھے دیوار اٹھا کر چھت لگائی جاسکتی ہے۔

تعلیمی کمیٹی اور مدیر تعلیم کے کام کی اہمیت اور اس کی پرائیویسی کو سامنے رکھتے ہوئے ایک الگ روم کو مختص کیا، اس میں اے سی لگوائی گئی تاکہ کام کرنے میں آسانی ہو۔

جامعہ سلفیہ بنارس کا دارالافتاء ایک عظیم دارالافتاء ہے اس میں اکثر وبیشتر دس پندرہ لوگ وفد کی شکل میں اپنے تنازعات کے حل اور تصفیہ کے لیے آتے ہیں لہٰذا ان کے پرائیویٹ مسائل کو سننے اور سلجھانے اور بسا اوقات اہم استفتاءات کے موقع پر اراکین فتویٰ کمیٹی کے ساتھ میٹنگ کرنے کے لیے دارالافتاء کے بغل میں ایک روم کو اٹیچ کیا گیا۔

جامعہ کے تمام چھوٹے بڑے کمروں کی لمبائی اور چوڑائی کے سائز کے مطابق آرڈر دے کر کانپور سے دری منگوا کر بچھائی گئی تاکہ طلبہ کو بیٹھنے اور پڑھنے میں آسانی ہو۔ سب دریاں پرانی ہوگئی تھیں۔

اساتذۂ کرام کے لیے ٹیچرس روم میں گدا بچھایا گیا تاکہ ان کو بیٹھنے اور پڑھنے میں آسانی ہو۔

مسجد کے برآمدہ کا پتھر بہت خراب ہوگیا تھا اس لیے اس کو بدل کر نیا ماربل لگایا گیا، نیز مسجد کے صحن کی حالت خراب ہوگئی تھی، شیشہ نکال کر پورے صحن کی مرمت ہوئی، بارش کا پانی رک رہا تھا، اس کا ڈھار صحیح کرایا گیا۔

جامعہ میں مستقل طور پر سیمینار ہال بن جانے کے بعد دارالحدیث کا ہال صرف اجتماعی کلاس روم کے طور پر استعمال ہو رہا

ہے، ابھی سلیب لگاتے وقت زمین کے اندر انڈرگراؤنڈ وائرنگ بھی بچھا دی گئی ہے، بدلتی ہوئی دنیا میں اسمارٹ کلاس روم اور کمپیوٹرز لیب کی ضرورت ہے، پرانے میٹنگ روم میں 20 کمپیوٹر لگے ہیں جو طلبہ کی تعداد کے لحاظ سے ناکافی ہیں، اس لیے دارالحدیث کے پچھلے حصہ میں 20* 30 فٹ کا کمپیوٹر لیب بنے گا، اور آگے کی طرف 2020 کے دو اسمارٹ کلاس روم بنیں گے، ان شاء اللہ یہ سب کلیات کے طلبہ کے لیے ہوں گے

اس پروگرام کے تحت تعمیر کے وقت زمین پر وائرنگ کی پائپ ڈلوادی گئی ہے، فنڈ کی کمی کی وجہ سے کام رکوا دیا گیا ہے، اس اہم کام کے لئے پندرہ لاکھ کی ضرورت ہے۔

جامعہ میں اساتذہ کے لیے فیملی فلیٹ کی سخت کمی ہے، جب مدرسہ زید بن ثابت کی تعمیر کا مسئلہ تھا تو وہاں جامعہ رحمانیہ کے اساتذہ رہتے تھے، ان کو منتقل کرنے کے لیے بجرڈیہہ میں سولہ سوفٹ زمین پر دومنزلہ رہائشی مکان بنایا گیا، جہاں جامعہ کے ایک دو اور جامعہ رحمانیہ کے اساتذہ رہتے ہیں۔

اسی زمین کے سامنے پانچ ہزار فٹ زمین پر فیملی فلیٹ کی تعمیر کا کام تقریبا پانچ سال پہلے شروع کیا گیا تھا۔ فنڈ نہ ہونے کی وجہ سے کام بند کرنا پڑا تھا۔ 2022ء کے شروع میں دومنزل کی سلیب لگوائی گئی اور کمروں کی دیوار بھی بنوائی، ہر منزل پر ڈبل وسنگل بیڈروم مع ڈرائنگ روم وکچن کے چھوٹے بڑے سات فلیٹ کا کام کروایا جارہا تھا، بقرعید سے پہلے پیسہ نہ ہونے کی وجہ سے پھر کام بند کرادیا گیا ہے، اللہ آسانی پیدا کرے تاکہ یہ ضروری اور اہم کام جلد پورا ہوسکے، اس کام کے لئے کم از کم ایک کروڑ روپیہ کی ضرورت ہے۔

جامعہ میں ان کاموں کے علاوہ مزید بہت سے چھوٹے بڑے تعمیر ومرمت کے کام ہوتے رہتے ہیں، مثلا کلاس روم کی زمین دھنسی تھی سلیب لگا کر بنوایا گیا، غلہ اسٹاک روم کی زمین اور کمرہ میں پارٹیشن کی دیوار دھنس گئی تھی اس کو بدلوایا گیا۔

باورچی خانہ کے پاس بارش میں پانی کی روک کے لیے ترپال سے کام لیا جاتا تھا، اس لیے برسات سے پہلے چھت کے اوپر سے پرمانٹ فائبروٹن کا سڑ لگوایا، الحمدللہ اس سے وہاں کے باورچیوں کو کافی آسانی ہوگئی ہے، اسی طرح باورچی خانہ کے بغل کے روم کی مرمت وسفیدی، باورچی خانہ کی مرمت وسفیدی، جامعہ کی مسجد کے تہ خانہ کے راستے پر بھی پرمانٹ سڑ، مسجد ولائبریری کی پچھلی دیوار کی مرمت ورنگ کاری، دارالضیافہ بلڈنگ کی مرمت وگرل اور رنگائی کا کام، ادھرادھر سیور کی مرمت، زمین کی مرمت وغیرہ وغیرہ۔

مطبخ کے اوپر تین کمروں سے اینٹیں گر رہی تھیں، ان کو بنوایا گیا، کمروں میں نئی بجلی لائن under ground کرائی گئی، اور سفیدی ہوئی۔

اللہ کا فضل وکرم ہے کہ اس نے جامعہ کو ظاہری شکل وصورت میں بہتر بنانے کی توفیق بخشی، جن لوگوں نے اس میں کسی طرح کا تعاون پیش کیا ہے، اللہ تعالی ان کے اس گراں قدر تعاون کو قبول فرمائے اور دنیا وآخرت میں ان کو بہترین اجر وثواب دے،

اور اپنے مزید فضل وکرم سے نوازتا رہے، آمین۔ یہ تمام کام لاک ڈاؤن کا فائدہ اٹھا کر کرایا گیا جب طلبہ اپنے گھروں سے پڑھ رہے تھے اور جامعہ خالی تھا۔ اللہ اس کو قبول فرمائے اور مزید عمل کی توفیق بخشے۔

ابناء قدیم کا اجتماع اور بعد کی پیش رفت:

جامعہ سلفیہ میں کچھ سالوں سے آمدنی کی سخت قلت ہورہی تھی، سال ختم ہونے سے پہلے فنڈ ختم ہوجاتا تھا، جامعہ کو چلانا بہت ہی مشکل ہورہا تھا، ہمدردان وبہی خواہان جامعہ اس کے لیے مشورے دے رہے تھے، کہ ہر ادارہ کے فارغین اس کے لیے سب سے مفید اور معاون ہوتے ہیں، اس کے لیے فارغین جامعہ سے رابطہ کیا گیا، اور 1993 کے بعد دوسری بار فارغین جامعہ کا دوسرا دوروزہ اجتماع منعقد ہوا۔ 28، 29 نومبر 2018 کو ہمارے ابناء جامعہ تشریف لائے، اجتماع کو بہتر سے بہتر بنانے کے لیے سب نے مل کر محنت کی، 600 فولڈر اور کھانے کا ٹکٹ تیار کیا گیا جو کم پڑ گیا، الحمدللہ سب نے جامعہ آکر اپنی خوشی کا اظہار کیا، پرانی وبسری یادیں تازہ ہوگئیں، بچھڑے ہوئے ساتھیوں نے ایک دوسرے کو گلے لگایا، اور سب نے اپنے مادر علمی کے لیے کام کرنے کا عزم کیا، اس سے جامعہ کی نیک نامی میں اضافہ کے ساتھ بہت سی غلط فہمیوں کا ازالہ بھی ہوا۔

اس کام کو زندہ رکھنے کے لیے 23 دسمبر 2018 کو ممبئی میں ابناء کے ساتھ میٹنگ ہوئی، پھر یکم مئی 2019 کو ممبئی میں محسنین کے ساتھ اجتماع ہوا، اس اجتماع کی تیاری پہلے سے کی گئی تھی، اور ممبئی کے اکثر صاحب خیر کو دعوت نامہ بھی بھیجا گیا تھا۔

پھر 18 جولائی 2019 کو دہلی میں ابناء جامعہ کے ساتھ میٹنگ ہوئی، اور ایک سات نفری کمیٹی بنائی گئی۔

21 دسمبر 2019 کو میں شیخ ظفر الحسن صاحب کو لے کر حیدرآباد پہنچا، ممبئی سے مولانا عبدالسلام سلفی بھی تشریف لائے، ابناء نے 104 فارغین جامعہ کی معلومات حاصل کیں اور ان سے رابطہ کیا، اچھی میٹنگ ہوئی، اور اس کے بعد سے وہ لوگ متحرک ہیں۔

2 مارچ 2020 کو کلکتہ ہگلی میں اس طرف کے فارغین کے ساتھ اجتماع کیا، وہاں بھی کمیٹی بنائی گئی۔

لاک ڈاؤن میں ہر کام رک گیا تھا، لیکن الحمدللہ جامعہ کے فارغین اب بھی مستعد رہتے ہیں۔

11 ستمبر 2021 کو کانپور مسلم پرسنل لاء کی میٹنگ میں گیا تھا، وہاں دو دن قیام رہا، دونوں دن وہاں کے ابناء کے ساتھ اجتماع ہوا۔

یہ تعلیم وتعلم سے ہٹ کر دیگر کاموں کی مختصر رپورٹ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں مزید کام کرنے کی توفیق دے اور جامعہ کو مزید ترقی عطا فرمائے، آمین۔ إنه عليم قدير.

عبداللہ سعود سلفی

ناظم اعلیٰ جامعہ سلفیہ بنارس

●●●

رپورٹ کارکردگی شعبۂ تعلیم وتربیت
برائے مجلس منتظمہ جامعہ سلفیہ، بنارس
منعقدہ ۱۹/ربیع الاول ۱۴۴۴ھ مطابق ۱۶/اکتوبر ۲۰۲۲ء بروز اتوار

الحمد لله رب العالمين، والعاقبة للمتقين، وصلوات الله وسلامه وبركاته على نبينا محمّد وعلى آله وصحبه أجمعين، ومن تبعهم بإحسان إلى يوم الدين، أما بعد:

فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم، بسم الله الرحمن الرحيم

اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ، خَلَقَ الْإِنسَانَ مِنْ عَلَقٍ، اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ، الَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ، عَلَّمَ الْإِنسَانَ مَالَمْ يَعْلَمْ (العلق: ۱-۵)

وقال تعالى: يَرْفَعِ اللهُ الَّذِيْنَ آمَنُوا مِنكُمْ وَالَّذِيْنَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ وَاللهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيْرٌ [المجادلة: ۱۱].

وقال النبي صلى الله عليه وسلم: "من يرد الله به خيرا يفقهه في الدين" (رواه البخاري).

محترم صدرِ مجلس، معزز اراکین اور حاضرین کرام!

اللہ تبارک وتعالیٰ کا بے شمار فضل وکرم ہے کہ آج ہم تمام حضرات ہندوستان کی عظیم سلفی درس گاہ جامعہ سلفیہ (مرکزی دارالعلوم) بنارس کی مجلس منتظمہ میں اکٹھا ہوئے ہیں، تاکہ اس کی کارکردگی کا جائزہ لیں اور مستقبل میں اس کی ترقی کے لئے لائحۂ عمل طے کریں۔

اس موقع پر اللہ تبارک وتعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے بعد آپ سبھی حضرات کا میں تہ دل سے شکرگزار ہوں کہ آپ اپنے قیمتی اوقات کو صرف کرکے شہر بنارس اور ہندوستان کے دیگر مقامات سے یہاں تشریف لائے اور ہماری حوصلہ افزائی فرمائی اور اس عظیم مرکزی درس گاہ سے اپنی پرخلوص محبت اور لگاؤ کا ثبوت دیا۔ فجزاکم اللہ احسن الجزاء۔

حضرات گرامی! اب میں جامعہ کی تعلیمی کارکردگی کا مختصر خاکہ آپ کی خدمت میں پیش کررہا ہوں، جس سے آپ کو تعلیمی معیار، تربیتی نظام اور طلبہ کی علمی سرگرمیوں کا اندازہ ہوجائے گا۔ ان شاء اللہ

ہر تعلیمی ادارے کی کوشش ہوتی ہے کہ اس کا تعلیمی معیار بہتر ہو۔ ہمارا جامعہ بھی اپنے تعلیمی معیار کو بلند کرنے کے لئے ہر ممکن کوشش کرتا رہا ہے۔

الحمد للہ جامعہ کو اچھے، باصلاحیت اور تجربہ کار اساتذہ کی خدمات حاصل ہیں جو نہایت محنت ولگن کے ساتھ تدریسی فریضہ انجام دیتے ہیں اور طلبہ کی اسلامی تربیت اور ان کے اندر تعلیمی بیداری پیدا کرنے کے لئے ہمیشہ کوشاں رہتے ہیں،

صدر محترم وناظم اعلیٰ حفظہما اللہ کی رہنمائی اوراساتذہ کرام کے باہمی مشورے سے یہ تدریسی قافلہ پورے سال رواں دواں رہتا ہے۔

آن لائن تعلیم:

محترم حاضرین! اللہ کے فضل وکرم اور محترم ناظم اعلیٰ حفظہ اللہ کی دور اندیشی سے جامعہ سلفیہ میں لاک ڈاؤن کے ابتدائی ایام ۲۰۲۰ء ہی سے تعلیمی سلسلہ جاری رہا، کسی بھی وقت یہ سلسلہ منقطع نہیں ہوا جبکہ دیگر بہت سارے ذمے دارانِ مدارس اس وبائی بیماری میں اپنے اداروں کو جاری نہیں رکھ سکے، لیکن جامعہ نے تالہ بندی کے شروع ہی میں جامعہ کے ویب سائٹ پر اپنا ایک خاص پورٹل بنایا جس پر لاکھوں کی رقم خرچ کی آن لائن درسی کتابیں مہیا کرایا اوراپنے طلبہ کے لیے تمام تر سہولیات مہیا کیں تاکہ وہ تعلیم سے جڑے رہیں اوران کا تعلیمی سال ضائع نہ ہو۔ والحمدللہ۔

امتحانات:

ملکی اورعالمی یونیورسٹیوں کی طرح جامعہ میں پچھلے دوسالوں سے سمسٹر سسٹم یعنی فصلی نظام لاگو کیا گیا ہے جس کے تحت سال میں سوسو نمبرات کے دو امتحانات: فصل اول اور فصل ثانی کے نام سے ہوتے ہیں، ہر فصل کا مستقل رزلٹ تیار کیا جاتا ہے، مرحلۂ عالمیت اور مرحلہ کلیات کی آخری فصل میں سابقہ تمام فصول کے نمبرات کو جوڑ کر رزلٹ تیار کیا جاتا ہے۔

معلوم ہو کہ تعلیمی سال ۲۰۲۰-۲۱ جس وقت لاک ڈاون کی وجہ سے آن لائن تعلیم ہو رہی تھی اس سال کے فصل ثانی کے امتحان میں ۸۶۰ طلبہ نے شرکت کی جب کہ حکومتی گائڈ لائن کے مطابق متوسطہ تا ثانویہ اولی کے (۱۰۹) طلبہ کو بغیر امتحان کے اگلے کلاس میں ترقی دے دی گئی اس طرح جامعہ میں تعلیم حاصل کرنے والوں کی تعداد بشمول شاخ (۹۶۰) تھی اور سال گذشتہ یعنی تعلیمی سال ۲۰۲۱-۲۲ کے فصل ثانی کے رزلٹ کا اجمالی خاکہ کچھ اس طرح ہے:

رجسٹریشن کرانے والے کل طلبہ کی تعداد بشمول شاخ	غیر حاضر	شریک امتحان	پاس	فیل
۹۵۲	۱۶۱	۷۹۱	۷۱۸	۷۳

جامعہ سلفیہ کے مختلف تعلیمی شعبے:

اس وقت جامعہ سلفیہ میں مندرجہ ذیل شعبے قائم ہیں:

(۱) شعبۂ عربی (۲) شعبۂ تحفیظ القرآن (۳) شعبۂ افتاء

شعبۂ عربی چار مراحل پر مشتمل ہے:

(۱) مرحلہ متوسطہ (۲) مرحلہ ثانویہ (۳) مرحلہ عالمیت (۴) مرحلہ کلیات

اکابرین جامعہ کا دیرینہ خواب تھا کہ جامعہ میں اعلیٰ تعلیم کے لیے مستقل انتظام کیا جائے، مگر حالات اور جامعہ کے مصارف نے اجازت نہ دی۔ لیکن محترم ناظم اعلیٰ حفظہ اللہ نے یہ جرأت مندانہ قدم اٹھایا اور فضیلت کو تین الگ الگ کلیات میں تقسیم کردیا۔ اب ماشاء اللہ یہاں تین کلیات کلیۃ الشریعۃ، کلیۃ الحدیث اور کلیۃ الدعوۃ واصول الدین رواں دواں ہیں۔

ان تینوں کلیات کے لیے نصاب تعلیم، دروس میں اضافہ اور ماہر، باصلاحیت اساتذہ کی پوری ایک ٹیم کی ضرورت تھی۔ اللہ کا شکر ہے کہ منتظمین جامعہ اوران کی مخلصانہ کاوشوں کی بدولت ادارہ اس عظیم منصوبہ کوعملی جامہ پہنانے میں کامیاب ہوا۔

ان تینوں کلیات کے لیے الگ الگ درسگاہیں مختص ہیں۔احادیث وعقیدہ اورتفسیر کادرس اجتماعی طور پر دارالحدیث اور قاعۃ المحاضرات میں ہوتا ہے۔خوش آئند بات یہ ہے کہ مرحلہ کلیات میں داخلے کے لیے طلبہ کی دلچسپی میں دن بدن اضافہ ہوتا جارہاہے۔والحمدللہ۔

واضح ہوکہ جامعہ کے عربی درجات میں تین سندیں دی جاتی ہیں:

۱۔ سندِ لیسانس جوکہ بی اے کے مساوی ہے۔ ۲۔ سندِ عالمیت جوکہ انٹر کے مساوی ہے۔

۳۔سندِ ثانویہ جوکہ ہائی اسکول کے مساوی ہے۔

سال گذشتہ کے فارغین کی تفصیل درج ذیل ہے:

کلیات	عالمیت	ثانویہ	حفظ قرآن	ٹوٹل
۸۴طلبہ	۱۱۷طلبہ	۱۱۶طلبہ	۱۲طلبہ	۳۲۹طلبہ

اس طرح اب تک جامعہ کے فارغین کی تعداد گیارہ ہزاردوسوباسٹھ (۱۱۲۶۲) ہوچکی ہے۔والحمدللہ

مؤسسین جامعہ کی مخلصانہ دعاؤں اور انتھک کوششوں کی برکت ہے کہ آج جامعہ کے فارغین ہندوبیرون ہند کے بڑے بڑے اداروں سے وابستہ ہیں اور تدریس وتصنیف، بحث وتحقیق، نیز دعوت وتبلیغ کے میدان میں ان کی خدمات نمایاں ہیں،فللہ الحمدو المنة۔

سال رواں میں طلبہ کی تعداد:

اللہ رب العالمین کافضل وکرم ہے کہ جامعہ کے تعلیمی معیار کوملک وبیرون ملک میں محسوس کیا گیاہے، یہی وجہ ہے کہ ہر سال داخلہ کے لئےطلبہ کی ایک معتد بہ تعداد پہنچتی ہے، اس سال داخلے کے لیے (۱۵۳) داخلہ فارم ایشو ہوا، امتحان میں شریک ہونے والےطلبہ کی تعداد (۱۱۴) تھی، جن میں صرف (۸۸) طلبہ کاداخلہ منظور ہوا۔اسکےعلاوہ شاخوں کے (۱۱۳) طلبہ مقبول ہوئے۔اس طرح سال رواں میں ٹوٹل (۲۰۲) طلبہ کاداخلہ ہوا۔

اس سال زیرتعلیم طلبہ کی مرحلہ وار تعداد حسب ذیل ہے:

کلیات	عالمیت	ثانویہ	متوسطہ	شعبہ تحفیظ	ٹوٹل
۱۹۹	۲۸۵	۵۸	۸۰	۸۱	۷۰۳

اس وقت ہندوستان کے ۱۶ صوبوں اور ملک نیپال کے طلبہ جامعہ میں تعلیم حاصل کررہے ہیں ان کی صوبہ وار تعداد

حسب ذیل ہے:

تعداد	صوبہ	نمبر شمار
۲۶۹	اتر پردیش	۱
۱۸۷	بہار	۲
۱۰۹	جھارکھنڈ	۳
۷۳	مغربی بنگال	۴
۷	ہریانہ	۵
۵	کرناٹک	۶
۱	گجرات	۷
۲	مہاراشٹرا	۸
۳	مدھیہ پردیش	۹
۲	راجستھان	۱۰
۲	تلنگانہ	۱۱
۲	کیرلا	۱۲
۲	اندھرا پردیش	۱۳
۲	آسام	۱۴
۲	اڈیشہ	۱۵
۱	جموں وکشمیر	۱۶
۳۴	مختلف صوبوں سے	ملک نیپال

ان طلبہ کوتعلیم دینے کے لئے (۳۲) اساتذۂ کرام کی خدمات حاصل ہیں اور اسٹاف وملازمین کی تعداد (۲۷) ہے۔

طلبہ کی تعلیمی واخلاقی نگرانی:

کسی بھی دینی درس گاہ میں طلبہ کی اخلاقی وتعلیمی نگرانی کی جو اہمیت ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہے، یہی وجہ ہے کہ جامعہ میں ہمیشہ اس کی طرف خصوصی توجہ دی گئی ہے، اور اساتذۂ کرام تعلیم کے ساتھ طلبہ کی نگرانی کا بھی بھرپور اہتمام کرتے ہیں، الحمد للہ اس سال ۱۶؍شوال ۱۴۴۳ھ مطابق ۱۸؍مئی ۲۰۲۲ء ہی سے تعلیم کا سلسلہ شروع ہوگیا اور اساتذہ کرام نے بھی شروع

ہی سے تندہی کے ساتھ اپنی ذمہ داریاں سنبھال لی ہیں۔

طلبہ کے اخلاق پر مزید توجہ دیتے ہوئے دیگر مضامین کی طرح اخلاق کا نمبر بھی (۱۰۰) رکھا گیا ہے، جسے مندرجہ ذیل حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے:

۱۔نماز کی حاضری (۲۰) ۲۔کمروں کی صفائی ستھرائی (۲۰) ۳۔نگراں کلاس (۲۰)
۴۔معاون نگراں کلاس (۲۰) ۵۔بذمہ دفتر شیخ الجامعہ (۲۰)۔

لجنۃ الحاق المدارس:

جامعہ کے تعلیمی دائرے کو وسیع کرنے کے لیے جامعہ سے جماعتی مدارس کے الحاق کا نظام قائم کیا گیا ہے، جس میں جامعہ کے تعلیمی نظام کا خیال رکھتے ہوئے یہ طے کیا گیا ہے کہ ان ہی مدارس کا جامعہ سے الحاق کیا جائے جہاں کم از کم ثانویہ تک کی تعلیم ہوتی ہو، نیز اس سلسلے میں علاقوں کی ضرورت کا بھی خیال رکھا جائے، تاکہ اس طرح علاقے کی تعلیمی ضرورت بھی پوری ہو اور جماعتی ودینی نظام تعلیم کو موثر اور مربوط بھی بنایا جاسکے۔

جامعہ میں الحاق کا نظام قدیم زمانہ سے ہی روبہ عمل تھا، لیکن اسے مزید وسیع اور مفید تر بنانے کی شدت سے ضرورت محسوس کی جارہی تھی، چنانچہ اسی احساس شدید کے پیش نظر محترم ناظم اعلیٰ جامعہ سلفیہ نے اپنی دعوت پر ملک کے مختلف مدارس کے نمائندگان اور ماہرین تعلیم کے ساتھ ایک عمومی نشست ۶/مئی ۲۰۰۴ء میں منعقد کی، نشست کے متفقہ فیصلہ کے مطابق ناظم اعلیٰ جامعہ سلفیہ کی سرپرستی میں ۷/افراد پر مشتمل ''لجنۃ الحاق المدارس'' کے نام سے باقاعدہ ایک کمیٹی تشکیل دی گئی جس میں شیخ الجامعہ اور مدیر الاختبارات کو مستقل طور پر شامل رکھا گیا، کمیٹی کا باقاعدہ دفتر ہے۔ یہ کمیٹی ضرورت کے مطابق اپنی نشستیں منعقد کرتی رہتی ہے اور ملحق مدارس کے سلسلے میں غور وخوض کرکے مناسب فیصلے صادر کرتی ہے۔ بسا اوقات اپنی مصروفیات کے باوجود ناظم جامعہ سلفیہ بھی شریک ہوتے ہیں اور مناسب ہدایتوں اور مشوروں سے نوازتے ہیں۔

الحاق کے نظام میں یہ بات شامل ہے کہ جامعہ سے تجربہ کار اساتذہ کا وفد ملحق مدارس کا گاہے بگاہے دورہ کرتا رہے، تاکہ ان مدارس کی کارکردگی کا جائزہ لیا جاسکے اور ضرورت کے مطابق ان کی رہنمائی کی جاسکے نیز یقینی طور پر یہ اندازہ ہوسکے کہ یہ مدارس اپنی الحاقی ذمہ داریاں بخوبی انجام دے رہے ہیں۔

ملحق مدارس سے ثانویہ اولی وثانیہ اور عالم اول کے طلبہ کی فہرست اور ماہ بہ ماہ ثانویہ ثانیہ وعالم اول وثانی کی تعلیمی رپورٹ طلب کی جاتی ہے۔ اگر اس میں کوئی خامی ہوتی ہے تو لجنۃ الحاق المدارس کی طرف سے فی الفور اس کی اصلاح کی جانب توجہ دلائی جاتی ہے۔ مزید یہ کہ عالم ثانی میں طلبہ کے لیے مقالہ نگاری ضروری ہوتی ہے۔ اس لیے لجنہ ملحق مدارس سے متعلقہ طلبہ کے ممکنہ عناوین وقت پر ارسال کرنے کی ہدایت جاری کرتا ہے، تاکہ جامعہ کے طلبہ کے ساتھ ملحق مدارس کے طلبہ کے عناوین کا انتخاب بھی ہوسکے۔

جامعہ نے جب سے الحاق کے سلسلے کی توسیع کی ہے، اس وقت سے اب تک خاطر خواہ فائدہ ہوا ہے، اور ملحق مدارس کا تعلیمی معیار بھی بہتر ہوا ہے ،چنانچہ اس وقت متعدد صوبوں کے کل ۲۶/ادارے لجنۃ الحاق المدارس کے تحت کام کرر ہے ہیں، ان مدارس میں پڑھنے والوں کی تعداد ہزاروں میں ہے جو جامعہ کے نظامِ تعلیم سے مستفید ہو رہے ہیں اور ثانویہ ثانیہ وعالم اول وثانی کے طلبہ جامعہ میں آ کر امتحان دیتے ہیں۔

ملحق مدارس کی فہرست صوبوں کے لحاظ سے مندرجہ ذیل ہے:

اتر پردیش: (۱۲/ مدرسے)

(ان مدارس کا تعلق یو پی کے مختلف اضلاع سے جیسے: بنارس، جونپور، سدھارتھ نگر، سنت کبیر نگر، ٹانڈہ اور کانپور)

(۱) جامعہ اسلامیہ، اکبر پور جمنی، سدھارتھ نگر، یوپی
(۲) مدرسہ چشمہ حیات رہٹی، جونپور، یوپی
(۳) مدرسہ احیاء السنۃ بجرڈیہہ، بنارس، یوپی
(۴) مدرسہ دار الہدی جلالی پورہ، بنارس، یوپی
(۵) جامعہ دار السلام پھلوریا، سدھارتھ نگر، یوپی
(۶) الجامعۃ الاسلامیۃ خیر العلوم، ڈومریا گنج سدھارتھ نگر، یوپی
(۷) معہد الرشد تتری بازار، سدھارتھ نگر، یوپی
(۸) مدرسۃ زید بن ثابت، سانتھا بازار، سنت کبیر نگر، یوپی
(۹) المعہد الاسلامی اکرہرا، سدھارتھ نگر، یوپی
(۱۰) مدرسہ محمدیہ عربیہ، ٹانڈہ، دھونرہ، یوپی
(۱۱) مدرسہ محمدیہ شجاعت گنج، کانپور، یوپی
(۱۲) المعہد الاسلامی انوار العلوم، گنجہڑا، سدھارتھ نگر، یوپی

بہار: (۷/ مدرسے)

(مختلف اضلاع کے جیسے: آرہ، کٹیہار، پورنیہ، ارریا، گوپال گنج)

(۱) مدرسہ سلفیہ پرسا، گوپال گنج، بہار
(۲) المدرسۃ الاحمدیۃ السلفیۃ، آرہ، بھوجپور، بہار
(۳) مدرسۃ ضیاء العلوم، جکواٹی، کٹیہار، بہار
(۴) جامعہ دار السلام، پورنیہ، بہار
(۵) جامعہ رشیدیہ سلفیہ، مہرنگر، ارریا، بہار
(۶) جامعہ منہاج العلوم، رتنی ضلع کٹیہار، بہار
(۷) جامعہ تعلیم القرآن، پورنیہ، بہار

بنگال: (۲/ مدرسے)

(۱) المدرسۃ المحمدیۃ العربیۃ، ہگلی، بنگال
(۲) جامعۃ التعلیم الدینی، مالدہ، بنگال

اڑیسہ: (ایک مدرسہ) جامعہ مصباح العلوم السلفیۃ، جھومپورہ، اڑیسہ

راجستھان: (ایک مدرسہ) دار العلوم اہلحدیث جودھپور، راجستھان

جھارکھنڈ: (ایک مدرسہ) جامعہ عربیہ دار العلوم السّلفیہ، پاکوڑ، جھارکھنڈ۔ (تاریخ الحاق: ۲۲/اکتوبر ۲۰۲۰

نیپال: (۲/ مدرسے)

(۱) جامعہ مطلع العلوم السّلفیہ، کپلوستو، نیپال (تاریخ الحاق: ۲۷مارچ ۲۰۲۱)

(۲) مرکز امام احمد بن حنبل الاسلامی، تولہوا، کپلوستو، نیپال (۱۷/اپریل ۲۰۲۱) (اول مرہ، خارج الہند)

ملک کے مختلف مدارس کی طرف سے الحاق کے لیے درخواستوں کا سلسلہ جاری ہے، مندرجہ ذیل اداروں نے الحاق کی درخواست دے رکھی ہے، جن کا معاملہ زیر غور ہے:

۱۔ مدرسہ صوت القرآن المحمدیہ، ضلع نوح، ہریانہ (تاریخ درخواست: ۱۷فروری ۲۰۲۲)۔ (اس مدرسہ کا دورہ مکمل ہو چکا ہے، رپورٹ اطمینان بخش ہے، جلد کاروائی مکمل ہو جائیگی ان شاء اللہ)۔

۲۔ الجامعہ السّلفیہ، نرائن گنج، ڈھاکا، بنگلادیش (تاریخ درخواست: ۷فروری ۲۰۲۲)۔

۳۔ جامعہ مصباح العلوم، ضلع کشن گنج، بہار (تاریخ درخواست: ۱۵مئی ۲۰۲۲)۔

نوٹ:

مختلف شاخوں کے تینوں مراحل (ثانویہ، عالم اول اور عالم ثانی) کے (۲۲۲) طلبہ نے سال رواں کے فصل اول کے امتحان میں شرکت کی۔ والحمد للہ علی ذلک۔

ندوۃ الطلبہ:

طلبہ کے تعلیمی وثقافتی معیار کو بلند کرنے کے لئے جامعہ میں تعلیم کے آغاز ہی سے عالمیت وفضیلت (کلیات) کے طلبہ کی انجمن بنام "ندوۃ الطلبہ" قائم ہے جس کی اپنی ایک خاص وسیع لائبریری اور ایک دارالاخبار ہے۔ اس لائبریری میں متعدد زبان میں کتابیں، میگزین، اخبارات ورسائل موجود ہیں، طلبہ اپنی تحریری وتقریری صلاحیتوں کو نکھارنے کے لئے لائبریری ودارالاخبار سے استفادہ کرتے ہیں۔ دعوت وتبلیغ کی عملی مشق کے لئے طلبہ کا ہفتہ واری (۸) پروگرام (چار عربی اور چار اردو میں) جمعرات کو اساتذہ کرام کی صدارت میں منعقد ہوتا ہے، جس میں طلبہ اردو اور عربی زبان میں تقریری مشق کرتے ہیں، انجمن کی حاضری اور تقریر پر طلبہ کو نمبر دیا جاتا ہے، جو ان کے سالانہ رزلٹ میں درج کیا جاتا ہے۔

طلبہ کی انجمن ندوۃ الطلبہ کی جانب سے ہر سال عربی، اردو، ہندی، انگریزی میں سالانہ تحریری اور تقریری مسابقہ ہوتا ہے اور طلبہ اپنی صلاحیت کو نکھارنے کے لیے دلچسپی اور لگن کے ساتھ حصہ لیتے ہیں، جن میں تین تین ماہر اساتذہ کرام حکم کا فریضہ انجام دیتے ہیں۔

صحافت:

تحریری وصحافتی مشق کے لئے طلبہ کا پندرہ روزہ حائطی مجلہ "المنار" کے نام سے نکلتا ہے، جس میں طلبہ اردو، عربی، انگریزی اور ہندی زبان میں مضامین لکھتے ہیں، طلبہ اپنا سالانہ میگزین "المنار" بھی نکالتے ہیں، جس کے اب تک (۴۲) شمارے منصۂ شہود پر آچکے ہیں۔

حفلۃ الخطابۃ:

متوسطہ وثانویہ کے طلبہ کی الگ انجمن بنام "حفلۃ الخطابۃ" قائم ہے، ہر پندرہ دن پر ان کا ایک پروگرام منعقد ہوتا ہے، جس میں طلبہ اردو زبان میں تقریری مشق کرتے ہیں، صدارت کے فرائض اساتذہ کرام انجام دیتے اور غلطیوں کی اصلاح کرتے ہوئے ثانویہ کے طلبہ کو نمبرات بھی دیتے ہیں، ان کی اپنی لائبریری ہے جس میں متعدد زبانوں میں کتابیں، میگزین، اخبارات ورسائل موجود ہیں، ثانویہ ومتوسطہ کے طلبہ ایک پندرہ روزہ حائطی مجلہ بنام "المصباح" بھی نکالتے ہیں جس میں طلبہ اردو، عربی، انگلش اور ہندی میں مضامین لکھتے ہیں، مضامین کی اصلاح اساتذہ کرام کرتے ہیں۔

برنامج اتقان لتنمیۃ المہارات العلمیۃ والثقافیۃ:

برنامج کے نام ہی سے اس کے اہداف ومقاصد کا پتہ چلتا ہے کہ وہ علمی وثقافتی صلاحیتیں جو طلبہ کو دورانِ تدریس قلت وقت کی وجہ سے دینا ممکن نہیں ہوتا ہے انہیں اس برنامج کے ذریعے طلبہ کو دیا جائے، یہ برنامج ہر پندرہ دن پر بعد نماز عشاء قاعۃ المحاضرات میں منعقد کیا جاتا ہے، سال بھر میں اس کے کم از کم آٹھ پروگرام مختلف زبانوں میں منعقد ہوتے ہیں، جن میں طلبہ خاطر خواہ دلچسپی لیتے ہیں اور ہر پروگرام کی ادارات ونظامت کا فریضہ خود طلبہ ہی انجام دیتے ہیں، اور اساتذہ کے زیر اشراف مختلف ومتنوع علمی وثقافتی موضوعات پر تقریریں وتحریریں اور اپنے کلمات پیش کرتے ہیں، اور کبھی کبھی بعض اہم موضوعات پر روشنی ڈالنے کے لیے ہندوستان کے نامور ماہرین کی بھی خدمت لی جاتی ہے جیسا کہ لاک ڈاؤن سے قبل میڈیا کے موضوع پر طلبہ کو اہم معلومات فراہم کرنے کے لیے معروف صحافی سہیل انجم صاحب کو دعوت دی گئی تھی اور عربی زبان وادب پر روشنی ڈالنے کے لیے ڈاکٹر عبدالغنی قوفی کی آمد ہوئی تھی۔ مستقبل میں بھی یہ سلسلہ جاری رہے گا ان شاء اللہ۔

شعبہ تحفیظ القرآن الکریم:

کرونا وبا کے زمانے میں عربی شعبہ کی طرح شعبۂ تحفیظ میں بھی تعلیم جاری رہی، حالات وظروف کے اعتبار سے کبھی آن لائن اور کبھی آف لائن، سال گزشتہ (۱۲) طلبہ نے حفظ قرآن مکمل کرنے کا شرف حاصل کیا، اس سال شعبہ حفظ کی جانب مقامی طلبہ کا رجحان کافی زیادہ تھا، اس لیے (۳۳) بچوں کا داخلہ لیا گیا اور اس کے لیے ایک استاد کا اضافہ کیا گیا، اس وقت شعبہ تحفیظ میں طلبہ کی تعداد (۸۱) ہے، جنہیں پانچ حفاظ کرام پڑھا رہے، ہر حافظ کے پاس تقریبا (۱۶) طلبہ ہیں۔

واضح ہو کہ جامعہ سے حفظ مکمل کرنے والے بچوں کو شعبۂ حفظ کی سند دیجاتی ہے۔

شعبہ افتاء:

کرونا وباء میں ایک لمبے عرصے کے بعد حکومتی ہدایات کے مطابق جب جامعہ میں آف لائن تعلیم کا آغاز ہوا، اور باقاعدہ دارالافتاء کھلنے لگا اس وقت سے لیکر اب تک مختلف عناوین (ایمان وعقیدہ، عبادات — نماز، روزہ، حج، زکاۃ، قربانی -، معاملات — بیع وشراء، لین دین -، وصیت، ہبہ، میراث، نکاح، طلاق وخلع وغیرہ) پر مشتمل تقریبا (۲۱۳) استفتاءات کے مختصر ومطول تحریری جوابات دئے گئے، جو کہ مختلف فتاوی رجسٹروں میں درج ہیں۔

ان کے علاوہ الحمدللہ روزانہ اوسطا دس (۱۰) استفتاءات کے جواب زبانی طور پر دیۓ جاتے ہیں، علاوہ ازیں بہت سارے نزاعی معاملات کا تصفیہ اور حل بھی الحمدللہ دارالافتاء سے کیا جاتا ہے۔

دارالافتاء کے منصوبے اور ضروریات:

جامعہ کے اندر جب سے شعبہ افتاء کا قیام عمل میں آیا ہے اس وقت سے جتنے استفتاءات کے جوابات تحریری طور پر دیے گیے ہیں وہ تمام فتاوے (چودہ ہزار سے زائد) دارالافتاء کے فتاوی رجسٹر میں مندرج ہیں۔ضرورت ہے کہ اس کی تحقیق، تخریج، تبویب اور تنسیق کے بعد ان کو کتابی شکل میں منظر عام پر لایا جائے، اسی طرح وقت کی اہم ترین ضروریات میں سے ہے کہ جامعہ سلفیہ کے اہم اور ضروری فتاووں کو انٹرنیٹ پر اپلوڈ کیا جائے تاکہ اس اہم علمی سرمایہ سے طلبہ، علما، مفتیان اور دیگر لوگ مستفید ہو سکیں۔

ظاہر ہے کہ یہ کام وقت اور محنت طلب ہے، اس کے لیے دارالافتاء میں موجود افراد کے علاوہ مزید باصلاحیت افراد کی ضرورت ہے، منظم طریقہ سے یہ کام اسی وقت انجام پا سکتا ہے جب ذمے داران جامعہ اس علمی سرمایے کی اہمیت کو محسوس کریں اور اس کی جانب خصوصی توجہ مبذول کریں۔

اُمہات المؤمنین گرلس انٹر کالج:

دور حاضر میں بچیوں کے لئے ایک الگ اسکول کی شدت سے ضرورت محسوس کی جارہی تھی تاکہ پردہ میں رہتے ہوئے مسلم بچیاں دینیات کے ساتھ عصری علوم حاصل کرسکیں، امہات المؤمنین گرلس انٹر کالج کے قیام سے بڑی حد تک یہ ضرورت پوری ہوگئی ہے، جامعہ کے اشراف میں چلنے والا یہ تعلیمی ادارہ جس میں نرسری سے انٹر تک کی تعلیم ہوتی ہے، یہاں یوپی ایجوکیشن بورڈ کے نصاب کے ساتھ دینیات اور عقائد کی بنیادی تعلیم بھی دی جاتی ہے، جس میں کامیابی کے بغیر آگے ترقی نہیں دی جاتی ہے، اس کالج میں طالبات کی تعداد (۷۱۵) ہے جن کو تعلیم دینے کے لئے (۲۸) معلمات کی خدمات حاصل ہیں، اور اسٹاف وملازمین (۷) ہیں۔

المنار بوائز اسکول:

دور حاضر میں انگلش میڈیم اسکول کی کمی بڑی شدت سے محسوس کی جارہی تھی، افرادِ جماعت کے اصرار اور جماعت کی ضرورت کے پیش نظر جامعہ نے "المنار بوائز اسکول" قائم کیا۔ جامعہ کی نگرانی میں چلنے والا یہ تعلیمی ادارہ جس میں نرسری سے ۱۰ تک انگلش میڈیم میں عصری تعلیم ہوتی ہے، اس ادارہ کو قائم ہوئے سترہ (۱۷) سال ہو چکے ہیں۔ ہماری انتظامیہ اسے مزید فروغ دینے کے لیے کوشاں ہے۔اس وقت نرسری سے درجہ ۱۰ تک میں (۵۶۸) بچے تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ معلمین کی تعداد (۱۷) ہے اور اسٹاف وملازمین (۷) ہیں۔

اہم سعودی شخصیات کی جامعہ آمد:

تاسیس ہی سے جامعہ کا تعلق سعودی عرب سے کافی مضبوط رہا ہے جس کی تاریخ سے آپ بخوبی واقف ہیں، پچھلے کچھ سالوں سے ان تعلقات میں مزید بہتری اور مضبوطی آئی ہے جس سے جامعہ کی عالمی پیمانے پر کافی شہرت ہوئی، اس کا سعودی عرب کے بعض بڑے اخباروں میں چرچا ہوا، اور ٹوئٹر، فیس بک اور واٹس اپ وغیرہ سوشل میڈیا پر خوب خوب نشر کیا گیا۔ جس سے جامعہ کے سمعہ اور نیک نامی میں اضافہ ہوا ہے۔

اسی سلسلے کی اہم کڑی سعودیہ عربیہ کے ایک اعلیٰ سطحی سرکاری وفد اور سعودی سفارت خانے کی بعض اہم شخصیات کا جامعہ کی زیارت کرنا ہے، چنانچہ ۲۳؍ اکتوبر ۲۰۱۹ کو جامعہ الامام محمد بن سعود الاسلامیہ کے چانسلر (مدیر) احمد بن سالم عامری حفظہ اللہ کی قیادت میں جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کے وکیل ڈاکٹر حسین بن شریف عبدلی اور جامعہ ام القری مکہ مکرمہ کے وکیل ڈاکٹر فرید بن علی غامدی اور دیگر اہم شخصیات کا جامعہ کا دوروزہ دورہ ہوا، اس موقع پر جامعہ میں اسلامی رواداری کے موضوع پر ایک اہم کانفرس منعقد کی گئی تھی۔

اس اہم موقع پر سعودی سفارت خانے کے ملحق ثقافی ڈاکٹر عبداللہ بن صالح شتوی اور اقتصادی امور کے رئیس استاذ ماجد بن عبدالرحمن عتیبی وغیرہ جامعہ میں تشریف لائے۔

۲۳ مارچ ۲۰۲۲ کو سعودی سفارت خانہ کے مساعد ملحق دینی شیخ عبداللطیف بن عبدالصمد کاتب دوروزہ دورے پر جامعہ تشریف لائے اور ۴ مئی ۲۰۲۲ کو ملحق دینی شیخ بدر بن ناصر عنزی حفظہ اللہ کا جامعہ میں ورود مسعود ہوا۔

مذکرات تفاہم:

جامعہ سلفیہ نے سعودی جامعات سے اکیڈمک تعلقات کو مزید بہتر بنانے اور جامعہ کے تعلیمی وتربیتی مستوی کو اعلیٰ سے اعلیٰ بنانے کے لیے بعض سعودی جامعات سے مذکرۃ تفاہم کے نام سے اگریمنٹ کیا ہے۔

چنانچہ ۹ ربیع الثانی ۱۴۴۰ ہجری مطابق ۲۶ دسمبر ۲۰۱۸ء کو جامعہ اسلامیہ اور جامعہ سلفیہ کے درمیان اس مذکرہ تفاہم پر دستخط کیا گیا۔ ہندوستان کے پیمانہ پر جامعہ سلفیہ پہلا جامعہ ہے جسے یہ اعزاز حاصل ہوا اور اس اگریمنٹ کے نتیجے میں ۲۰ اپریل ۲۰۲۱ میں زوم پر ایک آن لائن میٹنگ ہوئی جس میں جامعہ اسلامیہ کے عمید شؤون الخریجین ڈاکٹر عبدالعزیز صاعدی، ڈاکٹر ہشام العبید نے اور جامعہ سلفیہ کی جانب سے محترم ناظم اعلیٰ عبداللہ سعود سلفی اور راقم الحروف عبدالصبور ابوبکر نے شرکت کی اور مذکرہ التفاہم کی تفعیل کے تعلق سے بات چیت ہوئی اور یہ طے پایا کہ جامعہ سلفیہ کے اساتذہ کرام اور طلبہ کے لیے کچھ آن لائن ٹریننگ کورسز کا انعقاد کیا جائے۔ اسی مذکرہ تفاہم کے بنود کے حوالے سے جامعہ نے کئی درخواستیں بھیج رکھی ہیں، اللہ سے دعا ہے کہ جلد ان پر کاروائی عمل میں آئے۔

سال گزشتہ میں ہمارا دوسرا مذکرہ تفاہم جامعہ الامام محمد بن سعود الاسلامیہ کے ساتھ بتاریخ ۲۱؍ شعبان ۱۴۴۳ ہجری مطابق ۲۴ مارچ ۲۰۲۲ء کو ہوا، اللہ اسے جامعہ کے لیے نفع بخش بنائے آمین۔ جس کے اہم بنود یہ ہیں:

۱۔ دونوں جامعات کے درمیان علمی اور اکیڈمی تعلقات کو مضبوط کرنا۔ ۲۔اساتذہ زائرین کا تبادلہ۔
۳۔طلبہ کے داخلہ میں اضافہ۔
۴۔جامعہ کو بعض درسی کتابیں اور مطبوعات کی فراہمی ۔
۵۔ڈپلوم اور ماجستیر میں جامعہ سلفیہ کے طلبہ کا داخلہ کا امکان
۶۔جامعہ سلفیہ میں علمی وتربیتی ٹریننگ کورسز کا انعقاد۔
۷۔دونوں جامعات میں منعقد اہم لیکچرز،سیمناروں اور کانفرسوں میں شرکت ۔
۸۔بحث وتحقیق کے درمیان ایک دوسرے کا تعاون۔وغیرہ وغیرہ۔

فوائد:

ان مذکرات تفاہم سے ہونے والے اب تک کے اہم فوائد درج ذیل ہیں:

مذکرہ تفاہم کے پیش نظر دونوں جامعات (جامعہ اسلامیہ مدینہ اور جامعہ الامام محمد بن سعود الاسلامیہ) کی اکثر مطبوعات کی فراہمی۔

جامعہ اسلامیہ کی جانب سے جامعہ سلفیہ کے اساتذہ کرام کے لیے دو آن لائن ٹریننگ کورس کا انعقاد۔مستقبل میں طلبہ اور اساتذہ کے لیے مزید کورسوں کے انعقاد کی کوششیں جاری ہیں۔

ان کے علاوہ ان مذکرات تفاہم سے جامعہ کو ایک معنوی فائدہ یہ حاصل ہوا کہ اس سے جامعہ کی نیک نامی اور شہرت میں اضافہ ہوا داخل ہند اور خارج ہند لوگوں کی نظروں میں جامعہ کی اہمیت اور مقبولیت بڑھی۔اس کی ہلکی سی جھلک اس وقت نظر آئی جب جامعہ کے ناظم اعلیٰ عبداللہ سعود سلفی حفظہ اللہ اور راقم الحروف عبدالصبور ابوبکر پر مشتمل ایک وفد نے مذکرہ تفاہم پر دستخط کرنے کے لیے جامعہ الامام محمد بن سعود الاسلامیہ کی دعوت پر سعودی عرب کا دورہ کیا اور وہاں کی تینوں اہم یونی ورسٹیوں (جامعہ اسلامیہ، مدینہ، جامعہ ام القری، مکہ، جامعہ الامام ریاض) کے وائس چانسلر اور سعودی کے بعض دیگر اہم اور علمی شخصیات سے ملاقات کی۔اس موقع پر ہر جگہ جامعہ کو بڑی عزت واحترام کی نگاہ سے دیکھا گیا اور اس وفد کو بہت اہمیت دی گئی اور ہر طرح کی سفری سہولیات فراہم کی گئیں اور اخبار وجرائد اور ٹویٹر وغیرہ میں اس کا خوب تذکرہ ہوا۔فللہ الحمد والمنہ ۔

اساتذہ کی تقرری:

تعلیمی مستوی کو بلند اور اطمنان بخش بنانے میں ماہر فن اور باصلاحیت اساتذہ کا جو مؤثر کردار ہوتا ہے اس سے ہم بخوبی واقف ہیں اور جامعہ سلفیہ کی یہ خوش نصیبی ہے کہ اس کو ہمیشہ سے باصلاحیت اور قابل اساتذہ کی خدمات حاصل رہی ہیں،مگر افسوس کہ ماضی قریب میں ہمارے کچھ نہایت ہی باصلاحیت اور تجربہ کار اساتذہ اس دنیا سے رخصت ہوگئے اللہ ان کی مغفرت فرمائے اور ان کی قبر کو نور سے بھر دے،اور اسی طرح حالات وظروف کی وجہ سے کچھ اساتذہ کرام نے جامعہ کو ترک کردیا۔جس کی وجہ سے جامعہ میں ایک بڑا خلا پیدا ہوگیا تھا۔

اس خلا کو پر کرنے اور تعلیمی کاز کو کما حقہ آگے بڑھانے کے لیے جامعہ نے نئے اساتذہ کی تقرری کے لیے ضرورتِ اساتذہ کا اعلان نکالا۔ مختلف جہات سے متعدد درخواستیں موصول ہوئیں، پھر انٹرویو کے لیے ایک وقت مقررہ پر تمام درخواست دہندگان کو جامعہ آنے کی دعوت دی گئی، کچھ نے حالات وظروف اور کرونا کی وبا کی وجہ سے آنے سے معذرت کر لی اور کچھ علما جامعہ تشریف لائے، جن کا انٹرویو لیا گیا اور انٹرویو کے بعد ان میں سے بعض حضرات کی تقرری عمل میں آئی، جن نئے اساتذہ کی انٹرویو کے بعد تقرری ہوئی وہ ہیں:

فضیلۃ الشیخ خورشید عالم سلفی مدنی، انہوں نے جامعہ سلفیہ سے فراغت کے بعد جامعہ اسلامیہ مدینہ سے لیسانس کلیہ الحدیث سے اور ماجستیر قسم العقیدہ سے کیا ہے۔

فضیلۃ الشیخ صالح عبدالواحد سلفی، انہوں نے جامعہ سلفیہ سے ثانویہ، عالمیت اور کلیہ کی ڈگری حاصل کی ہے، ممتاز طلبہ میں ان کا شمار ہوتا تھا۔

فضیلۃ الشیخ حافظ عبدالواحد عبداللطیف عالیاوی، ان کو ۹ سال شعبہ حفظ میں پڑھانے کا تجربہ رہا ہے۔

فضیلۃ الشیخ عبدالرحیم محمد یونس سلفی، یہ جامعہ کے پرانے استاد ہیں، درمیان میں کسی وجہ سے انہوں نے تدریس موقوف کر دی تھی، دوبارہ انہیں بحال کیا گیا ہے اور تدریس کے ساتھ ساتھ ان کو دارالافتاء کی بھی بعض ذمے داریاں دی گئی ہیں۔

نصاب تعلیم:

جامعہ میں مرحلہ کلیات کے اضافے اور حالات وظروف کی رعایت کرتے ہوئے نصابِ تعلیم میں کچھ ضروری اور اہم تبدیلیاں کی گئی ہیں جن کی تفصیل تعلیمی کمیٹی کے مدیر فضیلۃ الدکتور/ عبدالحلیم بسم اللہ مدنی حفظہ اللہ بیان کریں گے۔

معزز حاضرین! یہ ہے جامعہ کی سالانہ کارکردگی کا ایک مختصر خاکہ۔ اس سلفی مرکزی درس گاہ کو ترقی دینا ہماری ذمہ داری ہے، اس لئے آپ حضرات سے گزارش ہے کہ اپنی مفید آراء اور نیک مشوروں سے ہمیں نوازیں تاکہ یہ جامعہ ہمیشہ ترقی کے اعلیٰ منازل طے کرتا رہے۔

اللہ تعالی ہمارے عزائم کو پورا کرے، ہماری کوششوں کو قبول فرمائے اور ہم سب کو خلوصِ عمل کی توفیق بخشے، آمین۔

اللهم أرنا الحقَّ حقًّا وارزقنا اتباعه، وأرنا الباطلَ باطلًا وارزقنا اجتنابه. وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين.

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

(د. عبدالصبور ابوبکر)

نائب شیخ الجامعہ، جامعہ سلفیہ، بنارس

۱۹ ربیع الاول ۱۴۴۴ھ مطابق ۱۶/ اکتوبر ۲۰۲۲ء

●●●

رپورٹ مدیر مجلس تعلیمی جامعہ سلفیہ بنارس

الحمد للہ رب العالمین، والصلاۃ والسلام علی سید المرسلین وعلی آلہ وصحبہ أجمعین، أما بعد:

محترم اراکین منتظمہ کمیٹی اور مہمانان گرامی قدر!

ہر تعلیمی ادارے کے مسئولین کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے ادارے کے نصاب تعلیم کا برابر جائزہ لیتے رہیں، اور وقت اور حالات وظروف کے اعتبار سے اس میں مناسب حذف واضافہ اور تبدیلی کرتے رہیں، تاکہ طلبہ جدید اور مفید معلومات سے واقف ہوسکیں اور اپنے مستقبل کو روشن اور تابناک بناسکیں۔ لہٰذا محترم ناظم اعلیٰ حفظہ اللہ نے تعلیمی کمیٹی کے اراکین کو جامعہ کے نصاب تعلیم پر نظر ثانی کرنے اور اس میں مناسب اور مفید ترمیم واصلاح کے لیے مکلف کیا۔ چنانچہ تعلیمی کمیٹی کی اس بابت گزشتہ دوسالوں میں (ستمبر ۲۰۱۹ تا ستمبر ۲۰۲۱ء) کل ۲۲ میٹنگیں ہوئیں جن میں جامعہ میں داخل نصاب ہر کتاب اور اس کے محتویات کو دیکھا گیا "مفردات المنہج" کا ایک فارم بناکر تمام اساتذہ کو دیا گیا اور ہر کتاب میں نصاب کی حدبندی اور مقررہ نصاب میں صفحات کی تعیین کی ذمہ داری دی گئی، اور ان سے اسی فارم پر اس کتاب اور اس کے مشمولات کے بارے میں تحریری رائے لی گئی، اور انھیں ہدایت دی گئی کہ نصاب کی تحدید کرتے وقت ایام تدریس کے حساب سے صفحات کی تحدید کریں، جو نہ تو بہت طویل ہو اور نہ ہی بہت مختصر اور قلیل، بلکہ متوسط اور مفید ہو جسے طلبہ اور اساتذہ کو پڑھنے اور پڑھانے میں کوئی پریشانی نہ ہو اور نصاب تعلیم وقت مقررہ پر بآسانی ختم ہوجائے۔ پھر مزید صلاح ومشورہ اور آمنے سامنے گفتگو کے لیے ہر فن کے پڑھانے والے اساتذہ کرام کے ساتھ الگ الگ حسب فنون متعدد میٹنگیں ہوئیں اور متعلقہ فن سے متعلق ان سے مشورے لیے گئے۔

چنانچہ تفسیر واصول تفسیر، علوم قرآن، حدیث واصول حدیث، فقہ واصول فقہ، عقیدہ، ادیان ومذاہب، عربی زبان وادب، انگلش، ہندی، تاریخ، جغرافیہ اور شعبہ حفظ کے اساتذہ کے ساتھ الگ الگ متعدد مجلسیں ہوئیں۔ ان میٹنگوں میں متعلقہ مضامین کے اساتذہ شریک ہوئے اور انھوں نے اپنے تجربات ومشاہدات کی روشنی میں مختلف تجاویز رکھیں، جو مشورے آئے انہیں تعلیمی کمیٹی کے سامنے پیش کیا گیا اور تعلیمی کمیٹی نے ان میں سے مفید اور مناسب تجاویز کو قبول کیا۔ ان تمام میٹنگوں میں ناظم اعلیٰ صاحب حفظہ اللہ بنفس نفیس شریک رہے اس کے بعد تعلیمی کمیٹی کے اراکین نے مسلسل کئی دنوں تک میٹنگیں کیں اور ہر کتاب کو الٹ الٹ کر دیکھا اور اساتذہ کے پرکردہ فارم اور ان کی تجاویز کو پڑھا، اس کے بعد بہت ساری اصلاحات ہوئیں۔ ان میٹنگوں کے بعد جامعہ کے نصاب میں جو اہم اہم اصلاحات ہوئیں وہ مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ حفظ قرآن وتجوید کی اہمیت وافادیت کے پیش نظر متوسطہ اولیٰ سے لے کر ثانویہ ثانیہ تک اسے ایک مستقل مضمون کے طور پر داخل کیا گیا۔ جس کا امتحان تقریری سو(100) نمبر کا ہوتا ہے۔ اور ہر کلاس کے لیے سورتوں کو نامزد کر دیا گیا ہے۔ تا کہ طلباء فراغت کے بعد دعوت دین کے ساتھ ساتھ امامت وخطابت کا فریضہ بھی بحسن وخوبی انجام دے سکیں۔

۲۔ ثانویہ اولیٰ سے لیکر کلیات سال اخیر تک ہر کلاس کے لیے حفظ حدیث کا مذکرہ اسی کلاس میں پڑھائی جانے والی کتاب سے احادیث کو منتخب کر کے تیار کیا گیا۔ اور تمام طلباء کو مہیا کرایا گیا، کتب حدیث کے ساتھ اب اس کا بھی امتحان ہوتا ہے۔ ثانویہ اولیٰ میں بلوغ المرام سے ۴۰ حدیثیں، ثاویہ ثانویہ میں مشکاۃ المصابیح سے ۵۰ حدیثیں، عالم اول میں جامع ترمذی سے ۵۰ حدیثیں اور عالم ثانی میں سنن ابی داود سے ۵۰ حدیثیں اور کلیات کے ہر سال میں صحیحین سے ساٹھ ساٹھ حدیثیں مقرر کی گئی ہیں۔

۳۔ پہلے بلوغ المرام، مشکاۃ المصابیح سنن ابی داود، جامع ترمذی، سنن نسائی وغیرہ کتابیں شروع سے پڑھائی جاتی تھیں جس کی وجہ سے طلبہ ہر سال کتاب الطہارۃ، کتاب الصلاۃ، کتاب الزکوۃ، کتاب النکاح کی حدیثوں کو تکرار کے ساتھ پڑھتے تھے اور دیگر ابواب کی حدیثوں کو نہیں پڑھ پاتے تھے اور ان سے روزمرہ کے احکام ومسائل کی حدیثیں چھوٹ جایا کرتی تھیں لہٰذا ان کو منظم کیا گیا اور تکرار کو ختم کر کے دیگر اہم کتب وابواب کو داخل کیا گیا۔

۴۔ صحیحین کا کورس کافی طویل تھا اس کی تدریس دو سال میں بغیر دوڑائے نہیں ہو پاتی تھی جس کی وجہ سے طلبہ خاطر خواہ مستفید نہیں ہو پاتے تھے لہٰذا اسے تین سالوں میں تقسیم کیا گیا۔

۵۔ دیگر کلیات کے بالمقابل کلیۃ الدعوۃ واصول الدین میں مضامین کم تھے، لہذا اس میں مزید پانچ مفید مضامین (فقہ النوازل، علوم قرآن، علم اجتماع، اسرار شریعت، اور الحرکات الدعویۃ) کا اضافہ کیا گیا۔

۶۔ طلباء مقالات کا ٹائٹل اپنے اپنے مشرفین اساتذہ کی صوابدید سے تیار کرتے تھے۔ جس کی وجہ سے ان میں کافی اختلاف رہتا تھا۔ لہذا اسے دیگر یونیورسٹیوں کی طرح علمی طور پر موحد ومنظم کیا گیا۔ اور دونوں مراحل کے مقالات میں امتیاز کے لیے کلیات کے لیے (Black) اور عالمیت کے لیے (Green) رنگ کی جلد سازی کو لازم قرار دیا گیا۔

۷۔ عالم ثانی میں عقیدہ کا مضمون نہیں تھا۔ لہٰذا "القواعد المثلى في صفات الله وأسمائه الحسنى" لابن عثیمین رحمہ اللہ کو داخل نصاب کیا گیا۔ جو کہ اسماء وصفات میں بیحد اہم اور عمدہ کتاب ہے، تا کہ عرب ممالک میں معادلے کے تعلق سے کوئی اشکال پیش نہ آئے۔

۸۔ عالم ثانی میں "الفوز الكبير في أصول التفسير" للشاه ولي الله الدهلوي رحمه الله کی جگہ "فصول في أصول التفسير" للدكتور مساعد الطيار کو مقرر کیا گیا۔ کیونکہ الفوز الکبیر کا اکثر حصہ جدل، علوم قرآن اور اعجاز قرآن پر مشتمل ہے۔

۹۔ عالم ثانی میں مختصر تفسیر ابن ثیر کی جگہ مختصر تفسیر البغوي کو داخل نصاب کیا گیا۔ اور تفسیر ابن کثیر کو کلیات سال اول میں منتقل کردیا گیا، تاکہ طلباء تفسیر ماثور کی مزید دیگر کتب تفاسیر سے متعارف ہوسکیں۔

۱۰۔ کلیۃ الشریعۃ اور کلیۃ الحدیث میں اصول الدعوۃ کو ایک فصل میں داخل کیا گیا، تاکہ طلباء کامیاب مدرس کے ساتھ ساتھ، ایک کامیاب مبلغ وداعی بھی بن سکیں۔

۱۱۔ اسی طرح کلیۃ الشریعۃ اور کلیۃ الحدیث میں ادیان ومذاہب کو داخل کیا گیا، تاکہ طلباء دیگر ادیان ومذاہب اور افکار باطلہ کا حکمت وبصیرت کے ساتھ مسکت جواب دے سکیں۔ اور دلائل وبراہین کی روشنی میں اسلام سے متعلق شکوک وشبہات کا احسن انداز میں ازالہ کرسکیں۔ پہلے صرف یہودیت اور نصرانیت اور ہندومت کی تعلیم ہوتی تھی اس میں جین مت، سکھ مت، بدھ مت کا اضافہ کیا گیا۔

۱۲۔ کلیات سال دوم میں تفسیر البیضاوی پورے سال پڑھائی جاتی تھی، اسے کلیات سال سوم میں صرف ایک فصل میں محدود کردیا گیا، کیونکہ اس کا مقصد تفسیر بالرائ المذموم سے واقفیت وآگاہی وتعارف ہے۔ اور سال دوم میں تفسیر فتح القدیر کو مقرر کیا گیا۔

۱۳۔ کلیات سال اخیر میں شرح العقیدۃ الطحاویۃ کی جگہ مھذب شرح العقیدۃ الطحاویۃ کو متعین کیا گیا۔ کیونکہ اصل کتاب کافی طویل ہے، اور ایک سال میں اس کی تکمیل ناممکن ہے۔ لہذا اس کی تھذیب کو رکھا گیا، جس میں منطقی وفلسفی مباحث، اور مکرر وغیرضروری اشیاء کو حذف کردیا گیا ہے۔

۱۴۔ ثانویہ ثانیہ میں پیغمبر عالم کی جگہ علامہ صفی الرحمن مبارک پوری رحمہ اللہ کی کتاب تجلیات نبوت کو داخل کیا گیا۔ جسے صاحب کتاب نے خود ہی میٹرک کے طلبہ کے لئے تیار کیا ہے۔ کیونکہ پیغمبر عالم کافی طویل ہے۔ اور اس میں متعدد علمی غلطیاں ہیں۔

۱۵۔ ''علوم القرآن'' کو تینوں کلیات میں ایک فصل کے لیے داخل کیا گیا تاکہ طلبہ کو قرآن کے معانی وتفاسیر کو سمجھنے میں آسانی ہو۔

۱۶۔ ثانویہ اولیٰ میں ''بلوغ المرام'' جوکہ ۱۶۰۰/ سے زائد حدیثوں پر مشتمل ہے، کی تدریس مکمل نہیں ہو پاتی تھی لہٰذا اس میں اہم اہم کتب وابواب سے (۳۵۰) منتخب احادیث کو داخل نصاب کیا گیا جو بچوں کی عمر کے مناسب ہو۔ کتاب الحیض، کتاب البیوع وغیرہ کو نصاب سے حذف کردیا گیا۔

۱۷۔ ثانویہ ثانیہ میں ''مشکاۃ المصابیح'' کی حدیثیں بہت زیادہ تھیں لہٰذا اس میں عقائد واحکام سے متعلق (۸۰۰) احادیث کا انتخاب کرکے داخل نصاب کیا گیا تاکہ اس کی تدریس وقت مقرر پر بآسانی مکمل ہوسکے۔

۱۸۔ عالم اول میں'' جامع الترمذی'' میں کتاب الطھارۃ، کتاب الصلاۃ، کتاب الزکاۃ، کتاب الصیام، کتاب الجنائز،

کتاب الاضاحی، کتاب العقیقہ کو متعین کیا گیا۔

۱۹۔ عالم ثانی میں ’’سنن ابوداود‘‘ میں کتاب النکاح، کتاب الطلاق، کتاب الاشربہ، کتاب الاطعمہ، کتاب الادب کو اور ’’سنن النسائی‘‘ میں کتاب الحج، کتاب البیوع، کتاب الایمان والنذور کو متعین کیا گیا۔

۲۰۔ صحیحین کو تین اجزاء میں بانٹ کر کلیات کے تینوں سالوں میں ایک ایک جزء کو داخل کیا گیا تاکہ صحیحین کی تعلیم احسن طریقے سے ہو سکے۔

۲۱۔ ثانویہ ثانیہ میں فقہ میں ’’الفقہ المیسر فی ضوء الکتاب والسنہ‘‘ کو ’’الوجیز فی فقہ السنۃ والکتاب العزیز‘‘ کی جگہ مقرر کیا گیا کیونکہ الفقہ المیسر مرتب و مرقم اور محرر ہے اور اس کی عبارت سہل اور آسان اور ثانویہ کے طلبہ کے معیار کے موافق ہے۔

۲۲۔ عالم ثانی میں ’’السبع المعلقات‘‘ میں اب تک جامعہ میں صرف تین معلقات کی پڑھائی ہوتی تھی لیکن کمیٹی کی رائے یہ آئی کہ ساتوں معلقات کو مختصر اور منتخب کر کے پڑھایا جائے تاکہ طلبہ تمام معلقات سے واقف ہو سکیں۔

۲۳۔ ثانویہ ثانیہ میں ’’ہندی‘‘ کو ایک مستقل مضمون کے طور پر داخل کیا گیا تاکہ میٹرک کے بعد عصری اسکولوں میں جانے والے طلبہ کو داخلے میں آسانی ہو۔

۲۴۔ متوسطہ اولیٰ تا ثانویہ ثانیہ میں انگلش، ہندی، سائنس، تاریخ و جغرافیہ کی کتابوں کو بدل کر ان کی جگہ NCERT اور Al Qalam کی نئی کتابوں کو داخل کیا گیا۔

۲۵۔ عربی انگلش بول چال کی اہمیت و ضرورت کے پیش نظر ہفتے میں اس کے لیے ایک گھنٹی کو خاص کیا گیا تاکہ طلبہ طلاقت کے ساتھ دونوں زبان بول سکیں اور مستقبل میں ان کے لئے تحصیل معاش میں آسانی ہو۔

۲۶۔ طلبہ کے تعلیمی معیار کو مزید بہتر بنانے کے لئے رواں تعلیمی سال ۲۰۲۲۔ ۲۰۲۳ سے اعمال سنہ (Monthly Test) کے نظام کو لاگو کیا گیا تاکہ طلبہ دروس کا برابر مراجعہ کرتے رہیں۔

۲۷۔ ثانویہ اور متوسطہ کے طلبہ کی تعلیم کو مدرسہ زید بن ثابت سے جامعہ میں منتقل کر دیا گیا تاکہ طلبہ جامعہ کے علمی ماحول میں پر سکون طریقے سے تعلیم حاصل کر سکیں۔

۲۸۔ طلبہ کے تعلیمی معیار کو مزید بلند کرنے کے لئے جامعہ میں اضافی دروس کا اہتمام کیا گیا، چنانچہ عصر بعد اور مغرب بعد تخریج حدیث، نحو و صرف اور عربی بول چال کے دروس ہوتے ہیں جس میں طلبہ نہایت ہی شوق و ذوق سے شامل ہوتے ہیں۔

جامعہ کے نئے نصاب تعلیم کو اہل علم نے کافی پسند کیا اور علمی حلقوں میں اس کی پذیرائی ہوئی جس کی وجہ سے کئی مدارس سے اس کی طلب آئی۔ ان شاء اللہ جلد ہی تیار تعلیم نصاب مطبوع شکل میں آجائے گا۔

لاک ڈاؤن میں تعلیم:

مارچ 2020ء یعنی تعلیمی سال 2020 -2019 کے اخیر میں وبائی مرض کورونا پورے عالم میں پھیلنے لگا۔ اس وقت

سالانہ امتحان شروع ہونے میں چند ہی دن باقی تھے اور طلبہ امتحان کی تیاری میں مشغول تھے۔ ناظم اعلیٰ حفظہ اللہ نے اخبار عالم اور ہندوستان کے حالات کو دیکھ کر 18/مارچ کو لاک ڈاؤن سے چھ دن قبل جامعہ میں طلبہ کی چھٹی کا اعلان کروا دیا اور یہ حکم دیا کہ تمام طلبہ آج ہی جامعہ فوراً خالی کردیں۔ اپنے ساتھ کتابیں، کاپیاں لے کر جائیں، گھر پر محنت اور لگن سے پڑھیں۔ امتحان کیسے ہوگا، کب ہوگا، طلبہ کو جامعہ کے ویب سائٹ پر مطلع کیا جائے گا۔ اس طرح تمام طلبہ اپنے اپنے گھروں کو لاک ڈاؤن سے قبل بخیر وعافیت پہنچ گئے اور انہیں کسی قسم کی کوئی پریشانی نہیں ہوئی جب کہ دیگر مدارس میں طلبہ پھنس گئے جس کی وجہ سے وہاں کی انتظامیہ اور طلبہ کے والدین کو کافی دشواریاں ہوئیں۔ حکومت کی جانب سے پورے ملک میں 24 مارچ کو لاک ڈاؤن کا اعلان کردیا گیا اور یہ سلسلہ طویل ہوتا گیا، حالات واضح نہیں ہورہے تھے، ناظم اعلیٰ حفظہ اللہ نے کہا کہ یہ مدت کم از کم چھ ماہ یا اس سے زائد ہوسکتی ہے لہٰذا اسی وقت سے آئندہ کی تعلیم سے متعلق منصوبہ بندی کی جائے۔ چنانچہ تعلیمی کمیٹی کی اس سلسلے میں متعدد میٹنگیں ہوئیں اور ہمیشہ یہ انتظار رہا کہ لاک ڈاؤن ختم ہو اور طلبہ کو بلا لیا جائے لیکن انتظار کرتے کرتے عیدالاضحیٰ بھی گزرگئی تو محترم ناظم اعلیٰ حفظہ اللہ نے آن لائن تعلیم کا فیصلہ کیا تاکہ طلبہ عزیز کا تعلیمی سال اور ان کی قیمتی عمر ضائع نہ ہو لہٰذا ششماہی امتحان میں حاصل کردہ نمبرات کی بنیاد پر طلبہ کا سالانہ رزلٹ تیار کرایا گیا، نئے داخلے کا اعلان کیا گیا اور داخلہ کے خواہشمند طلبہ کا آن لائن امتحان لے کر داخلے کی تمام کاروائیاں مکمل کی گئیں۔ ۱۳/ستمبر ۲۰۲۰ء کو جامعہ میں آن لائن تعلیم کا سلسلہ شروع کیا گیا۔ چونکہ آن لائن تعلیم بالکل نیا تجربہ تھا اس لیے اساتذہ کرام کو اس کی ٹریننگ دی گئی اور جن اساتذہ کے پاس اسمارٹ فون نہیں تھا انہیں جامعہ کی جانب سے بطور قرض حسنہ اسمارٹ فون فراہم کیا گیا۔

تمام قدیم اور جدید طلبہ کو آن لائن جامعہ کے E-Class سے جوڑ دیا گیا۔ جامعہ کی سائٹ پر آن لائن تعلیم کے لیے عالمی یونیورسٹیوں کی طرح ایک خاص پورٹل بنوایا گیا جس میں ہر ماہ 50 ہزار روپیہ خرچ آتا تھا۔ اس پورٹل پر طلبہ کے لیے ہر کلاس کی تمام کتابوں کو پی ڈی ایف کی شکل میں فراہم کیا گیا۔

متوسطہ اولیٰ سے لے کر کلیات سال اخیر تک درسی کتابوں کی کل تعداد 164 ہے جو کہ کئی ہزار صفحات پر مشتمل ہے لہٰذا اسکینر دے کر ایک موظف کو پی ڈی ایف بنانے کے لیے متعین کیا گیا۔ پی ڈی ایف تیار ہونے کے بعد ہر کلاس کی کتاب کو کلاس وائز پورٹل پر ڈال دیا گیا تاکہ طلبہ کو کتابوں کی حصولیابی میں کسی قسم کی دشواری نہ ہو۔ چونکہ جامعہ میں اکثر طلباء گاؤں دیہات کے ہیں جہاں بجلی اور نیٹ ورک کی کافی پریشانی رہتی ہے لہٰذا ایسا سسٹم تیار کرایا گیا جس سے درس وتدریس میں اساتذہ وطلبہ کو کسی قسم کی پریشانی نہ ہو۔

E-Class میں طلبہ کے لیے یہ آسانی رکھی گئی کہ استاد کی طرف سے اپ لوڈ کئے ہوئے دروس کو جس وقت بھی چاہیں سن لیں اور کتابوں کو ڈاؤن لوڈ کرلیں۔ اس سسٹم میں اس بات کا بھی لحاظ رکھا گیا کہ جامعہ کی اجازت کے بغیر کوئی اس میں داخل نہ ہوسکے۔ ہر طالب علم اور استاذ کے لیے ایک Username بنایا گیا اور انہیں اس کا پاسورڈ دیا گیا اور طلباء کے لیے سوال و

جواب کی گنجائش رکھی گئی اور آپشن رکھا گیا کہ تحریر یا آڈیو کے ذریعے طلبہ سوال وجواب کرسکیں۔

طلبہ کی حاضری کے سسٹم کو بھی رکھا گیا کہ وہ کتنے گھنٹے کتنے منٹ حاضر ہوتے ہیں۔ سب آٹومیٹک ریکارڈ ہوتا رہتا تھا تاکہ وہ دروس برابر سنتے رہیں اور لکھتے رہیں اور اعلان کیا گیا کہ حسب سابق امتحان کے وقت حاضری کا اعتبار کیا جائے گا جو طالب علم آن لائن درس میں حاضر نہ ہوگا وہ امتحان دینے کا مجاز نہیں ہوگا۔ ملحق مدارس کے طلباء کو بھی آن لائن جامعہ سے پڑھنے کی سہولت دی گئی، چنانچہ اکثر طلبہ نے جامعہ کی آن لائن تعلیم سے استفادہ کیا اور اپنی عمر کو ضائع ہونے سے بچا لیا۔

الحمدللہ اس طرح لاک ڈاؤن کے دوران جامعہ میں بچوں کو آن لائن تعلیم دی گئی، تمام مضامین کی پڑھائی ہوئی، امتحانات ہوئے، سرٹیفکیٹ دیے گئے اور یہ سب اللہ رب العالمین کے فضل وکرم اور اس کے بعد محترم ناظم اعلیٰ کی توجیہات و ارشادات اور مسلسل نگرانی کی وجہ سے انجام پایا۔

وزارت اقلیتی امور کی تعلیمی میٹنگ میں جامعہ سلفیہ بنارس کی نمائندگی:

وزارت اقلیتی امور (Ministry of Minority Affairs) کی جانب سے ۹؍ستمبر ۲۰۲۱ء بروز جمعرات نئی دہلی میں حکومت ہند کے امداد یافتہ مدارس کے مسائل اور ان کے حل سے متعلق ایک میٹنگ ہوئی جس کی صدارت وزارت اقلیتی امور کی سکریٹری محترمہ رینوکا چودھری صاحبہ نے کی۔

اس میٹنگ میں مختلف صوبوں کے مدرسہ بورڈ کے عہدیداران کے علاوہ پرائیویٹ مدارس میں سے جامعہ سلفیہ بنارس، دارالعلوم دیوبند اور ندوۃ العلماء لکھنؤ کو ان کے جامع نصاب تعلیم اور عوام الناس میں مقبولیت کے پیش نظر اس میٹنگ میں نمائندگی کی دعوت دی گئی تاکہ مدرسہ بورڈ کے ذمہ داران ان کے تجربات سے فائدہ اٹھائیں اور اپنے مدرسہ بورڈ کے نصاب تعلیم کو عصر حاضر کے تناظر میں مفید سے مفید تر بنا سکیں۔

جامعہ سلفیہ کی نمائندگی کے لیے محترم ناظم اعلیٰ حفظہ اللہ نے اپنی علالت کی وجہ سے راقم الحروف (ڈاکٹر عبدالحلیم مدنی) کو منتخب فرمایا اور میرے ہمراہ مولانا عبداللہ زبیر سلفی صاحب (استاذ جامعہ سلفیہ) کو اس میٹنگ میں شرکت کے لیے مکلف کیا۔

مجلس کے اختتام پر صدر مجلس محترمہ رینوکا چودھری نے مجھے اپنے تاثرات رکھنے کا موقع دیا۔ میں نے ان کا اور تمام حاضرین کا جامعہ کی جانب سے شکریہ ادا کیا۔ میں نے بتایا کہ جامعہ سلفیہ اور دیگر اسلامی مدارس میں انسانیت، اخوت و بھائی چارگی، امن وشانتی اور خدمت خلق کی تعلیم دی جاتی ہے حتی کہ جانوروں کے ساتھ حسن سلوک پر ابھارا جاتا ہے اور ہم اس بات کی تعلیم دیتے ہیں کہ انسان ہی نہیں بلکہ کتے کو بھی پانی پلانے پر اجر وثواب ہے اور راستے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹا دینا ایک مسلمان کے ایمان کی نشانی ہے۔ اپنی بات جاری رکھتے ہوئے میں نے بتایا کہ جامعہ کے بعض فارغین حکومت ہند کے اعلیٰ عہدوں پر فائز ہیں اور وطن عزیز کی خدمت کر رہے ہیں۔ ہمارے یہاں ایسا نصاب پڑھایا جاتا ہے جس کے ذریعہ ایک طالب علم کو دین ودنیا دونوں بآسانی حاصل ہو سکے۔ میں نے انہیں مزید بتایا کہ جامعہ سلفیہ میں تعلیم کے لیے جدید ٹیکنالوجی کا

بھی استعمال کیا جاتا ہے چنانچہ گزشتہ دو سالوں میں جبکہ ہندوستان کے تمام مدارس (Covid-19) کی وجہ سے بند تھے، جامعہ نے اپنا خاص پورٹل بنوا کر طلبہ کو تعلیم دی۔اس طرح ان بچوں کی زندگی کے دو قیمتی سالوں کو ضائع ہونے سے بچا لیا گیا۔ مجلس میں شریک تمام حاضرین نے اس پر اپنی تالیوں کے ذریعہ جامعہ کے اس عظیم کارنامے کو خراج تحسین پیش کیا اور پورا ہال تالیوں کی گڑگڑاہٹ سے گونج اٹھا۔

اس میٹنگ کی تمام کارروائی کو وزارت تعلیم اور وزارت اقلیتی امور کے ذمہ داران کے لیے لائیو دکھایا جا رہا تھا۔اس طرح اس میٹنگ میں شرکت کی وجہ سے حکومت ہند کے اعلیٰ افسران وعہدیداران اور تعلیمی میدان میں کام کرنے والے دانشوران کے سامنے جامعہ سلفیہ بنارس کا تعارف ہوا اور انھیں جامعہ کے منہج تعلیم اور اس میدان میں اس کی بہترین کارکردگی سے واقفیت ہوئی۔

آخر میں بتاتا چلوں کہ بہار مدرسہ بورڈ کے جدید نصاب تعلیم کی تیاری میں جامعہ سلفیہ کا مثالی کردار رہا جس کی وجہ سے بہار مدرسہ بورڈ کے چیئر مین جناب عبدالقیوم انصاری صاحب کافی متاثر تھے۔دہلی میں انہوں نے محترمہ رینو کا چودھری سے اس بات کا ذکر کیا تو انہوں نے یوپی مدرسہ بورڈ کے ذمہ داران کو ہمارے ساتھ بٹھایا اور ان سے کہا کہ آپ لوگ یوپی میں رہتے ہوئے جامعہ سلفیہ سے استفادہ نہیں کر رہے ہیں حالانکہ بہار مدرسہ بورڈ کے ذمہ داران ان سے مستفید ہو رہے ہیں، جس پر ان لوگوں نے مستقبل میں جامعہ سے علمی تعاون لینے کا وعدہ کیا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ جامعہ سلفیہ کو دن دونی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے اور اسے قوم وملت کے نونہالوں کو اعلیٰ تعلیم وتربیت کی مزید توفیق عطا فرمائے اور محترم ناظم اعلیٰ، جامعہ کے ذمہ داران اور اساتذہ کرام کی کوششوں کو قبول فرمائے اور ان سب کے لیے صدقۂ جاریہ بنائے۔آمین

سنٹرل لائبریری کے لیے جدید ومفید کتابوں کی فراہمی:

طلبہ کی علمی تعمیر وترقی میں لائبریری کا ایک اہم رول ہے اور جامعہ میں آغاز تعلیم سے ہی ایک عالیشان مرکزی لائبریری قائم ہے جہاں طلبہ مختلف علوم وفنون کی کتابوں کا مطالعہ کرتے ہیں اور اپنی صلاحیتوں کو پروان چڑھاتے ہیں۔ عالمیت سال آخر اور کلیات سال آخر کے طلبہ خصوصی طور پر مرکزی لائبریری سے کافی استفادہ کرتے ہیں۔اچھی لائبریری کی خصوصیات میں سے ایک خصوصیت یہ ہے کہ وہ قدیم وجدید مصادر ومراجع اور جملہ علوم وفنون کی کتابوں پر مشتمل ہو اور الحمد للہ جامعہ کی لائبریری اس کی بہترین مثال ہے، جس کا اعتراف ہر زائر کرتا ہے اور اس کی شہادت دیتا ہے۔

جامعہ سلفیہ سے تعلیم مکمل کرنے کے بعد اکثر وبیشتر طلبہ تعلیم وتدریس، دعوت وتبلیغ سے منسلک ہو کر قوم وملت کی خدمت انجام دیتے ہیں اور بعض طلبہ مزید اعلیٰ تعلیم کے حصول کی خاطر حکومتی یونیورسٹیوں کی طرف رخ کرتے ہیں اور وہاں اپنے پسندیدہ شعبہ جات میں داخلہ لیتے ہیں لیکن مناسب رہنمائی نہ ہونے کی وجہ سے یہ طلبہ اپنے مطلوبہ شعبہ میں داخلہ بآسانی نہیں لے

پاتے یا کافی پریشانی کا سامنا کرتے ہیں۔

لہٰذا محترم ناظم اعلیٰ صاحب نے کتابوں کی خریداری کے لیے جامعہ کے تین اساتذہ (ماسٹر عرفان احمد ملک، مولانا عبداللہ زبیر سلفی، راقم الحروف د/ عبدالحلیم بسم اللہ) پر مشتمل ایک وفد تشکیل دی اور انہیں مورخہ ۵ رجنوری ۲۰۲۱ء کو دہلی کے سفر کے کے لیے مکلف کیا۔

چنانچہ دہلی سے مختلف مضامین جیسے عربی زبان وادب، اردو زبان وادب، انگلش، ادیان ومذاہب، میڈیا وصحافت، تاریخ، آئین ہند، سیاسیات، معاشیات، سماجیات، جنرل نالج، طب اور یونیورسٹیز میں داخلہ کے لیے معاون کتب ونوٹس کی خریداری کی گئی اور انہیں جامعہ کی سینٹرل لائبریری میں طلبہ کے استفادہ کے لیے رکھ دیا گیا جس کی وجہ سے یونیورسٹیز جانے والے طلبہ کو داخلہ کی تیاری میں کافی آسانیاں ہوگئیں۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
دکتور رعبدالحلیم بسم اللہ مدنی
۱۶/۱ اکتوبر ۲۰۲۲ء

●●●

تاثرات

□ جامعہ سلفیہ مرکزی دارالعلوم کی مجلس منتظمہ کی میٹنگ میں ہماری شرکت ہوئی، وہ سلفیان ہند کا مرکزی ادارہ ہے۔ ہمارا مادر علمی بھی ہے اور تدریسی خدمات کا ایک عرصہ تک یہاں سلسلہ جاری رہا ہے۔ جامعہ ہمیشہ اپنے مبانی ومعانی اور نیک نامی کے لیے معروف ومشہور رہا ہے اور مختلف شعبوں میں راہ ترقی وتعمیر پر گامزن ہے۔

اللھم نعوذ بک من الحور بعد الکور

جامعہ سلفیہ کو اس کے شایان شان اور تعلیمی وتربیتی ہر اعتبار سے لائق اطمینان بنانے کے لیے ازحد اجتماعی اور مشترک محنت وکاوش کے ساتھ مالی طور پر مضبوط ومستحکم کرنا ہماری ذمہ داری ہے۔

پرزور اپیل کی جاتی ہے کہ تمام اہل خیر، اس کے فضلاء ومتعلقین اس کے مالی ومعنوی استحکام کے لیے کوشش کریں۔ اللہ ترقیات سے نوازے۔

اصغر علی امام مہدی سلفی

امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

۱۹/۳/۱۴۴۴ھ مطابق ۱۶/۱۰/۲۰۲۲ء

□ الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على رسوله الأمين وعلى آله وصحبه أجمعين۔ أما بعد:

بفضلہ تعالیٰ مجھے جامعہ سلفیہ (مرکزی دارالعلوم) کے مجلس منتظمہ منعقدہ ۱۶/اکتوبر ۲۰۲۲ء بروز اتوار شرکت کی سعادت حاصل ہوئی۔ جامعہ کی پرشکوہ وعالیشان عمارت کو دیکھنے اور اس کی ہمہ جہتی تعلیمی، تربیتی اور تحقیقی کاوشوں سے واقفیت کا موقع ملا۔ اس سے دلی خوشی مسرت حاصل ہوئی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ کتاب وسنت اور منہج سلف کے علمبردار اس جامعہ کو مزید ترقی وبلندی عطا فرمائے اور حاسدین کے حسد ومفسدین کے شر سے محفوظ رکھے، آمین۔

فی الحال جامعہ میں متوسطہ وثانویہ سے لے کر کلیہ تک کی تعلیم جاری ہے۔ نیز حفظ قرآن کریم وتعلیم نسواں کے لیے جامعہ کے تحت دو اور ادارے بھی رواں دواں ہیں۔ امید کہ ذمہ داران جامعہ کلیات سے آگے بڑھ کر دراسات علیا (ماجستیر ودکتوراہ) کا شعبہ بھی جلد از جلد جامعہ میں کھول کر علوم شرعیہ کے طلبہ کی دیرینہ خواہش کو پورا کریں گے اور ہر فن میں تخصص کے اس دور میں مدارس عربیہ کی اس ضرورت کی تکمیل فرمائیں گے۔ وفقھم اللہ وجزاھم عن الإسلام والمسلمین خیرا۔

وصلى الله تعالى على النبي الكريم

کتبہ طہ سعید مدنی

بانی وصدر مدرسہ خالدیہ عربیہ، پونت، اڈیشہ

ونائب امیر صوبائی جمعیت اہل حدیث اڈیشہ

□ آج مورخہ ۱۶/ اکتوبر ۲۰۲۲ء بروز اتوار مرکزی دارالعلوم کی منتظمہ کمیٹی میں شرکت کا موقع ملا۔

مادر علمی جامعہ سلفیہ کو دیکھ کر بے حد خوشی ہوئی۔ یہاں اساتذہ اور طلباء سے ملاقات کرنے کے بعد بے حد خوشی ہوئی۔ اساتذہ اور طلباء قابل تعریف ہیں۔ منتظمہ کمیٹی کی کارکردگی قابل اطمینان ہے۔ ناظم جامعہ کی کوشش ادارہ کے لیے مخلصانہ ہے۔

اللہ سے دعا ہے کہ اللہ ادارہ کو آئندہ ترقی کی راہ پر گامزن کرے اور ترقی عطا فرمائے۔

محمد رفیق سلفی

مینجنگ ڈائرکٹر زہرا پبلک اسکول، دہلی

□ **الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيد المرسلين محمد وعلى آله وصحبه أجمعين۔**

آج بتاریخ ۱۶/ اکتوبر ۲۰۲۲ء مطابق ۱۹ ربیع الاول ۱۴۴۴ھ مرکزی دارالعلوم (جامعہ سلفیہ) بنارس کی مجلس منتظمہ کی اہم میٹنگ میں شرکت کا موقع ملا جس میں جامعہ کے مختلف شعبوں کی کارکردگی کی رپورٹ پیش کی گئی جن میں تعلیمی، تربیتی، دعوتی، تصنیفی، تعمیری ورفاہی اور اصلاحی مختلف نشاطات وسرگرمیوں پر مشتمل رپورٹ تھی، الحمد للہ سن کر دل کو فرحت ومسرت محسوس ہوئی اور صرف رپورٹ ہی نہیں بلکہ واقعۃً حقیقت میں جامعہ کی چہار دیواری، عالی شان مسجد اور شاندار لائبریری اور دیگر مختلف شعبے پر نظر دوڑانے سے ہر کسی کا دل فرحت وانبساط محسوس کرتا ہے بلکہ وہ اس کی تعبیر اپنی زبان سے ادا کرنے سے قاصر رہتا ہے۔

اس مناسبت سے دل کی گہرائیوں سے ناظم جامعہ شیخ عبداللہ سعود حفظہ اللہ وتولاہ اوران کے معاونین ذمہ داران، اساتذہ کرام وموظفین کے لیے دل سے دعا گو ہیں کہ اے اللہ تعالیٰ ان کی کوششوں اور علمی قربانیوں کو قبول فرما اور اسلاف نے جو درخت لگایا تھا اسے پائیدار ومستحکم اور ثمرآور بنا، حاسدوں کے حسد سے محفوظ رکھ، ظالموں کے ظلم وعناد سے بچا کر اس علمی گہوارہ کو مزید ترقی دے تاکہ خدمت دین کا سلسلہ تاقیام قیامت جاری وساری رہے۔

بڑی خوشی ومسرت کی بات ہے کہ اس موقع پر مجلس منتظمہ کی نئی باڈی تشکیل دی گئی لیکن یہ نئی ٹیم قدیم عہدیداران وذمہ داران ہی پر منحصر رہی کیونکہ شرکاء مجلس نے ان کی کارکردگیوں کو سراہا اور دوبارہ انہی کو خدمت کا موقع دیا تاکہ تعلیم وتربیت، دعوت وتبلیغ، تصنیف وتحقیق، افتاء ودیگر شعبوں کی رفتار وترقی پر کوئی روک نہ لگے۔

میں نئی کمیٹی کو دل کی گہرائی سے مبارکباد پیش کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ناظم جامعہ شیخ عبداللہ سعود سلفی حفظہ اللہ اوران کے معاونین کو مزید خدمت کا موقع ملے، آمین۔

وصلى الله على النبي محمد وعلى آله وصحبه أجمعين۔

وکتبہ بیدہ

درحمت اللہ محمد موسیٰ السّلفی

ناظم اعلیٰ ضلعی جمعیت اہل حدیث کٹیہار، بہار

□ الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيد المرسلين، وعلى آله وصحبه أجمعين، وبعد۔

إن الله تعالى قد يسر لي زيارة الجامعة السلفية مركزي دارالعلوم قائمة في مدينة بنارس الهند في ۲۰۲۲/۱۰/۱۶ء۔

من المعلوم هذه الإدارة التعليمية أقيمت في ۱۹٦۳م لنشر التعليم الديني الشرعي على منهج السلف الصالحين۔

القائمون عليها مخلصون في الدين والعلمل وعلى رأسهم فضيلة الشيخ شاهد جنيد السلفي حفظه الله والنظامة في يد فضيلة الشيخ عبدالله سعود السلفي حفظهم الله تعالى۔

جاء الطلاب من جميع أطراف الهند وخارجها للتعليم والدراسة فيها۔

أرجو الله تعالى أن يتقبل جهود القائمين عليها االذين بذلوا جهودهم لها۔

والرجاء من أهل الخير والبر أن يمدوا يدي العون على على المساعدة لهذه الجامعة المباركة۔

والله ولي التوفيق۔

والسلام عليكم

المحرر: محمد إسحاق شرف الحق المدني

بانی گرین ماڈل اکیڈمی وسابق ممبر مغربی بنگال مدرسہ تعلیمی بورڈ

□ كانت زيارة الجامعة السلفية التي عشت في رحابها طالبًا في فصولها، كاتبًا في مجلتها، مفهرسًا في مكتبتها، نحو أكثر من سبع سنوات، تراودني بعد وباء الكوفيد ۱۹، وقدرها الله اليوم، فوجدتها أحسن مما كانت عليه من كل النواحي، في التطوير في التعليم، والترتيب والتنظيم، والنظافة واللباقة۔

سرّني جدّا ما رأيت بعد سنوات، وقد قام أخونا الفاضل الشيخ / عبدالله سعود السلفي (الأمين العام للجامعة السلفية) بكل ما أوتي من قوة وصلاحية وأهلية من فضل الله تعالى۔

داعيا الله سبحانه أن يتقبل منه ومن الأعضاء الآخرين، والمساعدين له في كل المجالات، ويجزيهم خير ما يجازى به عباده الصالحين۔

وصلى الله عليه وسلم، والحمد لله رب العالمين۔

كتبه:

صلاح الدين مقبول أحمد

(مادرعلمی) جامعہ سلفیہ بنارس، جس کی چہار دیواری میں رہ کر میں نے سات سال سے زائد کا عرصہ، اس کی درس گاہوں کا طالب علم بن کر، اور اس کا مجلہ (سالنامہ المنار) کا رائٹر، اور لائبریری میں فہرست ساز کے طور پر گزارا، کووڈ 19 کے بعد سے اس (مادرعلمی) کی زیارت کا شوق دل میں پیدا ہوا اور آج (16 اکتوبر 2022م کو) یہ شوق اللہ کے فضل سے پورا ہوا، اس جامعہ کو تعلیم وتربیت، تنظیم، صفائی وستھرائی، اور زیب وآرائش میں پہلے سے زیادہ بہتر حالت میں پایا۔

ایک طویل مدت کے بعد جامعہ کے دایدار سے بڑی خوشی ملی، ہمارے فاضل بھائی شیخ عبداللہ سعود صاحب سلفی، ناظم جامعہ سلفیہ اپنی تمام تر قوتوں اور صلاحیتوں کو بروئے کارلاتے ہوئے جامعہ کو چلارہے ہیں۔اللہ سے دعا ہے کہ وہ ان کی اوراس کے اراکین ومن جملہ معاونین کی کوششوں کو شرف قبولیت بخشے، اور اپنے نیک بندوں جیسا انہیں اجر نوازے۔آمین

وصلی اللہ علیہ وسلم، والحمد للہ رب العالمین

صلاح الدین مقبول احمد مدنی

□ الحمد للہ رب العالمین و الصلوۃ والسلام علی سید المرسلین و علی آلہ وصحبہ أجمعین وبعد:

اللہ تعالیٰ نے ۱۶/اکتوبر ۲۰۲۲ء بروز اتوار مرکزی دارالعلوم بنارس کی زیارت کا موقع عنایت فرمایا، یہ ایک تعلیمی ادارہ ہے،جس کا قیام ۱۹۶۳ء میں سلف صالحین کی فہم کے مطابق دینی،شرعی تعلیم کی نشرواشاعت کی غرض سے عمل میں آیا ہے،اس ادارہ کے ذمہ داران علم وعمل اور دینداری میں مخلص ہیں،فضیلۃ الشیخ شاہد جنید ادارے کے نگران جبکہ نظامت کی باغ ڈور فضیلۃ الشیخ عبداللہ سعود کے ہاتھ میں ہے،ملک وبیرون ملک سے طلبہ اپنی علمی پیاس بجھانے کے لیے یہاں تشریف لاتے ہیں۔ اللہ تعالی سے دعا گوں ہوں کہ اس ادارہ کے ذمہ داران کی کاوشوں کوشرف قبولیت بخشے اوراہل خیر سے منادی ہوں کہ اس عظیم جامعہ کے تعاون کے لیے اپناہاتھ بڑھائیں۔

والسلام

محمد اسحاق شرف الحق

بانی گرین ماڈل اکیڈمی وسابق ممبر مغربی بنگال مدرسہ تعلیمی بورڈ

□ بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہماراجامعہ ہے یہ

۱۶/اکتوبر ۲۰۲۲ء کو جامعہ سلفیہ بنارس کی خصوصی دعوت پراس کی منتظمہ کی میٹنگ میں شرکت کے لئے جب مادرعلمی(جامعہ سلفیہ بنارس) پہنچا تو ہر بار کی طرح اس بار بھی مادرعلمی جامعہ سلفیہ کو پہلے سے زیادہ پُرشکوہ وعالیشان اور باوقار دیکھا۔جامعہ سلفیہ کی سفید چادروں میں لپٹی ہوئی چہاردیواریاں، شاندارو پُرکیف،صاف شفاف اورعظمت کی رداءاوڑھے مسجد کی شبیہ،اس کے جوار میں وقیع ومستند اور بیش بہا مختلف علوم فنون کی کتابوں پر مشتمل لائبریری دیکھتے بنتی ہے، اسی لائبریری کے اندر منتظمہ کی انتخابی نشست ہوئی اور ایجنڈے کے مطابق ساری کارروائیاں سامنے آئیں ۔ شیخ شاہد جنید صاحب سلفی / حفظہ اللہ کی صدارت میں منعقد اس نشست میں بہ ترتیب ناظم اعلیٰ جامعہ سلفیہ بنارس شیخ عبد اللہ سعود صاحب / حفظہ اللہ کی سکریٹری رپورٹ کے ساتھ جملہ شعبہ جات سے متعلق رپورٹیں پیش کی گئیں اورسب شرکاء نے اطمینان کا اظہار کیا۔ جامعہ کی تدریسی وتعلیمی وتعمیری ترقی اوران شعبوں کے اندرحسب تقاضا کی جانے والی سودمند پیش رفت جان کر بڑی فرحت محسوس ہوئی اور آئندہ کے عزائم دیکھ کر دعاء نکلی کہ اللہ کریم مادرعلمی جامعہ سلفیہ بنارس کو یوں روزافزوں ترقی سے مالا مال کرے آمین ۔ تدریسی شعبوں میں

عصر حاضر کے تقاضا کے مطابق Social studies / علوم سماجیات کا ضروری اضافہ خصوصا قابلِ ذکر ہے اور یہ ناظم اعلیٰ جناب شیخ عبد اللہ سعود صاحب سلفی حفظہ اللہ کی ژرف نگاہی کا ثبوت ہے اور آئندہ کے لیے بھی ایسے کئی عزائم کا پتہ لگنے کے بعد خوشی ہوئی کہ وہ جامعہ کے مختلف شعبوں میں خوبصورت وسُودمند اصلاحات کے لیئے کوشاں ہیں، فجز اھم اللہ خیرا۔ جامعہ کی اس نشست کے اندر نہایت با وقار اور اطمینان بخش انداز میں عہدیداران کا انتخاب عمل میں آیا، پھر بحمد اللہ اپنی بہتر اور قابلِ تعریف کارکردگی کے سبب سارے ذمے داران علی حالہ قرار پائے اور بڑا اچھا لگا کہ جامعہ کے وقار وعظمت اور شاندار تاریخ وروایت کے مطابق نشست کے سب کام تمام ہوئے۔ مادر علمی جامعہ سلفیہ صرف کوئی روایتی تدریسی ادارہ نہیں، بلکہ یہ طرزِ سلف کی خوبصورت نمائندگی کرتا ہوا برصغیر ہند و پاک میں خصوصاً اپنی جداگانہ شناخت لیئے وہ ادارہ ہے، جو تدریس کے علاوے، افتاء وعلمی تحقیق، ترجمہ تصنیف وتالیف، دعوت و ارشاد اور اس قسم کے مختلف شعبوں میں قابلِ ذکر کارکردگی کے لئے ہندو بیرونِ ہند کے اندر مشہور ومقبول ہے۔ اللہ کریم سے دعا ہے کہ وہ اسے روز افزوں ترقی سے مالا مال کرے اور جامعہ کے سارے ذمے داران، اراکین، اساتذہ اور جملہ اصحاب خیر ومعاونین کو جزائے خیر دے، آمین۔

فضل اللہ انصاری سلفی

مدھوبنی، بہار

●●●

تسبیح وتحمید اور تکبیر کی فضیلت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فقرائے مہاجرین رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ دولت مند لوگ بلند درجے اور ہمیشہ رہنے والی نعمتیں لے گئے۔ آپ نے پوچھا: وہ کیسے؟ انہوں نے عرض کیا وہ نماز پڑھتے ہیں جیسے ہم پڑھتے ہیں، وہ روزے رکھتے ہیں جیسے ہم رکھتے ہیں، وہ صدقہ کرتے ہیں لیکن ہم استطاعت نہ رکھنے کی وجہ سے صدقہ نہیں کرتے اور وہ غلام آزاد کرتے ہیں ہم نہیں کرتے۔ دولت مندی کی وجہ سے وہ ہم سے زیادہ فضیلت حاصل کرلیتے ہیں۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتلاؤں کہ جس کے ذریعہ سے تم اپنے سے آگے بڑھنے والوں کو پالو اور اپنے بعد والوں سے تم بڑھ جاؤ اور کوئی تم سے فضیلت والا نہ ہو مگر وہی جو تمہارے جیسا یہ عمل کرے۔ انہوں نے کہا کیوں نہیں یا رسول اللہ۔ ایسا عمل تو ضرور بتلائیے۔ آپ نے ارشاد فرمایا: تم ہر نماز کے بعد ۳۳/ ۳۳/ مرتبہ سبحان اللہ، الحمد للہ اور اللہ اکبر پڑھ لیا کرو۔ چنانچہ انہوں نے اس پر عمل شروع کر دیا لیکن دولت مند مسلمانوں کو بھی رسول اللہ ﷺ کا یہ پیغام پہنچ گیا تو وہ بھی اس پر عمل کرنے لگے۔ پس فقرائے مہاجرین دوبارہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: ہمارے اس فعل کی گن سن ہمارے دولت مند بھائیوں کو بھی ہوگئی ہے اور انہوں نے اس عمل کو اپنا لیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ تو اللہ کا فضل ہے جسے وہ چاہے دیتا ہے۔

(بخاری ومسلم)

اخبار جامعہ

مولانا ابوصالح دل محمد سلفی

جامعہ سلفیہ بنارس میں مجلس منتظمہ کی اہم میٹنگ:

۱۶/ اکتوبر ۲۰۲۲ء بروز اتوار بمقام جنرل لائبریری بوقت دس بجے دن جامعہ سلفیہ (مرکزی دارالعلوم) کی مجلس منتظمہ کی ایک انتہائی اہم میٹنگ محترم صدر جامعہ فضیلۃ الشیخ شاہد جنید صاحب سلفی حفظہ اللہ کی صدارت اور محترم ناظم اعلیٰ فضیلۃ الشیخ عبد اللہ سعود صاحب سلفی حفظہ اللہ کی نظامت میں منعقد ہوئی، جس میں اراکین جامعہ نیز ملک کے منتخب ابنائے قدیم اور خصوصی مدعووین حضرات نے شرکت کی۔ میٹنگ درج ذیل ایجنڈے پر ہوئی۔

۱۔ پچھلی نشست کی خواندگی اور اس کی توثیق
۲۔ الجامعۃ السلفیۃ کے مختلف شعبوں کی رپورٹ
۳۔ مالی وسائل اور آمد و خرچ کا جائزہ
۴۔ انتخاب عہدہ داران مجلس منتظمہ مرکزی دارالعلوم
۵۔ دیگر امور بہ اجازت صدر

میٹنگ کا آغاز فضیلۃ الشیخ صلاح الدین مقبول صاحب مدنی حفظہ اللہ کی تلاوت قرآن سے ہوا، اس کے بعد محترم ناظم اعلیٰ فضیلۃ الشیخ عبد اللہ سعود صاحب سلفی حفظہ اللہ نے جامعہ سلفیہ بنارس سے متعلق اپنے احساسات کا ذکر کیا اور بتایا کہ جامعہ سلفیہ کی ایک تاریخ ہے۔ جب دنیا میں کتاب وسنت کی احیاء کی کوششیں ہو رہی تھیں، اس وقت پوری امت خاص طور پر ہندوستان کتاب وسنت سے کافی دور تھا۔ چنانچہ ہمارے بزرگوں نے اس کے لیے کافی کوششیں کیں اور ایک تنظیم ''جمعیت اہل حدیث'' کے نام سے بنائی جو کہ جماعت اہل حدیث کی روح ہے، یقیناً کوئی بھی تحریک اور کوئی بھی کام تنظیم کے بغیر کامیاب نہیں ہوسکتا ہے اس کے بعد ہمارے بزرگوں کو احساس ہوا کہ ملک میں احیائے کتاب وسنت کے لیے دعاۃ ومبلغین اور علماء کا ایک گروہ تیار کرنا بہت ضروری ہے جو اس اہم کام کو انجام دے۔ آج سے تقریباً پچانوے سال پہلے ان بزرگوں نے ایک ایسے مرکزی ادارہ کے قیام کی تجویز پاس کی جہاں سے خالص کتاب وسنت کی احیاء کا فریضہ انجام پائے، اس دور میں مولانا ابوالقاسم سیف بنارسی، شیخ الحدیث علامہ عبید اللہ رحمانی مبارکپوری و دیگر جماعت کے بزرگوں نے تجویز کی کہ شہر بنارس میں جماعت اہل حدیث کا مرکزی سلفی درس گاہ کی بنیاد رکھی جائے، پھر حالات گزرے اور اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم ہے کہ اہل بنارس کو یہ شرف حاصل ہوا کہ یہاں یہ ادارہ ''جامعہ سلفیہ (مرکزی دارالعلوم)'' بنارس قائم ہے جو کہ پورے ملک سے جماعت اہل حدیث کے بزرگوں و دانشوران نے ۱۹۶۳ء میں یہاں آ کر اس کی بنیاد رکھی۔

الحمد للہ آج جامعہ سلفیہ بنارس پورے آن بان کے

ساتھ سرگرم عمل ہے، جو کہ جماعت کے احباب واخوان کے تعاون ولگن کے ساتھ دن بہ دن ترقی کی راہ پر گامزن ہے۔ ہمیں اس وقت اپنے بھائی وہم درس علامہ عزیر شمس رحمہ اللہ کی کافی یاد آرہی ہے، ماہ رمضان میں ان سے ملاقات ہوئی تھی، تقریباً دو گھنٹے ان کے ساتھ بیٹھا اور جامعہ کی تعلیمی وتربیتی وغیرہ امور سے متعلق ان سے گفتگو ہوئی۔ میں نے علامہ عزیر شمس رحمہ اللہ سے جامعہ آنے کی درخواست کی تھی، وہ پہلے جس موسسہ میں کام کرتے تھے وہ بند ہو چکی تھی، اب گھر رہ کر کام کرتے تھے۔ انہوں نے اس مرتبہ کہا تھا کہ ایک شرط پر میں جامعہ سلفیہ بنارس آؤں گا کہ شیخ صلاح الدین مقبول صاحب مدنی بھی جامعہ آجائیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین

اس کے بعد محترم ناظم اعلیٰ حفظہ اللہ نے شرکائے میٹنگ کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ میں جب سے جامعہ میں ذمہ دار کی حیثیت سے آیا ہوں ہر تین سال پر مرکزی دارالعلوم کی مجلس منتظمہ کے عہدہ داران کا انتخاب جدید عمل میں آتا ہے، لیکن یہ پہلی مرتبہ ہوا ہے کہ ۲۰۱۸ء کے بعد چار سال میں لاک ڈاؤن وغیرہ کی وجہ سے یہ میٹنگ ہو رہی ہے۔ پھر محترم ناظم اعلیٰ صاحب نے پہلے ایجنڈے کے تحت پچھلی نشست کی کارروائی کو قدرے تفصیل ووضاحت سے سنایا۔ اس کے بعد دوسرے ایجنڈے کے تحت ڈاکٹر عبد الحلیم صاحب مدنی حفظہ اللہ (استاذ ومدیر مجلس تعلیمی) نے نصاب تعلیم اوراس سے متعلق پیش رفت اور ادارۃ البحوث الاسلامیۃ سے درسی کتابوں کی طباعت وغیرہ پر اجمالی رپورٹ پیش کی۔

اس کے بعد دکتور عبد الصبور صاحب مدنی حفظہ اللہ (استاذ ونائب شیخ الجامعہ) نے محترم شیخ الجامعہ مولانا محمد مستقیم سلفی حفظہ اللہ وتولاہ کی نیابت کرتے ہوئے اختصار کے ساتھ تعلیمی رپورٹ پیش کی۔ تعلیمی رپورٹ میں دکتور موصوف حفظہ اللہ نے جامعہ کے شعبہ جات وتعلیمی نظام اور تعلیمی وتربیتی پیش رفتوں کی جامع رپورٹ پیش کی اور کہا کہ ایک وقفہ کے بعد الحمد للہ ماہنامہ ''محدث'' اور ''صوت الامہ'' شائع ہو رہا ہے۔ فنڈ کی کمی کی وجہ سے دونوں مجلّے پی ڈی ایف کی شکل میں آن لائن شائع ہو رہے ہیں۔

مولانا عبد اللہ زبیری صاحب سلفی حفظہ اللہ نے دو سال سے جامعہ میں نافذ فصلی نظام پر کچھ سوالات کیے۔ محترم ناظم اعلیٰ صاحب حفظہ اللہ نے جواب دیتے ہوئے کہا کہ موجودہ دور میں جامعہ کے تعلیمی معیار کو مزید بلند ومستحکم کرنے کے لیے حالات وظروف کے مدنظر فصلی نظام نافذ کرنے کی سخت ضرورت تھی، کئی سالوں کے بعد کافی غور وخوض اور مشوروں کے بعد جامعہ میں فصلی نظام نافذ کیا گیا ہے۔ اس میں اگر کوئی کمی وخامی اور پریشانی نظر آئے تو اس کی اصلاح کی جائے گی، ان شاء اللہ۔

اس کے بعد راقم الحروف (ابوصالح دل محمد سلفی استاذ ومدیر علاقات عامہ) نے محترم ناظم اعلیٰ صاحب حفظہ اللہ کی طبیعت ناساز ہونے کی وجہ سے ان کی نیابت میں جامعہ کی تعمیر ومرمت اور بلڈنگ کی اصلاح سے متعلق ایک رپورٹ پیش کی۔ رپورٹ میں اگست ۲۰۱۹ء سے جولائی ۲۰۲۲ء تک کے درمیان جامعہ میں تعمیر ومرمت اور بلڈنگ کی اصلاح کے جو کام ہوئے ہیں ان میں سے اہم کاموں

کومختصر اور جامع انداز میں گنایا گیا۔

اس کے بعد فضیلۃ الشیخ صلاح الدین مقبول صاحب مدنی حفظہ اللہ نے کہا کہ جو رپورٹیں ابھی سنائی گئیں انہیں سن کر بہت خوشی اور اطمینان ہوا، جامعہ کے اساتذۂ کرام اور ذمہ داران کی ہمت کو داد دینی چاہیے، اللہ تعالیٰ ان کی خدمات کو قبول فرمائے۔

شیخ صلاح الدین مدنی صاحب نے صدر جامعہ اور ناظم جامعہ حفظہما اللہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ دونوں کی شکل وصورت اور ان کی خدمات قابل تعریف ہیں۔ پھر انہوں نے کہا کہ ملک کے جن حالات کے پیش نظر مرحلۂ فضیلت کو تین کلیات (حدیث، شریعہ، دعوہ) میں بدلا گیا ہے وہ بھی قابل تعریف ہے اور سبھی کو اس کا اعتراف کرنا چاہیے۔ نیز انہوں نے کہا کہ جامعہ کے خوبصورت اور صاف ستھرا ہونے میں کوئی شک نہیں ہے، اس کا اثر اساتذہ، طلبہ اور ذمہ داران سبھی پر ہونا چاہیے لہٰذا اگر کسی کے دل میں کوئی بات یا مشورہ ہو تو جامعہ کے مقامی اراکین کو چاہیے کہ بروقت مل بیٹھ کر اس کا تصفیہ کرلیں۔

اس کے بعد قاری نجم الحسن صاحب فیضی حفظہ اللہ نے جامعہ کی حالیہ کارکردگی پر اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اس طرح بڑی اور اہم مجلس میں ہر طرح کی باتوں کا ذکر نہیں کرنا چاہیے، درمیان میں اگر کوئی مسئلہ درپیش ہو تو آپس میں مل جل کر حل کر لینا چاہیے۔

اس کے بعد محترم ناظم اعلیٰ عبد اللہ سعود صاحب سلفی حفظہ اللہ نے کہا کہ میں ملک وبیرون ملک جہاں بھی سفر میں جاتا ہوں اپنے فارغین جامعہ سے ملاقات کرتا ہوں، ان سے جامعہ کے بارے میں تاثرات اور رائے مشورہ لیتا ہوں۔ جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں زیر تعلیم ابنائے جامعہ سے متعدد بار میٹنگیں کی گئیں، سب نے کہا کہ جامعہ کا کھانا معیاری ہے، ہمیں اس طرح کا کھانا یہاں بھی نہیں ملتا ہے اور ہم لوگوں نے جامعہ سلفیہ بنارس میں جو تعلیم حاصل کی ہے اسی کی تکرار جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں ہوتی ہے۔ فالحمد للہ علی ذلک

اس کے بعد دکتور عبید الرحمن صاحب مدنی حفظہ اللہ نے اپنی رائے پیش کرتے ہوئے کہا کہ جامعہ سلفیہ بنارس اور جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کے درمیان جو ''مذکرۃ تفاهم'' ہوا ہے، یہ یقیناً جامعہ کی بہت بڑی کامیابی ہے، اس کو مزید مفید وفعال بنانے کی ضرورت ہے، نیز انہوں نے کہا کہ جامعہ کے اساتذہ کرام اور مخصوص طلبۂ عزیز کے ذریعہ ملک گیر پیمانہ پر دعوتی واصلاحی کام ہونا چاہیے تاکہ دعوتی واصلاحی فریضہ کی ادئیگی کے ساتھ ساتھ جامعہ سے عوام کا ربط وتعلق مضبوط ہو اور جامعہ کو اس کا فائدہ پہنچے۔ دکتور موصوف نے مزید ایک مشورہ یہ بھی دیا کہ جگہ کی قلت کی وجہ سے جماعت کے بہت سے طلبہ جامعہ میں داخلہ نہیں لے پاتے ہیں تو کیوں نہ جامعہ سے باہر مزید بلڈنگوں کی تعمیر کی طرف توجہ دی جائے۔ انہوں نے کہا کہ طلبہ کی تربیت کے لیے عصر بعد خصوصی دروس کا اہتمام بڑا مفید ہوگا۔

دوران میٹنگ ظہر کی نماز ادا کی گئی۔ اس کے بعد میٹنگ کی دوسری نشست کا آغاز کرتے ہوئے محترم ناظم اعلیٰ صاحب حفظہ اللہ نے جامعہ کے بعض اہم گوشوں پر روشنی ڈالی اور کہا کہ الحمد للہ جامعہ میں جو بھی کام ہوا ہے سب

کی بل ہمارے پاس موجود ہے اور میں ہر بل کو دیکھتا ہوں پھر پاس کرتا ہوں۔

اس کے بعد تیسرے ایجنڈے کے تحت جامعہ کے خازن فضیلۃ الشیخ عبید اللہ ناصر صاحب سلفی حفظہ اللہ نے مالی وسائل اور آمد وخرچ کے جائزہ پر اپنی رپورٹ پیش کی جو کہ جامعہ کی آمدنی واخراجات پر مشتمل تھی۔

اس کے بعد چوتھے ایجنڈے کے تحت جامعہ سلفیہ (مرکزی دارالعلوم) کی مجلس منتظمہ کے عہدہ داران کا انتخاب جدید عمل میں آیا۔ تمام شرکائے میٹنگ نے باتفاق رائے فضیلۃ الشیخ شاہد جنید صاحب سلفی حفظہ اللہ کو صدر اور فضیلۃ الشیخ عبد اللہ سعود صاحب کو ناظم اعلیٰ اور فضیلۃ الشیخ عبید اللہ ناصر سلفی حفظہ اللہ کو خازن منتخب کیا اور چوں کہ جامعہ کی کارکردگی پر سبھی کو اطمینان تھا اس لیے اس پر مسرت وشادمانی کا اظہار کرتے ہوئے متفقہ طور پر تمام ہی شرکائے میٹنگ نے سابق اراکین جامعہ کو برقرار رکھا۔

اس کے بعد محترم ناظم اعلیٰ حفظہ اللہ نے بیرون شہر سے تشریف لائے ہوئے مہمانان سے اپنے تاثرات اور مشورے کی درخواست کی۔ چنانچہ شیخ محمد رفیق صاحب سلفی (دہلی) نے مشورہ دیتے ہوئے کہا کہ اب جامعہ کو ایک یونیورسٹی کی شکل دینے کی ضرورت ہے جس کے لیے زمین خریدنے اور بلڈنگ کی تعمیر کی ضرورت ہے۔ اس کی طرف جماعت کو خصوصی توجہ دینی چاہیے۔ اسی طرح جامعہ کے نصاب تعلیم کے لیے اس فن کے ماہرین کی مزید خدمت لی جائے نیز اس کے لیے سمینار منعقد کیے جائیں۔

اس کے بعد فضیلۃ الشیخ طٰہٰ حسین عمری مدنی حفظہ اللہ (اڈیشہ) نے کہا کہ جامعہ سے متعلق باتیں، رپورٹیں سن کر بڑی خوشی ہوئی، اس پر بھی خوشی ہوئی کہ جامعہ سلفیہ بنارس کو یوپی کی حکومت نے شہر کی پانچویں یونیورسٹی مان لی ہے اور اس پر بھی خوشی ہوئی کہ جامعہ سلفیہ بنارس اور جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کے درمیان ''مذکرۃ تفاھم'' ہوا۔

اب جامعہ میں ماجستر اور دکتورہ کا مرحلہ بھی شروع ہونا چاہیے نیز جامعہ کے مالی فنڈ کو مضبوط کرنے کے لیے چندہ سے بڑھ کر اوقاف کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

اس کے بعد حافظ عبد القیوم صاحب (حیدرآباد) نے جامعہ کی کارکردگی پر اپنی خوشی واطمینان کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ہم سب کو مل کر جامعہ کی تعمیر وترقی کے لیے کام کرنا چاہیے۔

اس کے بعد محترم صدر جامعہ مولانا شاہد جنید صاحب سلفی حفظہ اللہ نے حاضرین سے مخاطب ہوکر کہا کہ آپ حضرات جامعہ تشریف لائے، عہدہ داران کا اطمینان وسکون اور خوش اسلوبی سے انتخاب کیا، آپ لوگوں کا تہ دل سے بہت بہت شکریہ۔

اللہ تعالیٰ جامعہ کو مزید ترقی عطا فرمائے اور ہم سب کو اخلاص وللّٰہیت کے ساتھ دل لگا کر جامعہ کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

اخیر میں محترم ناظم اعلیٰ صاحب حفظہ اللہ نے یہ کہتے ہوئے مجلس کے اختتام کا اعلان کیا کہ تناول ما حضر کے بعد ہی جامعہ سے تشریف لے جائیں۔

شرکائے میٹنگ کے اسماء گرامی:

مولانا شاہد جنید صاحب سلفی، صدر جامعہ سلفیہ بنارس

مولانا عبداللہ سعود صاحب سلفی، ناظم اعلیٰ جامعہ سلفیہ
مولانا محمد اسحاق صاحب مدنی، نائب صدر جامعہ سلفیہ
مولانا عبداللہ زبیری صاحب سلفی، نائب ناظم جامعہ سلفیہ
مولانا عبیداللہ ناصر صاحب سلفی، خازن جامعہ سلفیہ
مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی، امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند
وممبر مجلس منتظمہ مرکزی دارالعلوم بنارس
شیخ ہارون صاحب سنابلی، دہلی، ناظم اعلیٰ مرکزی جمعیت اہل
حدیث ہند وممبر مجلس منتظمہ مرکزی دارالعلوم بنارس
جناب حامد حلمی صاحب بنارسی
ممبر مجلس منتظمہ مرکزی دارالعلوم بنارس
ڈاکٹر عبدالعزیز عبیداللہ مبارک پوری
ممبر مجلس منتظمہ مرکزی دارالعلوم بنارس
قاری نجم الحسن صاحب فیضی، ممبئی
ممبر مجلس منتظمہ مرکزی دارالعلوم بنارس
ڈاکٹر اختر جمال لقمان صاحب سلفی، بنارس، مدعو خصوصی
جناب عبدالطاہر زبیری صاحب، مدعو خصوصی
جناب عبدالباسط بنارسی، مدعو خصوصی
جناب ولی الرحمن صاحب بنارسی، مدعو خصوصی
جناب اقبال احمد صاحب بنارسی، مدعو خصوصی
جناب نورالہدیٰ ایڈوکیٹ، بنارس، مدعو خصوصی
جناب شاہد نسیم صاحب بنارسی، مدعو خصوصی
جناب شارق صاحب بنارسی، مدعو خصوصی
جناب خالد سلمان صاحب بنارسی
ممبر مجلس منتظمہ مرکزی دارالعلوم بنارس
جناب حماد وسیم بنارسی ممبر مجلس منتظمہ مرکزی دارالعلوم بنارس
مولانا محمد مستقیم صاحب سلفی، شیخ الجامعہ، جامعہ سلفیہ
دکتور عبدالصبور ابوبکر مدنی، استاذ و نائب شیخ الجامعہ
دکتور عبدالحلیم بسم اللہ مدنی، استاذ و مدیر مجلس تعلیمی جامعہ سلفیہ

ماسٹر نیر احمد واحدی، مدیر الامتحانات، جامعہ سلفیہ
مولانا عبدالکبیر صاحب مدنی، مدیر لجنۃ الحاق المدارس، جامعہ سلفیہ
مفتی نورالہدیٰ صاحب سلفی، مفتی جامعہ سلفیہ بنارس
مولانا ابوصالح دل محمد سلفی، استاذ و مدیر العلاقات العامہ
مولانا اسعد اعظمی صاحب، استاذ جامعہ سلفیہ
مولانا محمد یونس صاحب مدنی، استاذ جامعہ سلفیہ
مولانا ناظر سعید خالد صاحب مدنی، اڈیشہ
ممبر مجلس منتظمہ مرکزی دارالعلوم بنارس
حافظ محمد عبدالقیوم صاحب، حیدرآباد، نائب امیر مرکزی جمعیت اہل
حدیث، ہند وممبر مجلس منتظمہ مرکزی دارالعلوم بنارس
مولانا فہیم احمد شریف صاحب سلفی، حیدرآباد، مدعو خصوصی
مولانا عبدالجلیل صاحب مکی، ممبئی، مدعو خصوصی
دکتور عبیدالرحمن محمد حنیف مدنی، ممبئی، مدعو خصوصی
مولانا جمیل احمد صاحب سلفی، ممبئی، مدعو خصوصی
مولانا صلاح الدین مقبول احمد صاحب مدنی، دہلی
ممبر مجلس منتظمہ مرکزی دارالعلوم بنارس
مولانا محمد رفیق صاحب سلفی، دہلی، مدعو خصوصی
مولانا فیاض اللہ صاحب سلفی، دہلی، مدعو خصوصی
مولانا نثار احمد صاحب سلفی، دہلی، مدعو خصوصی
جناب فیروز اختر، مئو، مدعو خصوصی
مولانا فضل اللہ انصاری صاحب سلفی
ناظم اعلیٰ ضلعی جمعیت اہل حدیث مدھوبنی
ڈاکٹر رحمت اللہ صاحب سلفی، بہار
ناظم ضلعی جمعیت اہل حدیث کٹیہار
مولانا نصرالباری صاحب سلفی، کولکاتا، مدعو خصوصی
جناب ذاکر حسین غازی، کولکاتہ، مدعو خصوصی

●●

باب الفتاویٰ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے اپنی زندگی میں اپنی بعض اولاد کو اپنی پوری جائداد تقسیم کرکے دے دیا اور بعض اولاد کو محروم کر دیا۔شریعت مطہرہ میں اس کا کیا حکم ہے؟ واضح کریں۔

الجواب بعون الله الوهاب وهو الموفق للصواب۔

اصل جواب سے پہلے چند باتیں ملاحظہ فرمائیں جن کا تعلق سوال کے جواب سے ہی ہے۔بشرط صحت سوال صورت مسئولہ میں واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ایک مقام پر فرمایا: **ولا تأكلوا أموالكم بينكم بالباطل**۔(البقرہ: ۱۸۸) اور جناب محمد ﷺ نے فرمایا: **لا يحل مال امرئ مسلم إلا بطيب نفس منه**(سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ، صحیح الجامع الصغیر: ۲/ ۱۲۶۸، ح: ۷۶۶۲، الارواء: ۱۴۵۹) کسی مسلمان کا مال اس کی خوش دلی اور رضامندی کے بغیر لے لینا درست اور جائز نہیں ہے۔

اور ایک مقام پر اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ہے: **لا يأخذن أحدكم متاع صاحبه لاعبا ولا جادا وإن أخذ عصا صاحبه فليردها عليه**۔(حسن، صحیح الجامع الصغیر: ۲/ ۱۲۵۷، ح: ۷۵۷۸، الارواء: ۱۵۱۸) یعنی کوئی شخص اپنے بھائی کا کوئی بھی سامان عمداً یا مذاق میں بھی نہ لے اور اگر کسی شخص نے اپنے بھائی کی لاٹھی لے لی ہو تو چاہیے کہ اسے واپس کر دے۔

اور ایک حدیث میں جناب محمد ﷺ فرماتے ہیں: **لا يأخذ أحد شبرا من الأرض بغير حقه إلا طوقه الله إلى سبع أرضين يوم القيامة** (صحیح، صغیر الجامع الصغیر: ۷/ ۱۲۵۷، ح: ۷۷۵۷) یعنی کوئی شخص ناجائز طریقہ سے کسی کی ایک بالشت زمین بھی غصب کر لے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے گلے میں سات زمین کو طوق بنا کر پہنائے گا۔

یہ اور اس معنی ومفہوم کی بہت سارے نصوص صریحہ وصحیحہ سے واضح طور پر یہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی کا مال ومتاع ،زمین وجائیداد منقولہ ہو یا غیر منقولہ غصب کرنا، ہڑپنا ناجائز وحرام ہے اور ایسا شخص اللہ تعالیٰ کے نزدیک مغضوب اور ناپسندیدہ ہے اور قیامت کے دن بھیانک عذاب کا مستحق ہے۔اس لیے ایسے تمام لوگوں کو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے کسی کی حق تلفی سے باز آنا چاہیے نیز اللہ رب العالمین سے خلوص دل سے توبہ کرنی چاہیے اور جن لوگوں کا جو حق ہے انہیں کما حقہ دے دینا چاہیے۔یہ یاد رہے کہ یہ دنیا فانی ہے اس فانی دنیا کی لالچ میں ابدی زندگی یعنی آخرت کی زندگی کو برباد نہ کریں۔

اب اصل جواب ملاحظہ فرمائیں:

اولاً: صورت مسئولہ میں واضح ہو کہ کسی بھی شخص کا مال اس کی اپنی زندگی میں میراث نہیں بنتا بلکہ اس کے مرنے کے بعد میراث یا ترکہ بنتا ہے۔اس لیے کسی کی اپنی زندگی میں مال کی تقسیم میراث کی تقسیم نہیں ہے، بلکہ ہبہ کرنا ہے اور ہبہ کا شرعی قاعدہ یہ ہے کہ لڑکا اور لڑکی دونوں کو برابر دیا جائے

اور جتنا لڑکے کو دیا جائے اتنا ہی لڑکی کو دیا جائے، اپنی اولاد میں سے کسی کو دینے اور کسی کو نہ دینے، اسی طرح کسی کو زیادہ دینے اور کسی کو کم دینے سے ہبہ باطل اور کالعدم ہوجاتا ہے۔

صورت مسئولہ میں مذکورہ ہبہ عدم مساوات بین الاولاد یعنی اولاد کے درمیان برابری اور انصاف نہ کرنے یعنی لڑکی کو کم اور لڑکے کو لڑکیوں کے مقابلے میں کئی گنا زیادہ دینے کی وجہ سے باطل ہے۔ جیسا کہ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کی درج ذیل حدیث سے واضح طور پر ثابت ہوتا ہے۔ اس حدیث کا ترجمہ درج ذیل ہے:

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ان کے والد ان کو لے کر نبی ﷺ کے پاس آئے اور کہا کہ میں نے اپنے اس لڑکے کو ایک غلام ہبہ کیا ہے، تو آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم نے اپنی ساری اولاد کو اسی طرح غلام ہبہ کیا ہے، انہوں نے کہا نہیں، تو آپ نے فرمایا کہ اس کو لوٹا لو۔ (بخاری فی الھبہ، باب الھبہ للولد برقم: ۲۵۸۶، ومسلم، الھبات، باب کراھۃ تفضیل بعض الاولاد فی الھبۃ برقم: ۴۱۷۷)

اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ میرے باپ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تا کہ آپ کو میرے اس صدقہ (ہبہ) پر گواہ بنائیں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم نے اپنی سب اولاد کے ساتھ یہی سلوک کیا ہے، انہوں نے کہا کہ نہیں تو آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اپنی سب اولاد کے درمیان انصاف کرو پس میرے باپ واپس آئے اور اس صدقہ (ہبہ) کو واپس کرلیا۔ (بخاری، الھبۃ، باب الاشھاد فی الھبۃ برقم: ۲۵۸۷، مسلم فی الھبات، باب کراھۃ بعض الاولاد فی الھبۃ برقم: ۴۱۸۱)

ان تمام مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا کہ ہبہ (اپنی زندگی میں مال تقسیم کرنے) میں اولاد (لڑکا، لڑکی) کے درمیان انصاف اور مساوات ضروری ہے۔ ملاحظہ ہو: سبل السلام: ۳/ ۹۳۸، التعلیقات السلفیۃ علی سنن النسائی: ۲/ ۱۲۶، فتح الباری: ۵/ ۲۱۴، ۲۱۵، نیل الاوطار: ۱۱۰۔ ۱۱۲، فتاوی نذیریہ: ۲/ ۲۸۶۔ ۲۸۹) اگر کسی نے اپنی زندگی میں اپنے چار لڑکوں میں اپنی پوری جائیداد بطور ہبہ تقسیم کر دی اور ایک لڑکے اور تین لڑکیوں کو محروم کر دیا، یہ ہبہ شرعاً باطل ہے جیسا کہ اوپر کی احادیث سے معلوم ہوا۔

ثانیاً: اگر کوئی شخص اپنی زندگی میں اپنا مال تقسیم کرنے میں انصاف کو ملحوظ نہ رکھ سکے بلکہ کسی کو کسی پر فوقیت دے کر ورثاء میں کسی کی حق تلفی کر دے تو یہ بہت بڑی غلطی اور گناہ عظیم ہے، اگر ایسا شخص زندہ ہو تو ایسے شخص کو چاہیے کہ وہ سب سے پہلے اللہ سے توبہ کرے اور اپنی غلطی پر نادم ہو اس کے بعد اگر وہ اپنی زندگی میں تقسیم کو مناسب سمجھتا ہے تو قانونی ہبہ کے مطابق تقسیم کر دے ورنہ اپنے ورثہ پر چھوڑ دے وہ سب قانون وراثت کے مطابق بعد میں تقسیم کر لیں گے لیکن اگر کوئی شخص غلط تقسیم کر کے مرجائے تو ان کے ورثاء کو چاہیے کہ ایسے شخص کو گناہ اور متوقع عذاب الٰہی سے بچانے کے لیے ترکہ پھر سے شرعی قانون کے مطابق تقسیم کر لیں یعنی قانون وراثت کے مطابق تقسیم کر لیں، ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ شخص مذکور کو معاف کر دے، اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب۔

(ابوعفان نور الہدیٰ عین الحق سلفی)

PRINTED BOOK

Nov. & Dec. 2022

ISSN 2394-0212

Vol.XXXIX No.05-06

R.No. 40352/81

MOHADDIS

THE ISLAMIC CULTURAL & LITERARY MONTHLY MAGAZINE

Website: www.mohaddis.org

جامعہ سلفیہ بنارس کی جدید مطبوعات

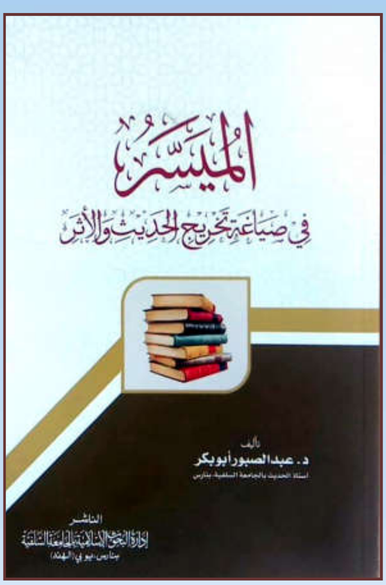

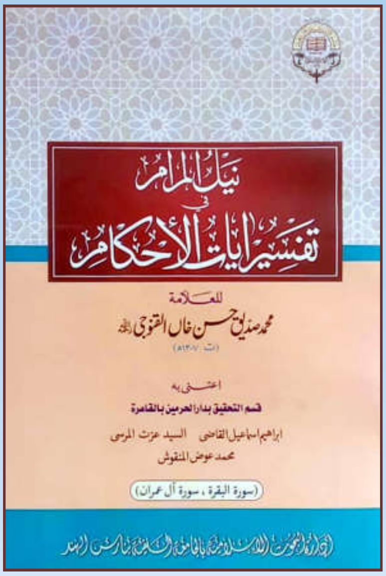

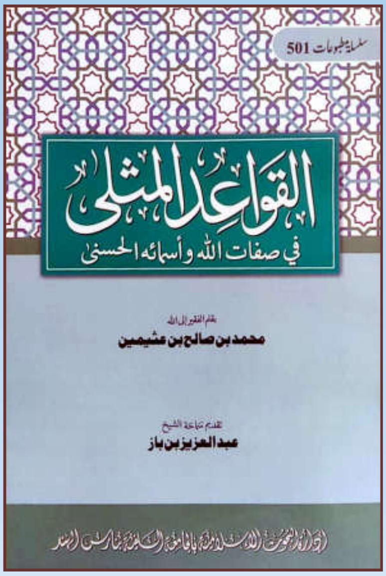

Published by: Obaidullah Nasir, on behalf of Darut-Taleef Wat-Tarjama

B.18/1-G, Reori Talab, Varanasi, Edited by: Mohammad Ayoob Salafi

Printed at Salafia Press, Varanasi.